New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
تیری چاہتوں کے حصار میں
از قلم طیبہ حیدر
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

تیری چاہتوں کے حصار میں

از طیبہ حیدر

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

آج ایک عرصے بعد "احمد ہاوس "میں خوشیوں کا سماں تھا. کیونکہ ملک کے نامور بزنس مین بلال احمد کے اکلوتے بیٹے شہروز کی شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں. اور اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے تیاریوں کا زمہ بلال احمد کی اکلوتی بیٹی "پریشے "نے اٹھایا تھا. وہ اپنے زیر نگرانی گھر کا کونہ کونہ سجوا رہی تھی. ہر قسم کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی. وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے اکلوتے بھائی کی شادی میں کوئی بھی کمی رہے. پر یہ تو انسانی زندگی کا المیہ ہے کہ اسے کچھ بھی مکمل نہیں ملتا. ہمیشہ کوئی نہ کوئی کمی ضرور رہ جاتی ہے اور وہ کوئی کمی نہیں بلکہ ایک خلاء تھا جو کہ پریشے اور شہروز کی زندگی کا تاعمر حصہ رہنے والا تھا اور وہ خلا تھا "والدین "کا جنہیں دونوں بہن بھائی نے ایک کار حادثے میں ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا.

پریشے اس وقت لاؤنج میں اپنے والدین کی ان لارج پورٹریٹ
کے پاس موجود تھی. ہر طرف عجیب گہما گہمی تھی. منتظمین ادھر سے ادھر بھاگ کر اپنی مصروفیات کا ثبوت دے رہے تھے. پر اس ایک یاد نے جیسے سب کچھ منجمد کر دیا ہو. اپنے والدین کی تصویر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پریشے کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی تھی. اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے والدین کی وفات سے لے کر اب تک کے تمام مناظر پوری جزیات کے ساتھ ایک فلم کی مانند متواتر چل رہے تھے. کیسے

والدین کی وفات کے بعد شہروز نے تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے باپ کے وسیع و عریض کاروبار کو اپنی ذہانت، بردباری اور مستقل مزاج طبعیت کی بناءپر سنبھالا. پریشے کے ساتھ ساتھ گھر پر بھی توجہ دی اور ایک حساس، محبت کرنے والا اور ذمہ دار بھائی ثابت ہوا تھا. تو ٹھیک اسی طرح پریشے نے بھی اپنے بھائی کا ہر موڑ پر بخوبی ساتھ نبھایا تھا. غرض یہ کہ دونوں نے ایک دوسرے میں اپنے ہر رشتے کو پایا تھا اور اب اسی خوبرو اور شاندار سے بھائی کی شادی اس کی اپنی عزیز از جان سہیلی سارہ سے ہونے جا رہی تھی. اپنے گالوں پر آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے وہ پورے دل سے مسکرائی تھی. وہ آہستگی سے چلتے ہوءے کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی تھی جہاں سے لان کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا. ملازموں کی دوڑ لگی ہوئی تھی ہر طرف رنگینیاں تھیں پر وہ تو ایک نوسٹیلجک فیز سے گزر رہی تھی. یادوں کا ریلا ایک بار پھر اسے اپنے ساتھ بہا لے گیا.

****

پریشے کو اردو ادب سے خاصہ شغف تھا پر چونکہ وہ میڈیکل کی سٹوڈنٹ تھی اس لیے وہ اپنے اس شوق کے لیے کافی عرصے سے وقت نہیں نکال پا رہی تھی پر اب جبکہ وہ میڈیکل کے امتحانات سے فارغ ہو گی تھی لہذا پہلی فرصت میں اس نے لائبریری کا رخ کیا تھا اور اب اپنی مطلوبہ کتاب نہ پا کر وہ لائبریرین سے اچھا خاصہ الجھ چکی تھی.

"عجیب لائبریری ہے." !!

مسلسل پندرہ منٹ کی بحث اور لائبریرین کا معافی نامہ سننے کے بعد پریشے نے تقریباً جھنجھلاتے ہوئے کہا.

"عجیب ہونے کے ساتھ غریب بھی".

سارہ جو اپنی کتاب کا مطالعہ کرتے کرتے تقریباً بور ہو گئی تھی. اس نازک سی لڑکی کی تکرار سنتے ہوئے ادھر آ گی تھی. اور اب بڑی دلچسپی سے پریشے کے ساتھ کھڑی تبصرہ کر رہی تھی.

"ہے ناں ؟"

اپنی ہم صنف کو شکوہ کرتے دیکھ کر پریشے نے جھٹ تائید چاہی جس پر سارہ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر کچھ توقف کے بعد بولی.

"ویسے اگر آپ چاہیں تو یہ ناول میں آپ کو لا کر دے سکتی ہوں میں نے حال ہی میں منگوایا ہے".

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سچ میں ؟؟"

پریشے ایک دم خوش ہو کر بے یقینی کی کیفیت میں بولی پر ساتھ ہی یہ کہتے ہوئے ٹھنڈی پڑ گئی.

"میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں اور نہ ہی مجھے آپ کے ڈیپارٹمنٹ کا پتہ ہے. میں کیسے لے سکتی ہوں؟"

"ارے تو جان پہچان کونسا مسئلہ ہے؟ وہ ہم ابھی کر لیتے ہیں. اسلام علیکم! میں "سارہ ملک" ہوں اور حال ہی میں انجینیرنگ کے ایگزام سے فری ہوئی ہوں".

سارہ نے جھٹ ہاتھ کو مصافحہ کے انداز میں آگے کرتے ہوئے اپنا تعارف کروایا جسے بغیر کسی پس و پیش کے پریشے نے تھام لیا اور اپنا تعارف کروانے لگی.

"وعلیکم السلام! میرا نام "پریشے بلال احمد" ہے اور میں میڈیکل کی سٹوڈنٹ ہوں".

"ارے واہ....... حیرت ہے" !!!

سارہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا.

"حیرانگی کیسی؟"

پریشے نے نہ سمجھ آنے والے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا.

"آپ میڈیکل کی سٹوڈنٹ ہو پھر بھی اس سب کے لیے وقت نکال لیتی ہو؟ آئی ایم ایمپریسڈ" !!

سارہ نے متاثر ہوتے ہوئے کہا تو پریشے جھینپ کر مسکرا دی. اس کے بعد کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں پھر دونوں اپنے اپنے گھر چل دی.

****

سارہ اور پریشے کی ملاقات تقریباً روز ہونے لگی تھی. عادتیں ایک جیسی ہونے کے باعث دونوں بہت جلد دوستی کے گہرے بندھن میں بندھ گئی تھیں. ڈپارٹمنٹ الگ ہونے کے باعث دونوں ایک دوسرے کے لیے وقت نکال لیتی یہاں تک کہ گھر آنے

جانے کا سلسلہ بھی چل نکلا تھا۔ اکثر پریشے سارہ کو اپنے گھر لے آتی۔ سارا دن ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مزاق، کوکنگ کرتے اور کارڈز کھیلتے گزر جاتا اور شام میں شہروز کی آمد کے ساتھ ہی وہ پریشے سے اجازت لے کر گھر روانہ ہو جاتی۔ شہروز کو اپنی بہن کی یہ سہیلی بہت پسند آئی تھی۔ نرم و نازک سی، سادہ سی طبعیت کی "سارہ" شہروز کے دل میں گھر کر گئی تھی۔ اس کے علاوہ سارہ کے آجانے سے جو اکیلا پن پہلے اس گھر میں تھا وہ اب رونق میں بدل جاتا تھا۔ پورا گھر سارہ اور پریشے کی کھلکھلاہٹوں سے گونجتا رہتا تھا اور اب شہروز اس رونق کو ہمیشہ کے لیے اپنے گھر کا حصہ بنانا چاہتا تھا۔ اس لیے شہروز نے اس سلسلے میں اپنی بہن کو اعتماد میں لیتے ہوئے اپنے دل کی بات کہہ دی تھی۔ اپنے بھائی کے انتخاب پر پریشے جہاں شاکڈ تھی وہیں بے انتہا خوش بھی تھی اور اپنے بھائی کی نئیا پار لگانے کے لئے اسے اپنی بیسٹ فرینڈ کی رضامندی درکار تھی جس پر فوراً سے پیشتر عمل کرتے ہوئے اس نے سارہ کو قریبی کافی شاپ پر بلایا تھا۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد پریشے نے اچانک سارہ سے اس کی پسند کے بارے میں پوچھا تو کافی پیتی سارہ کو اچھو لگ گیا تھا۔ شاید وہ اس اچانک سوال کے لئے تیار نہیں تھی۔

"اوہو کیا ہو گیا؟ آرام سے میری بہن" !

پریشے مسکراہٹ دباتے ہوئے سارہ کی پیٹھ سہلانے لگی.

" پر میں تو کسی کو پسند نہیں کرتی ."

سارہ نے فوراً سے پیشتر نفی میں سر ہلایا جیسے اس طرح نہ کرنے سے اس کے دل کا چور پکڑا جائے گا.

ہاں تو بی بنو!! پسند کروا بھی کون رہا ہے تم سے؟ اب تو ہم ڈائریکٹ تمہاری شادی کروائیں گے ".

ہریشے نے خالصتاً بڑی بی کے انداز میں میں کہا. جس پر سارہ نے بے اختیار مسکراتے ہوئے بولی .

"جی تو بی اماں! شادی کے لیے بھی ایک عدد دولہے کی ضرورت ہوتی ہے ."

"دولہا تم تیار ہی سمجھو ." !

پریشے نے ایک آنکھ شرارت سے میچتے ہوئے کہا.

"ویسے شہروز بھائی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ "

سارہ نے کچھ بولنے کے لیے لب وا ہی کیے تھے کہ پریشے نے جھک کے رازدارانہ انداز میں سوال کر کے اسے لاجواب کر دیا. وہ پہلے کئی لمحے اس کو دیکھتی رہی اور پھر جب بات سمجھ آئی تو بلش کر گئی. اور یہی ایک لمحہ بہت تھا پریشے کے لیے. وہ سارہ کے دل کے چور کو پکڑ چکی تھی.

"مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں چلنا چاہیے کافی دیر ہو گئی ہے".

سارہ پریشے کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے بعجلت اٹھی تھی جسے ہریشے نے دوبارہ کھینچ کر بٹھالیا تھا. وہ ایک بار پھر پریشے کے نرغے میں آچکی تھی.

شروعات میں تو اس نے لا تعلقی کا اظہار کیا تھا پر مقابل بھی پریشے تھی سو اسے ہار ماننا پڑی.

"توبہ کتنی گھنی میسنی عوام ہے. کیسے اکھیوں کے پیچھے لڑا رہی تھی اور مجھ معصوم کو خبر ہی نہیں ہوئی".

پریشے نے مصنوعی خفگی سے کہتے ہوئے مسکین شکل بنائی تھی .

دونوں نے پل کے پل ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بے ساختہ ہنستی چلی گئیں اور یوں پریشے سارہ کی رضامندی لیتے ہوئے پورے اہتمام کے ساتھ اگلے دن "ملک ولاز" میں موجود تھی. چونکہ گھر میں کوئی بڑا نہیں تھا تو اب ساری ذمہ داری پریشے پر تھی. سارہ اور پریشے کی دوستی کے علاوہ کچھ بزنس کے تعلقات کی بناء پر بھی سارہ کے والد "ازہان ملک" شہروز کو جانتے تھے اس لیے اس رشتے سے خاصے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خوش اور مطمئن نظر آ رہے تھے. چنانچہ تمام بزرگوں کی موجودگی میں یہ رشتہ طے پایا تھا.اس لیے جھٹ منگنی پٹ بیاہ کے مصداق اگلے ماہ شادی ہونا قرار پائی تھی. جس کی وجہ سے دونوں گھروں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی تھی.

پریشے ناجانے کتنی دیر ان یادوں میں گم رہتی جب شہروز کی آواز نے اس کی سوچوں کے ارتکاز کو توڑا تھا. وہ کافی دیر سے اسی پوزیشن میں لاؤنج کی کھڑکی سے باہر لان میں ہونے والی تیاریوں کو بے دھیانی میں دیکھ رہی تھی. حال میں واپس آتے ہی اس نے تمام سوچوں کو جھٹک کر اوپر شہروز کے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے تھے جو اسے کچھ نہ ملنے پر آوازیں لگا رہا تھا. لاونج سے نکلتے وقت وہ اپنے والدین کی تصویر کو مسکرا کر دیکھنا نہیں بھولی تھی.

****

سارہ کا تعلق ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تھا وہ خود ایک قابل بزنس مین کی بیٹی تھی.
سارہ کے والدین کی طلاق ہو چکی تھی کیونکہ سارہ کی والدہ مغربی معاشرے کی پلی بڑی

خاتون تھیں. جو کہ ازہان کے رنگ وروپ میں نہ ڈھل سکیں تھیں. چنانچہ وہ اپنے دونوں بچوں (سارہ اور ارمان) کو اپنے شوہر کے پاس چھوڑ کر ان سے طلاق لے کر واپس پردیس چلی گئی تھی. اصل میں ازہان اور ثانیہ کی یہ پسند کی شادی تھی جو ازہان نے اپنے بڑوں کے خلاف جا کر کی تھی. اسی وجہ سے ازہان کو اپنے گھر والوں سے قطع تعلق ہونا پڑا پر اب جس کی خاطر انہوں نے سب کو چھوڑا تھا آج وہ ہی انہیں چھوڑ کر جا چکی تھیں. ازہان بری طرح سے اندرونی خلفشار کا شکار تھے. ازہان کے والدین کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے سب بھلا کر انہیں صدق دل سے معاف کر دیا تھا اور ازہان کو دونوں بچوں سمیت "ملک ولاز" لے آئے تھے.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

****

"ملک ولاز" میں تیاریاں اپنا زور پکڑ چکی تھیں. ملک کے معروف ڈیکوریٹرز کی زیر نگرانی میں ملک ولاز کے درودیوار کو سجایا جا رہا تھا. گھر بھر میں جشن کا سماں تھا اور کیوں نہ ہوتا بھئی آخر کو دو دو خوشیاں اکھٹی آرہی تھیں. ایک "سارہ کی شادی" اور دوسری

"لاڈلے بیٹے کی واپسی" ہر کوئی بے حد مسرور تھا. بس جو بات رنگ میں بھنگ کا کام کر رہی تھی وہ تھی:

" ارمان کی گرل فرینڈ مایا"

یہ وہ ہستی تھی جس کی وجہ سے سب کا چہیتا ارمان آج ان سے اتنی دوری پر تھا. دراصل پڑھنے کی غرض سے امریکہ گئے ہوئے ارمان کی ملاقات شولڈر کٹ شہد رنگ بالوں والی مایا سے ہوئی جو کافی حد تک ارمان کی طبعیت سے مطابقت رکھتی تھی. چنانچہ جلد ہی یہ دوستی پسند میں تبدیل ہو چکی تھی اور پڑھائی کی غرض سے آئے ہوئے ارمان نے وہیں ڈیرے ڈال لیے تھے. ازہان کو خبر ہوئی تو وہ بے حد پریشان ہوئے. جبکہ دادا صاحب تو ہتھے سے ہی اکھڑ گئے تھے. سب نہیں چاہتے تھے کہ جو کچھ ازہان کے ساتھ ہو چکا ہے وہی اب ارمان کے ساتھ ہو پر ارمان اپنے موقف پر قائم تھا کہ پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں.

خیر اذہان اب یہ انگلی کاٹنے سے تو رہے وہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا. اس سے ملنے وہ سارہ کے ساتھ سال بعد چکر لگا لیتے تھے اور اگر کوئی اپنے موقف سے نہیں ہٹا تھا تو وہ تھے ارمان کے عزیز از جان دوست ان کے "دادا صاحب". دونوں پارٹیاں اپنے موقف سے ایک انچ ہلنے کو تیار نہیں تھیں نتیجہ یہ نکلا کہ تعلقات کشید گی اختیار کر چکے تھے اور اب اتنے سالوں بعد اپنی بہن کی شادی کا سن کے ارمان سب کچھ بالائے طاق رکھ کر پاکستان آرہا تھا پر وہ آنے سے پہلے سارہ کو اعتماد میں لے چکا تھا کہ وہ مایا کی موجودگی میں حالات کو سنبھال لے. مایا تو سارہ کو ایک آنکھ نہ بھائی تھی پر اپنے بھائی کے منہ پیچھے وہ چپ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور بالآخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور "ملک ولاز" کے پورچ میں ایک لینڈ کروزر تیزی سے آکر رکی. گاڑی سے اتر کر ارمان نے ایک گہری سانس فضا میں خارج کی ایک طائرانہ نظر لان پر ڈالی پھر دوسری طرف دروازے کا پاس کھڑے اپنوں پر جو کہ ان کے استقبال کے لیے موجود تھے. وہ بڑی دلکشی سے مسکراتا ہوا مایا کے ہم قدم چلتا سب کی طرف آیا تھا.

باہر کی فضاؤں نے اس کی گہری سیاہ آنکھوں اور مغرور تنے نقوش کو اور بھی رعنائی بخشی تھی. وہ مردانہ وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا اوپر سے تھا بھی جائیداد کا تنہا وارث ایسے میں ہر لڑکی اس کے ساتھ کی تمنائی تھی. اور انہی لڑکیوں میں مایا بھی شامل تھی جو کے ارمان کے ذاتی بزنس اور لائف سٹائل سے متاثر تھی. وہ ایک مادہ پرست لڑکی تھی جس کو ازہان نے امریکہ میں ہوئی مایا سے پہلی ملاقات میں ہی بھانپ لیا تھا. اس وقت تو وہ ارمان سے کچھ نہیں کہہ سکے تھے. پر پاکستان واپسی پر اچھا خاصا سین ہو گیا تھا. ہر کسی نے اپنے طریقے سے سمجھانا چاہا پر ڈھاک کے وہی تین پات.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

****

وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے مایا کے ہم قدم چلتا آیا اور بڑی عقیدت سے اس نے اپنی دادی جان کے آگے سر جھکا دیا تھا. دادی تو نہال ہی ہو گئی تھیں. انہوں نے سر پر پیار کرتے ہوئے اس پر سے کئی نوٹ وارے تھے. دادی جان سے پیار لینے کے بعد وہ سیدھا اپنے باپ سے بغلگیر ہو گیا تھا. ازہان نے پوری گرمجوشی کے ساتھ اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا تھا اور پھر علیحدہ ہوتے ہوئے ماتھے پر بوسہ دیا تھا. سارہ جو اپنے بھائی کے گلے لگ

کرروئی توسب کوچپ کروانا مشکل پڑ گیا. وہ تھی ہی ایسی اپنے بھائی کے معاملے میں... حساس اور جذباتی... وہ کیا ساری بہنیں ہی اپنے بھائی کے معاملے میں ایسی ہی ہوتی ہیں. سارہ سے ملنے کے بعد وہ ریحان اور سحر سے ملا.

)جوکہ ازہان کے مرحوم چچازاد بھائی کے بچے تھے. ریحان ارمان کا ہم عمر جبکہ سحر ان سے چند سال چھوٹی ہے. والدین کی وفات کے بعد داداصاحب نے انہیں اپنے پاس رکھا تھا اور ان کی پرورش اپنے بچوں کی طرح کی تھی.(

("Where is my buddy ?". "میرا دوست کہاں ہے؟)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جس جوش سے ارمان نے داداصاحب کے بارے میں پوچھا تھا ٹھیک اسی طرح ایک دم خاموش بھی ہو گیا تھا. ان کی عدم موجودگی ہی ان کی ناراضگی کا سب سے اہم ثبوت تھی. ماحول پر چھائی کثافت کو کم کرنے کی غرض سے سارہ نے ارمان کو مخاطب کیا.

"ارے بھئی ماپا سے توسب کو ملواؤ"

اور پھر ارمان نے مایا کا سب سے تعارف کروایا. سب ارمان کے وجہ سے اس پر کٹی حسینہ سے ملے تھے ورنہ تو وہ سب مایا کو منہ لگانے کے بھی روادار نہ تھے.

اس کے بعد آرام کی غرض سے مایا کو گیسٹ روم میں لیجایا گیا جبکہ ارمان دادا صاحب کو ملنے کی غرض سے ان کی لائبریری میں چلا گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دن کے اس پہر وہ کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف ہوں گے. جیسے ہی اس نے "ملک ولاز" کی جدید طرز پر بنی لائبریری میں قدم رکھا اپنی توقع کے عین مطابق انہیں مطالعے میں محو پایا.

"اسلام علیکم!!

گلا کھنکھارتے ہوئے ارمان نے باآواز بلند سلام کیا تھا.

"وعلیکم السلام"!

ارمان کے سلام کا سرسری جواب دے کر وہ اس کی سائیڈ سے نکلتے چلے گئے تھے. ارمان کئی لمحے غیر یقینی سے اس کرسی کو دیکھتا رہا جہاں کچھ دیر پہلے دادا

صاحب موجود تھے اور پھر غصے سے مٹھیاں بھینچ کر کمرے سے باہر آگیا تھا.اسے غصہ اس بات پر آیا کہ اتنے سالوں بعد بھی دادا صاحب ہنوز ناراضگی قائم رکھے ہوئے ہیں جبکہ وہ ان کے بہترین دوست ہیں.

کوئی ایسا بھی کرتا ہے دوست کے ساتھ ؟(اس نے منہ پھلائے سر جھٹکا).

ارمان دادا صاحب کے فیصلے پر پریکٹیکل ہونے کی بجائے جزباتی اور خود غرض ہو کر سوچ رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ سب اس پر اپنے فیصلے مسلط کرنا چاہتے ہیں. وہ اس بات کا قائل تھا کہ ہر عورت اس کی ماں کی طرح نہیں ہو سکتی. ضروری تو نہیں کہ جو ازہان کے ساتھ ہوا وہی ارمان کے ساتھ ہو؟ اسے لگ رہا تھا کہ یہ سب خواہ مخواہ وہم کر رہے ہیں اس لیے وہ سب کا وہم دور کرنے کے لیے مایا کو اپنے ساتھ لا یا تھا. پر یہاں تو مرغے کی وہی ایک ٹانگ تھی۔

خیر! جہاں سوچوں میں تضاد آ جائے وہاں ناراضگیاں اور سرد مہریاں جنم لیتی ہیں. سارہ نے ارمان کو لائبریری سے منہ پھلائے باہر نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اب وہ اسے لیے اپنے کمرے میں آگئی تھی.

"یہ سب کیا ہے ارمان؟"

سارہ ضبط کرتے ہوئے دکھ سے بولی.

"کیا ہے؟"

ارمان جانتے ہوئے بھی انجان بن رہا تھا در اصل وہ اس کے متعلق بات کر کے اپنی جان سے پیاری بہن کو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا.

"میں نہیں جانتی یہ کیا ہے پر جو بھی ہے کم از کم ختم ہو جانا چاہیے. دیکھو ارمان!! اس طرح بڑوں کے فیصلوں کے بغیر زندگی کے فیصلے خود نہیں کیے جاتے خصوصاً تب جب مثال آپ کے سامنے ہو. تم جانتے بھی ہو بابا جان, دادا صاحب, دادی جان سب کتنے پریشان ہیں تمہیں لے کر پر تم ہو کہ........"

سارہ ارمان کو فکر مندی سے سمجھا رہی تھی پر ارمان کو مسلسل اپنی طرف مسکراتا ہوا دیکھ کر چڑ کے بولی:

"اب کیا ہے؟ کیوں مسکرائے جا رہے ہو؟؟ "

سارہ کے چڑنے پر ارمان کی مسکراہٹ اور گہری ہو گی تھی.

"آپ کو پتہ ہے؟ وہاں آپ کی اس عادت کو میں نے کتنا مس کیا.... اور آپ کو پتہ ہے؟ کہ آپ کے اس طرح پریشان رہنے سے آپ کے چہرے پر جھریاں پڑ گئی ہیں."

ارمان نے شرارتاً کہا تو بے ساختہ سارہ نے اپنی انگلیوں سے چہرے کو جانچتے ہوئے مصنوعی مغروریت سے کہا.

"بس کردو!! زیادہ بھی نہ چھوڑا کرو. مجھے پتہ ہے میری خوبصورتی سے جلتے ہو تم."

"خوش فہمی تو دیکھیں محترمہ کی. اللہ میری توبہ!!"

ارمان نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے اسی انداز میں کہا.

"خوش فہمی ہی ہے ناں؟ غلط فہمی تو نہیں اور بات بدل کر زیادہ چالاک بننے کی کوشش نہ کرو."

سارہ نے ارمان کا کان مروڑتے ہوئے اسے پیار بھری ڈانٹ سے نوازا.

اپنی چوری پکڑے جانے پر وہ کھسیانہ ہو کر ہنس پڑا تھا کیونکہ وہ حقیقتاً بات کا رخ بڑی چالاکی سے بدل گیا تھا جسے سارہ نے بھانپ لیا تھا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اچھا نہ.....ریلیکس!!میں کرلوں گا ہینڈل."

ارمان نے غیر سنجیدگی سے آنکھ مارتے ہوئے کہا.پر سارہ کا ان کشیدہ حالات سے دل گھبرا اٹھا تھا اس لیے ارمان کے غیر سنجیدہ رویے پر تپ کر بولی:

"کہیں کر ہی نہ لینا تم"

جسے سنتے ہی ارمان کا قہقہ بے ساختہ تھا.

"واچ آؤٹ مسٹر سوپر کول!!کہیں کولنیس کے چکر میں فولنیس کا شکار نہ بن جانا اور جتنے پر مارنے ہیں مار لو.آخر میں ہم نے تمہاری شادی وہیں کرنی ہے جہاں بابا جان کہیں گے."

سارہ نے اس کو تنبیہ کرتے ہوئے آخر میں وارننگ کے انداز میں کہا.

"اچھا بابا!! بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی.ابھی آپ آرام کریں اور میں بھی تھوڑی کمر سیدھی کرلوں.شام میں مہندی کا فنکشن ہے."

سارہ کا لیکچر طوالت پکڑنے لگا تو ارمان گھبرا کر اٹھ گیا اور سارہ اس کی اس حرکت پر بس مسکرا کر رہ گئی تھی.

****

مہندی کا فنکشن اکٹھا ہونا تھا چنانچہ اس سلسلے میں ملک ولاز کی تیاریاں دیکھنے لائق تھیں. مہندی کا پنڈال لان میں سجایا گیا تھا. پورا "ملک ولاز" برقی قمقموں سے جگمگا رہا تھا. ہر طرف سے مہندی، ابٹن اور پھولوں کی ملی جلی خوشبو آرہی تھی. ڈھولک کی تھاپ پر لڑکیاں رقص کر رہی تھیں. ارمان کالے رنگ کے شلوار کرتے پر نارنجی رنگ کا بلیزر پہنے خوشبوؤں میں بسا, نکھرا نکھرا سا اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ دولہے والوں کا استقبال کرنے کے لیے ازہان کے ساتھ کھڑا تھا. اینٹرنس کے اطراف میں ڈھول والے ڈھول بجا رہے تھے. سامنے سے شہروز سفید کلف لگے شلوار کرتے میں برگنڈی رنگ کا بلیزر پہنے, شہزادوں جیسی آن لیے اپنی بہن کے ہمراہ پوری شان سے چل کر آرہا تھا.

پریشے نے ہرے اور جامنی رنگ کے امتزاج کا لہنگا پہنا ہوا تھا. جو اس کی گوری رنگت پر اور بھی دمک رہا تھا. کانوں میں جھمکیاں اور ماتھا پٹی پہنے, بالوں کی ڈھیلی سی چٹیا بنائے ان میں گجرا لگا کر انہیں آگے کی طرف چھوڑا ہوا تھا. ہاتھ میں بڑا سا خوبصورت مہندی کا تھال پکڑے وہ شہروز اور دیگر دوست احباب کے ہمراہ آگے بڑھی تھی. بہت شاندار سے استقبال کے بعد "شہروز" ارمان اور ازہان سے ملے, دادا صاحب اور دادی جان سے پیار لیا اور پھر شہروز کو پھولوں سے سجے جھولے پر بیٹھا دیا گیا تھا. پریشے سیدھا

سارہ کے کمرے میں آ گئی تھی۔ سارہ سے ملنے کے بعد دوپٹے کی چھاؤں میں اسے لیے جھولے تک لائی تھی پھر بڑوں کی اجازت سے سارہ کو پھولوں کے بنے تمام زیورات باری باری پہنائے تھے۔

سارہ نے بوٹل گرین اور پیلے امتزاج کا لہنگا پہنا ہوا تھا۔ پھولوں کے زیورات نے اس کے حسن کو چار چاند لگا دیئے تھے جھولے کے قریب رنگ برنگے فلور کشن اور گاؤ تکیے ایک ترتیب سے لگائے گئے تھے بڑوں کے لیے تخت پوش کا انتظام تھا۔ پاس ہی پڑے کشن پر جھولے کے ساتھ پریشے بیٹھی تھی۔ جو تخت پوش پر بیٹھے ازہان اور دادا صاحب سے باتیں کر رہی تھی۔ دادی جان ماسی خیر ان کو ہدایتیں دینے میں مصروف تھیں۔ اور ارمان مایا کا تعارف سب سے کروا رہا تھا۔ مایا نے واہیٹ کلر کی نفیس سی شرٹ اور پنڈلیوں تک آتی کیپری پہنی ہوئی تھی وہ ایک ادا کے ساتھ ارمان کے ساتھ پھر رہی تھی۔ بہت سے لوگوں کو یہ منظر ناگوار لگ رہا تھا۔ مگر وہ مصلحتاً خاموش تھے۔

سب کو مصروف دیکھ کر شہروز سارہ کے کانوں میں ہلکی ہلکی سرگوشیاں کر رہا تھا۔ جس پر سارہ مسلسل مسکرائے جا رہی تھی اور یہ منظر ارمان کی نظروں سے محفوظ نہیں رہ سکا تھا چنانچہ وہ فوراً سے پیشتر آ دھمکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہو!!! بڑے راز و نیاز ہو رہے ہیں...."ارمان نے دانت نکوستے ہوئے شرارتا کہا.

"نہیں نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں."

چوری پکڑے جانے پر شہروز کھسیانہ ہو کر ہنس پڑا تھا اور ان کے پاس بیٹھی پریشے اور سب لوگ متوجہ ہو چکے تھے.

"تو پھر کیسی بات ہے زرا ہمیں بھی تو پتہ چلے....."ارمان نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر خالصتاز نانہ انداز میں کہا تو کئی نقرئی قہقے گونج اٹھے تھے.

"اس کے لیے آپ کا بھی گھوڑی چڑھنا لازمی ہے."اب کے شہروز بھی میدان میں آ گیا تھا.

شہروز کے ترکی بہ ترکی جواب دینے پر ارمان بھی محظوظ ہوا تھا.ریحان ویڈیو کیمرہ لیے پاس ہی آ گیا تھا اور ویڈیو بنانے لگا تھا. سحر جو مایا کو کمپنی دے رہی تھی وہ بھی وہاں چلی آئی تھی.

"آپ نے بتایا بڑی تاخیر سے ہے. ورنہ میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ گھوڑی چڑھ جاتا."ارمان نے جھٹ معصومانہ شکل بناتے ہوئے کہا.

"ہاں تو اب کونسا دیر ہوئی ہے. آ جاؤ میرے ساتھ ہی." شہر وز نے بھی فراخ دلی سے آفر کی.

"آ جاؤں...؟" ارمان نے آگے کو جھکتے ہوئے آنکھوں میں شرارت لیے رازداری سے پوچھا.

"ہاں بھئی آ جاؤ"

شہر وز نے ایک بار پھر فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے ساتھ ارمان کو بھی شادی کی آفر کی. مگر وہ ارمان کے لفظوں کی ذو معینیت کو نہیں سمجھ پایا تھا. شہر وز کے کہنے کی دیر تھی کہ ارمان جھٹکے سے آگے بڑھا اور شہر وز اور سارہ کے درمیان جگہ بناتے ہوئے جھولے پر بیٹھ گیا تھا. وہ دونوں بے چارے اس اچانک افتاد پر ایک کونے میں لگ کر بیٹھ گئے تھے. ہر طرف ہوٹنگ شروع ہو گئی تھی.

اب سین کچھ یوں تھا کے درمیان میں ارمان دونوں کے بازؤں میں اپنا بازو پھنسائے دانت نکال کر ہنس رہا تھا اور سب ارمان کی شرارت کو سمجھ کر دل کھول کر ہنس رہے تھے.

"مجھے ناں بچپن سے کباب میں ہڈی بننے کا بہت شوق تھا." ارمان نے بچوں کی طرح معصوم شکل بنا کر کہا.

سین کے اور بھی دلچسپ ہو جانے پر پریشے بھی کھڑی ہو کر اپنے سمارٹ فون سے ان تینوں کی تصویر بنانے لگی. اسے اپنی بھابھی کا یہ کھلنڈرا اور شوخ طبعیت کا بھائی اچھا لگا تھا جس کی طبعیت میں زندگی کے تمام رنگ نظر آتے تھے. داداصاحب بھی پہلو بدل کر مسکراہٹ دبانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے.

"ہو گیا ناں شوق پورا؟" اب کی بار سارہ کی دبی دبی آواز آئی جو بے چاری ایک طرف پھنس کر بیٹھی تھی جس کی ایک بازو ابھی بھی ارمان کے بازو میں پھنسی تھی.

"نہ!!" ارمان نے مزے سے نفی میں سر ہلایا پھر کچھ توقف کے بعد بولا: "میرا ایک اور شوق تھا."

"وہ کیا بھلا." اب کی بار شہروز نے تجسس سے پوچھا. وہاں موجود حاضرین میں بھی تجسس پھیل گیا تھا.

"وہ شوق........"

ارمان نے شرارت سے مسکراتے ہوئے پہلے دائیں طرف بیٹھی سارہ کو دیکھا اور پھر بائیں طرف بیٹھے شہروز کو دیکھا پھر پاؤں کو پیچھے کی طرف زور دے کر جھولا تیز کر دیا تھا. سارہ اور شہروز دونوں ہی اس چیز کے لیے تیار نہیں تھے. دونوں کی بوکھلاہٹ کے مارے ہلکی ہلکی چیخیں نکل گئی تھیں. جبکہ ارمان بے ساختہ اونچے اونچے قہقہے لگاتا

رہا..پریشے نے جھٹ یہ منظر اپنے سمارٹ فون کی سکرین پر سیو کر لیا تھا. پھر ارمان نے دونوں پر رحم کھاتے جھولا روکا تھا اور جھولے سے اتر کر کان پکڑ لیے تھے. ارمان کی اس ادا پر شہروز اور سارہ دونوں ہی مسکرا اٹھے تھے.

ارمان کی چھیڑ چھاڑ اور شرارتوں نے پوری محفل کو کشت زعفران بنا دیا تھا. پھر اک اک کر کے مہندی کی تمام رسومات شروع کی گئیں تھیں.

بڑوں کے بعد جب پریشے آگے ائی تو سارہ نے بڑی محبت سے دھیمے لہجے میں ارمان اور پریشے کا ایک دوسرے سے تعارف کروایا تھا.

"ارمان یہ ہے "پریشے "میری سہیلی بھی میری نند بھی اور پری تمہیں تو پتہ لگ گیا ہو گا اس بندر کا."

"جی یہ کسی تعارف کے محتاج نہیں. دیکھتے ہی پتہ چل گیا تھا بھابھی کے لاڈلے بھائی کا. "پریشے نے مسکراتے ہوئے کچھ ہی منٹ پہلے ہوئی شرارتوں کی نسبت ارمان کو چھیڑا تھا. ارمان اس کی شرارت سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتے اور شرارت سے مسکراتے ہوئے شوخی سے بولا.

"اسے کہتے ہیں ہیرے کی پہچان اور ایک آپ ہیں اتنے اچھے خاصے بندے کو بندر سے ملا رہی ہیں۔" ارمان شوخی سے بولتے بولتے سارہ کے بندر کہنے والی بات پر احتجاج کرنا نہ بھولا تھا اور جواباً سب مسکرا دیے تھے۔

"ویسے پریشے یقین کریں میری اور سارہ آپی کی پینتالیس منٹ کی گفتگو میں وہ صرف پندرہ منٹ میرے متعلق بات کرتی ہیں اور باقی کے تیس منٹ صرف مجھ سے یہ باتیں کرتی ہیں۔ پری کو یہ کلر پسند ہے، میں نے اور پری نے مل کر کوکنگ کی، پری کو یہ پسند ہے، پری کو یہ نہیں پسند اور کبھی کبھی تو مجھے آپ پر اپنی غائبانہ سہیلی کا گمان ہوتا ہے اور جس دن آپ کے متعلق بات نہ ہو تو خواہ مخواہ کمی محسوس ہونے لگتی ہے۔"

ارمان بڑی صاف گوئی سے پریشے کو بتا رہا تھا جس پر شہروز کا قہقہہ بے ساختہ تھا اور اپنے آپ کو موضوعِ گفتگو دیکھ کر پریشے جھینپ گئی تھی۔ اس طرح ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ میں مہندی کی تقریب کا اختتام ہوا تھا۔

اگلے روز سب کو ہی ان دو جادوئی لفظوں کا انتظار تھا۔

"قبول ہے۔"

یہ الفاظ سنتے ہی ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی. ہر کوئی ایک دوسرے سے خوشی مل رہا تھا. ایجاب و قبول کی رسم کے بعد سب بڑوں نے آگے بڑھ کر سارہ کو پیار کیا تھا. آخر میں ارمان آگے ہوا اور اپنی بہن کو ساتھ لگا لیا. ساتھ لگانے کی دیر تھی کہ سارہ نے کب کے رکے آنسوں کو بہنے دیا تھا. ایک خالصتا جذباتی ماحول بن گیا تھا. سارہ اپنی جدائی کے خیال کے تحت بھائی کے ساتھ لگی رو رہی تھی اور ارمان بہت پیار سے اسے اپنے ساتھ لگائے اس کی کمر سہلا رہا تھا. بہن کی جدائی کے خیال سے ارمان کی آنکھیں بھی سرخ پڑ گئی تھیں جنھیں چھپانے کے لیے اس نے جھٹ شیڈز لگا لیے تھے. پری نے بڑھ کر دونوں کو الگ کیا تھا. اس کے بعد سارہ کے میک اپ کا ٹچ اپ کر کے اسے سٹیج پر ارمان اور ازہان کے ہمراہ لے جایا گیا تھا.

"پری میں کہہ رہی ہوں میں کچھ کر بیٹھوں گی."

سارہ نے دبی دبی آواز میں تلملاتے ہوئے آہستہ سے کہا جسے پری نے بمشکل سنا.

"خیریت ہے."پری نے گھبرا کر کہا.

"کیسے خیر ہو سکتی ہے اس مایا کے ہوتے ہوئے"سارہ جل کے بولی.

"کون مایا؟ کس کی بات کر رہی ہیں؟"اب کے تو پریشے بھی جھنجلا گی تھی.

سارہ نے آنکھ کے اشارے سے ارمان کی طرف اشارہ کیا جس کے ساتھ مایا جونک کی طرح چپکی ہوئی تھی. پھر پریشے کو مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہ پڑی تھی. دادی جان کے سٹیج پر آجانے سے دھیان اک دم ہٹ گیا تھا کیونکہ وقت زیادہ ہو جانے پر وہ رخصتی کا کہنے آئی تھیں. قرآن کے سائے میں سارہ کو رخصت کر واکے احمد ہاوس لا یا گیا تھا جہاں باقی کی رسومات بھی بخیر و عافیت انجام پائی تھیں.

اگلے دن ولیمہ بھی شہر کے فائیو سٹار ہوٹل میں منعقد ہوا تھا جہاں بہت سی نامور شخصیات موجود تھیں. ولیمے کے بعد ارمان ایک ہفتے تک رکا تھا پھر مایا کو ساتھ لیے واپس امریکہ چلا گیا تھا. ارمان کی کوشش تو یہی تھی کہ وہ سب کو مایا کے سلسلے میں منا

لے گا پر منانا تو دور کی بات ان کے درمیان تعلقات اور کشیدہ ہو گئے تھے. ارمان عجیب قسم کی اضطرابی کیفیت کا شکار تھا. دادا صاحب کی ناراضگی کا اثر تھا یا سارہ کی نصیحتوں کا, ارمان کے سوچنے کے انداز میں فرق آ گیا تھا. وہ اب ہر پہلو سے اپنے اور مایا کے تعلق کو جانچ رہا تھا اور اب اس کو دادا صاحب اور سارہ کی تمام باتیں پوری جزیات کے ساتھ یاد آ رہی تھیں اور آخر کار ارمان اور مایا کا بریک اپ ہو گیا تھا۔ وہ ارمان سے زیادہ اس کے پیسے اور سٹیٹس کو ترجیح دے رہی تھی. ارمان سخت اپ سیٹ تھا. صرف اس وجہ سے کہ جس لڑکی کی خاطر اس نے اپنے اتنے پیارے رشتوں کو خفا کیا تھا. وہی لڑکی مادہ پرست اور دھوکے باز نکلی تھی. کیونکہ صرف پیسے کی خاطر اس لڑکی کے اور بھی بہت سے مردوں کے ساتھ افیئر چل رہے تھے.

****

عمر کا تقاضا تھا کہ بیٹے کی پریشانی، ازہان دل کے عارضے میں مبتلا ہو گئے تھے. ان کی اچانک طبیعت بگڑنے پر انہیں فوری طور پر ہسپتال لایا گیا تھا. ان دنوں پریشے کی بھی ہاوس جاب مکمل ہو گئی تھی. اور وہ ایک قابل ڈاکٹر بن گئی تھی. ازہان کو بھی اسی ہسپتال

میں داخل کروایا گیا تھا جس ہسپتال میں پریشے جاب کرتی تھی. سارہ اور شہروزا پنے ہنی مون پر تھے. اس دوران پریشے نے ایک بیٹی بن کر دن رات ازہان کی خدمت کی تھی. ہنی مون سے واپسی پر باپ کو اس حالت میں دیکھ کر سارہ کی ساری ہمت جاتی رہی تھی. ارمان تو ویسے بھی اپنا بزنس باہر سے وائنڈ اپ کر چکا تھا. باپ کی بیماری کا سن کر وہ راتوں رات پاکستان پہنچا تھا اور ٹھیک اسی رات حالت بگڑنے پر ازہان کو دوبارہ آئی سی یو میں شفٹ کیا گیا تھا. ازہان کی طبیعت کچھ سنبھلنے پر وہ ڈاکٹر کی اجازت سے باپ سے ملنے کے لیے آیا تھا.

"بابا جان!!"

ارمان نے دھیمے لہجے میں محبت سے بولتے ہوئے ازہان کے سر پر ہاتھ رکھا. غنودگی میں جاتے ازہان نے اپنے لاڈلے کی آواز سنی تو فوراً آنکھیں کھول دیں. بیٹے کو دیکھ کر فوراً ان کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی. باپ کو اس کمزور حالت میں دیکھ کر ارمان کا دل کٹ کر رہ گیا تھا

.

"میرا شہزادہ آگیا..."

ازہان نے محبت سے ہاتھ کو آگے کرتے ہوئے کہا جسے ارمان نے فوراً تھام لیا تھا.

"جی بابا جان! میں آگیا ہوں بلکہ اب ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گا. آپ کے پاس............بس آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں تاکہ آپ اپنے اس نالائق بیٹے کے کان کھینچ سکیں." ارمان نے لہجے میں بشاشت بھرتے ہوئے کہا.

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ازہان ہلکا سا مسکرائے اور پھر ارمان کو سارہ اور شہروز کو بلانے کے لیے کہا. تھوڑی ہی دیر میں تینوں ازہان کے پاس کھڑے تھے.

"ارمان میرے بچے! جو ہونا تھا ہو گیا اب پچھلی باتوں کو بھلا کر اپنی نئی زندگی پر توجہ دینا. میرے بعد یہ سب تم نے سنبھالنا ہے. مجھے اپنے شہزادے پر پورا بھروسہ ہے."

ازہان دقتوں سے اپنی ساری توانائی جمع کر کے آہستہ آہستہ بول رہے تھے.

"بابا یہ فاول ہے !! آپ کا کام آپ خود کریں گے. کام چوری نہیں چلے گی."

ارمان نے ضبط کرتے ہوئے نم آنکھوں سے لہجے کو شوخ کرتے ہوئے کہا.

"ارمان میری سانسوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے. میں چاہتا ہوں تم پریشے سے شادی کر لو اور پچھلا سب بھلا کر ایک نئی شروعات کرو. پریشے بہت نیک بچی ہے تمہیں بہت خوش رکھے گی. بس اپنے باپ کی آخری بات سمجھ کر مان لو؟"

ازہان اپنی غیر ہوتی حالت کے ساتھ ارمان کو دیکھتے ہوئے بولے جو اپنے باپ کو پوری توجہ سے سن رہا تھا.

"پریشے کیا آپ جس سے کہیں گے میں اس سے شادی کروں گا مگر آئندہ یہ لفظ منہ سے مت نکالیے گا آخری سانس اور آخری بات والا."

ارمان نے تقریباً خفگی لیے کہا تو وہ ارمان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے شہروز سے مخاطب ہوئے:

"شہروز مجھے امید ہے تم میرے اس فیصلے کا مان رکھو گے."

ازہان نے اکھڑتی ہوئی سانسوں سمیت شہروز سے کہا.

"جی بابا جان!! آپ بے فکر ہو جائیں. جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہی ہو گا."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہروز نے آگے بڑھ کر ازہان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر محبت سے کہا.
داماد کے یوں محبت سے مان رکھنے پر ازہان کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں.

"میری بچی کا خیال............."

سارہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کے الفاظ منہ میں ہی تھے کہ ان کو موت نے آ لیا.

کمرے میں سارہ کی فلک شگاف چیخیں تھیں جو باپ کو پکار رہی تھیں. ارمان بے یقینی کی کیفیت میں باپ کے ٹھنڈے ہوتے بے جان جسم کو دیکھ رہا تھا. غم سے نڈھال تیورا کر گرتی ہوئی سارہ کو شہروز نے سنبھالا تھا. جبکہ دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے داداصاحب نے بے ساختہ دیوار کا سہارا لیا تھا. پریشے کو خبر ہوئی تو وہ دوڑتے ہوئے کمرے تک آئی اور پھر اس پر شفقت سائے کو ہمیشہ کے لیے جاتا دیکھ کر ہچکیوں سے رونے لگی تھی. بہت ہی کم عرصے میں اسے بھی ازہان کے ساتھ انسیت ہو گی تھی وہ جب سے ہسپتال ایڈمٹ تھے پریشے نے ان کی خدمت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی. کہتے ہیں ناں موت اور مصیبت پوچھ کر نہیں آتی اور ان سب پر وہ وقت آ چکا تھا.

باپ کی تدفین کے بعد ارمان نئے گھر میں شفٹ ہو گیا تھا. دادی جان اور سارہ نے اسے بہت سمجھایا کہ وہ اکیلا نہ رہے مگر ارمان اپنی ضد پر قائم رہا کیونکہ بقول ارمان کے وہ اپنے آپ کو اس لائق نہیں سمجھتا تھا کہ اس گھر میں رہے جہاں اس نے اپنے اتنے

پیاروں کو خفا کیا تھا اور ان سب سے ہٹ کر وہ کچھ وقت اکیلے میں بتانا چاہتا تھا. وہ "ملک ولاز" سے "ملک ہاؤس" میں شفٹ ہو چکا تھا جو اس کے آفس سے کچھ ہی دوری پر تھا. سب کے ساتھ رہتے ہوئے ایک تو وہ خود کو شرمندہ اور مضطرب محسوس کر رہا تھا اور اس طرح وہ اپنے بابا کے بزنس کو پوری طور پر توجہ نہیں دے پا رہا تھا. یہاں اکیلے رہ کر وہ پوری طرح مصروف ہو کر ہر طرح کے احساسات سے نجات چاہتا تھا.

****

ایک سال کا عرصہ گزر چکا تھا. اس دوران ارمان نے دن رات میں بغیر فرق کیے خوب محنت کی تھی اور بزنس کو خوب ترقیوں پر پہنچایا تھا اور کیوں نہ کرتا اس میں ایک زہین باپ کا خون جو تھا.

سارہ ارمان کی جمود شدہ پھیکی زندگی سے تنگ آ گئی تھی جو کہ صرف آفس سے گھر اور گھر سے آفس تک محدود ہو کے رہ گی تھی. وہ ہنسنا بھول گیا تھا وہ رنگوں میں فرق بھولتا جا رہا تھا. وہ نکھرا نکھرا سا شوخ ارمان کہیں کھو کے رہ گیا تھا. اتنا سنجیدہ کچھ تھا نہیں جتنا

اس نے اپنے سر پر حاوی کر لیا تھا. سارہ چاہتی تھی کہ اب وہ شادی کر لے کیونکہ ارمان کی پھیکی زندگی کا خود ساختہ خول پری ہی توڑ سکتی تھی.

ارمان پہلے تو آئیں بائیں شائیں ہی کرتا رہا پھر آخر کار اسے سارہ کے آگے ہار ماننا پڑی، پر وہ اس شرط پر راضی ہوا کہ رخصتی کر کے پریشے کو "ملک ولاز" کی بجائے ملک ہاؤس لایا جائے گا. سارہ اس فیصلے پر تلملائی تو بہت پر یہ سوچ کر مان گی کہ کہیں پھر سے انکار نہ کر دے.

پھر ٹھیک ایک ماہ بعد پورے دھوم دھام سے وہ پریشے کو رخصت کر وا کے ملک ہاؤس لے آیا تھا. شادی میں دادا صاحب سمیت سبھی افراد نے شرکت کی تھی. سب دل سے ارمان اور پریشے کے لیے خوش تھے پر پوری شادی میں نہ تو ارمان ہمت کر پایا دادا صاحب سے بات کرنے کی اور نہ ہی دادا صاحب نے اسے بلایا تھا. رخصتی سے پہلے دادی جان پریشے کے پاس آئیں اور اس کے سر پر محبت سے ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں:

"پری بیٹے!! اب تم اس گھر کی بہو ہو. تمہارا کام اس گھر کو جوڑے رکھنا ہے. یہ جو دادا پوتا ایک دوسرے سے اتھری بیویوں کی طرح روٹھے روٹھے پھر رہے ہیں ان کو منانا اور سمجھانا ہے. یہ کام آسان نہیں تو اتنا مشکل بھی نہیں ہے. میرے بکھرے بکھرے

سے ارمان کو سمیٹ لینا.نہ جانے کیوں خود پر جبر کر رہا ہے.مجھے پوری امید ہے کہ اب تم یہ کام بخوبی انجام دو گی."

"انشاءاللہ!"پری نے تابعداری کے ساتھ ایک پر عزم لہجے میں کہا تو دادی جان اپنی بہو پر نہال ہی ہو گئی تھیں.

پریشے کو رخصت کر کے "ملک ہاؤس" لایا گیا تو سارہ نے اپنی اس نرم و نازک گڑیا جیسی بھابھی کا بھرپور استقبال کیا تھا.پریشے کو نفاست سے سجے خوبصورت بیڈروم میں بیٹھایا گیا تھا.سارہ کا پروگرام تو رات یہیں پر قیام کرنے کا تھا مگر "ملک ولاز" سے آنے والی ایک فون کال نے سارہ کو اپنا پروگرام تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا تھا.دراصل دادا صاحب دمے کے مریض تھے اور ان کا علاج لندن کے ایک مشہور ہسپتال سے کروایا جا رہا تھا ہر چھے ماہ بعد وہ اپنا چیک اپ کروانے لندن جایا کرتے تھے مگر اس بار انہوں نے لاپرواہی برتی تھی اور انہیں چیک اپ کروائے سال ہونے کو آیا تھا.اب طبیعت کی خرابی کے باعث انہیں لندن ہسپتال منتقل کیا جا رہا تھا.البتہ طبیعت زیادہ خراب نہیں تھی.مگر کوئی بھی رسک نہیں لینا چاہتا تھا.

"ملک ولاز" پہنچتے ہی سارہ نے خیریت کی اطلاع دے دی تھی۔لاونج میں ٹہلتے ارمان کی جان میں جان آئی تھی۔اعصاب ڈھیلے پڑے تو اسے اندر بیٹھی پریشے کا خیال آیا جو یقیناً کب سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔اندر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے ارمان وہ جیولری بکس اٹھانا نہیں بھولا تھا جو سارہ جاتے وقت اسے کئی نصیحتوں سمیت تھما کے گئی تھی۔

****

وہ کمرے میں داخل ہوا تو گلابوں اور کلیوں کی خوشگوار مہک اس کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔کتنی عجیب بات تھی وہ کمرہ جو اس اکیلے کا تھا آج وہ اس سمیت کسی اور کی شراکت میں بھی تھا۔بیڈ پر پریشے ساکن سر جھکائے اس طرح سے بیٹھی تھی کہ اس کے سر جھکانے سے ہلکا سا گھونگٹ بھی نکل آیا تھا۔وہ دروازہ بند کر کے آہستہ سے چلتا ہوا بیڈ پر بیٹھ گیا تھا۔

"اسلام علیکم !!".

کمرے کی خاموشی توڑنے میں ارمان نے پہل کی تھی. پریشے کی طرف رخ کر کے ایک پل کے لیے اسے دیکھنے کی سعی کی تھی. جہاں سے مدھم سا سلام کا جواب آیا تھا. پر چہرہ نیچے ہونے کے باعث دیکھ نہ سکا تھا.

"وہ..... (گلا کھنکارا پھر دوبارہ بولا) آپی کا فون تھا. اللہ کے فضل سے "ملک ولاز" میں سب خیریت ہے انشاءاللہ آپی کل آئیں گی. "

ارمان نے پریشے کو مطلع کرنا ضروری سمجھا کیونکہ جیسے ایک دم صورتحال بدلی تھی اس سے سب ہی پریشان تھے. ویسے بھی بات کرنے کو کچھ تھا نہیں تو اس نے اسی بات سے شروعات کی تھی حالانکہ اس کے پاس باتوں کی کبھی کمی نہیں تھی مگر وہ عجیب سے مخمصے میں پھنسا ہوا تھا.

"بڑی آکورڈ سچویشن ہے!" اس نے جابجا اوپر نیچے دیکھتے ہوئے منہ ہی منہ میں بڑبڑاہٹ کی.

"مجھ سے کچھ کہا آپ نے؟" دلہن بنی پریشے کو لگا وہ اس سے کچھ کہہ رہا ہے جو اسے صحیح سے سنائی نہیں دیا. اس نے ذرا کی ذرا چہرہ اوپر کرتے ہوئے مدھم آواز میں کہا.

اس مترنم آواز پر ارمان نے رخ بدل کر اس کی طرف دیکھا تو وہ کچھ پل کے لیے ساکت سا رہ گیا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب سین کچھ یوں تھا کہ ارمان کا منہ جو کچھ بولنے کے لیے کھلا تھا وہ ویسے ہی کھلا رہ گیا تھا. ایسے پاکیزہ سے اجلے اجلے حسن پر زبان اس کا ساتھ دینے سے انکاری تھی تو نظروں نے بھی پلٹ جانے سے انکار کر دیا تھا. ارمان کو یک ٹک اپنی طرف دیکھتا پا کر پریشے نے نروس ہو کر سر دوبارہ جھکا لیا تھا. پریشے کے دوبارہ سر جھکانے پر ارمان کو اپنی کنڈیشن کا احساس ہوا تھا اور ایک خجل سی مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کیا تھا.

پھر ارمان نے ایک لمحے کا توقف کیے بنا پوری سنجیدگی اور ایمانداری سے اصل بات شروع کی تھی.

"میں جانتا ہوں یہ وقت نہیں ہے ان باتوں کا لیکن میں آج پہلی اور آخری بار اپنے ماضی کا ذکر کر رہا ہوں. ماما اور میرے متعلق آپ سے کچھ بھی مخفی نہیں ہے. یہ شادی بھی خالصتاً بابا جان کی خواہش پر ہوئی ہے جبکہ میں ابھی اس حق میں نہیں تھا."

وہ بولتے بولتے اچانک رک کر اس کے تاثرات جانچنے لگا. بات کے درمیان ارمان کے اچانک چپ ہو جانے پر پریشے نے آہستگی سے دوبارہ سر اٹھا کر اس کی جانب استفہامیہ نظروں سے دیکھا تھا جیسے وہ آگے بھی جاننا چاہ رہی ہو.

پھر کچھ توقف کے بعد وہ دوبارہ بولا:

"بات یہ نہیں کہ میں آپ سے شادی نہ کرتا یا آپ میرا انتخاب نہ ہوتیں. بات یہ ہے کہ میں خود کو آپ کے لائق نہیں سمجھتا میں اب خود اپنے حق میں فیصلے کرنے سے ڈرتا

ہوں. میں چاہتا ہوں کہ ہم اس رشتے کو کچھ وقت دیں باقی میں زندگی کے کسی بھی موڑ پر، کسی بھی معاملے میں آپ کی حق تلفی نہیں کروں گا.اب سے یہ گھر میرے ساتھ ساتھ آپ کا بھی ہے اور اس گھر کی ہر چیز پر آپ کا پورا حق ہے مگر پلیز میرے ساتھ تھوڑا سا تعاون کیجیے گا."

ساری بات واضح کر کے وہ پریشے کو دیکھنے لگ گیا کہ اب وہ نہ جانے کیا ردعمل دے.

"اٹس آل رائٹ.!! ٹیک یور ٹائم.اس معاملے میں آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی انشاءاللہ."

پریشے نے دھیمے سروں میں ارمان کی ڈھارس بندھائی تو وہ تشکر اور ممنونیت سے اسے دیکھنے لگا.ہوا میں گہری سانس خارج کر کے وہ جیسے ہی کھڑا ہوا تو ہاتھ میں پکڑے جیولری باکس کو دیکھ کر دوبارہ وہیں بیٹھ گیا.

"یہ آپ کی رونمائی کا تحفہ!!" بکس کو کھول کر پریشے کے آگے کرتے ہوئے کہا جس میں دو خوبصورت جڑاؤ کنگن تھے.

"بہت شکریہ!!" پریشے نے ہاتھ بڑھا کر بکس تھامتے ہوئے کہا.

پھر بڑی احتیاط سے وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا لہنگا سنبھالتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتری تھی. پریشے کے ہلنے سے کلائی میں پڑی تمام چوڑیاں اک مدھر ساز کی طرح بج اٹھیں تھیں. اس کی چوڑیوں کی کھنک نے ارمان کو ایک بار پھر اپنی طرف متوجہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا. وہ ارمان کے دیکھتے ہی دیکھتے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی.

"مجھے چینج کرنا ہے واش روم کس طرف ہے؟"

ارمان کے استفہامیہ انداز پر اس نے مدعا بیان کیا. تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے وارڈروب کے ساتھ بنے کمرے کی طرف اشارہ کیا. وہ سہج سہج کر چلتی واش روم میں داخل ہو گئی. اس کے ایک ایک قدم کے ساتھ ارمان کی نگاہ بھی اس پر تھی کیونکہ

سارے فنکشن میں وہ غائب دماغی سے بیٹھا رہا تھا حتی کہ اس نے ساتھ بیٹھی پری بھی نگاہ غلط تک نہ ڈالی تھی مگر اب یا تو نکاح کا اثر تھا یا پھر پریشے کے غیر متوقع طور پر سامنے آئے رد عمل کے باعث جو سکون وہ محسوس کر رہا تھا شاید اس کا اثر تھا کہ اب وہ بڑی فرصت سے اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا.

پریشے جب واش روم میں داخل ہوئی تو اس کی نظر دیوار گیر آئینے پر پڑی تھی. وہ بے ساختہ چلتی ہوئی آئینے کی طرف آئی تھی. پریشے کتنی ہی دیر خود کو یونہی دیکھتی رہی تھی. وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی. اتنی کہ ایک اچھے خاصے ذی ہوش انسان کا ایمان خراب کر دے. اس کی اپنی نظریں خود سے نہیں ہٹ رہی تھیں. پریشے کو اپنی اس بے ساختہ حرکت پر ارمان کا اس کی طرف دیکھنا یاد آ گیا تھا پر ساتھ ہی ان چاہی ہونے کا احساس اس کی آنکھوں میں نمی لے آیا تھا. کتنے ہی آنسو اس کے گالوں سے پھسلے تھے. پھر خود پر قابو پا کر وہ ایک ایک کر کے اپنی جیولری اتارتی چلی گئی تھی. ہر اترتی چیز کے ساتھ باتوں اور یادوں کا سلسلہ بھی جاری تھا.

****

سارہ کے توسط سے پریشے کو ارمان کے بارے میں ہر بات کا علم تھا. لیکن وہ اس رشتے کے لیے پورے دل سے راضی تھی جو کے اس کے بھائی اور انکل ازہان نے طے کیا تھا. پریشے کے جزبات بھی عام لڑکیوں کی طرح ہو رہے تھے جو اس دن کو لے کر ہوتے ہیں. سب نے پریشے کے روپ کی بہت تعریف کی تھی. سارہ جب پریشے کو کمرے میں بیٹھانے کے بعد چلی گئی تھی تو پریشے کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا. وہ خود بھی اپنی حالت پر حیران تھی. ارمان تقریباً آدھے گھنٹے بعد کمرے میں آیا تھا. پریشے بھانپ گئی تھی کہ ارمان کسی تذبذب کا شکار ہے. وہ ارمان کی نظروں سے بری طرح نروس ہو رہی تھی جب اس نے بات کے دوران پہلی بار پری کی طرف اپنا چہرہ کیا تھا. پھر ارمان کی پوری ایمانداری کے ساتھ سچائی سامنے رکھنے پر اس کے خلوص کی معترف تو ہوئی ہی تھی مگر ان سب پر ان چاہی ہونے کا احساس غالب ہوتا جا رہا تھا. فریش ہونے کے دوران اس نے اپنی ساری ہمت مجتمع کی اور باہر آ گئی تھی.

پریشے باہر آئی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ارمان ابھی تک کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا جبکہ اسے لگا تھا کہ وہ اب تک سو گیا ہو گا کیونکہ اسے واش روم میں کافی زیادہ وقت لگ چکا تھا. جیولری اتار کر, کلینزر سے چہرہ صاف کر کے, کاٹن کا سادہ سا سوٹ پہن کر جب وہ باہر نکلی تھی تو تقریباً گھنٹہ ہو ہی گیا تھا.

"مجھے لگا آپ کو کسی چیز کی ضرورت نہ ہو."

پریشے کو واش روم سے نکلتا دیکھ کر ارمان نے فوراً کہا تھا.

جس پر پریشے نے نفی میں سر ہلا دیا تھا. لائٹس آف کر کے وہ چپ چاپ اپنی اپنی سائیڈ زپر جا کر لیٹ گئے تھے. جہاں پری کا ذہن آئندہ آنے والے وقت کو لے کر مختلف سوچوں میں گھرا تھا وہاں ارمان بھی پریشے کے غیر متوقع رویئے اور اعلیٰ ظرف صفت کے بارے میں سوچ رہا تھا اور یونہی سوچتے سوچتے دونوں کی آنکھ لگ گئی تھی.

****

صبح جب پریشے کی آنکھ کھلی تو گھڑی دن کے گیارہ بجا رہی تھی. اس نے لیٹے لیٹے اپنے اطراف میں نگاہ دوڑائی جہاں سے ارمان اٹھ کے جا چکا تھا. وہ کسلمندی سے لیٹی رہی. اتنے میں دروازہ کھلا اور ارمان ایک ٹرے سمیت اندر داخل ہوا. وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی. دوپٹہ شانوں کے گرد درست کیا اور جھٹ ارمان کو سلام کیا.

"اسلام علیکم!"

"وعلیکم السلام!" ارمان نے مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا. اور ٹرے ٹیبل پر رکھ دی.

"وہ دراصل نئی جگہ کا کر کے رات دیر سے نیند آئی...... تبھی صبح وقت پر آنکھ نہیں کھلی."

پریشے خواہ مخواہ شرمندہ شرمندہ سی صفائیاں پیش کر رہی تھی. جسے ارمان نے بڑی دلچسپی سے سنا تھا.

"کوئی بات نہیں ایسا ہو جاتا ہے. ویسے بھی کل بہت تھکا دینے والا دن تھا. آپ یہ گرین ٹی پی لیں فریش ہو جائیں گی."

ارمان نے بہت دوستانہ انداز میں اس کی شرمندگی دور کرتے ہوئے چائے کا کپ اسے تھمایا جسے پریشے نے بغیر پس و پیش کے تھام لیا تھا.

" تھینکس!!" پریشے نے ممنونیت بھرے انداز میں کہا.

"اینی ٹائم!" ارمان ہلکے پھلکے انداز میں کہتا اپنا کپ تھام کر صوفے پر جا بیٹھا تھا. اس کے بعد پریشے نے جلدی سے گرین ٹی ختم کی اور فریش ہونے چل دی.

پریشے جب نہا کر نکلی تو اس نے ارمان کو فون پر بزی پایا. اچانک اس کی نظر برتنوں پر پڑی تو برتن اٹھا کر ارمان سے مخاطب ہوئی:

"وہ........کچن کس طرف ہے؟"

پریشے نے ارمان سے ہچکچاتے ہوئے پوچھا جواب فون کے بعد لیپ ٹاپ پر مصروف دکھائی دے رہا تھا. حالانکہ اب پورا گھر پری کی ملکیت تھا مگر یوں پہلے دن ہی منہ اٹھا کے دھڑلے سے پورے گھر میں گھومنے سے پری ہچکچا رہی تھی. اس لیے مروتاً پوچھ بیٹھی. پری کے یوں پوچھنے پر ارمان نے لیپ ٹاپ پر سے نظریں اٹھا کر ایک نظر اس پری پیکر کا جائزہ لیا تھا جو ابھی ابھی نہا کر نکلی تھی. پشت پر گیلے بال بکھرائے وہ کاٹن نیٹ کی پستئی رنگ کی شرٹ میں میک اپ سے مبرا چہرہ لیے زیود کے نام پر ایک لاکٹ، کانوں میں ٹاپس اور کلائیوں میں رونمائی کے کنگن پہنے, ہاتھ میں ٹرے تھامے سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی. ارمان جو بڑی فرصت سے اس کا جائزہ لے رہا تھا پریشے کے دوبارہ پوچھنے پر ہڑبڑا کر رہ گیا تھا اور بے اختیار ہی لیپ ٹاپ بند کر کے اٹھ کھڑا ہوا تھا.

"یہ............ یہ آپ چھوڑیں باہر میڈ ہے وہ کر لے گی. بلکہ آپ کو جو بھی کام ہو آپ اس سے کروایئے گا."

اپنی بے اختیاری کو دل میں کوستے ہوئے ارمان نے ملازمہ کو آواز دی تھی جو بڑی مستعدی سے آ پہنچی تھی. ملازمہ نے پریشے کو دیکھتے ہی فٹ سے سلام جھاڑا تھا اور اپنا تعارف کروانے لگی تھی.

"اسلام علیکم بی بی جی !! میرا نام فاطمہ ہے میں ادھر ہی کام کرتی ہوں آپ کو جو چاہیے ہو گا مجھے بتادیجیے گا اور لائیں جی یہ برتن کیوں پکڑے ہیں؟ یہ تو میرا کام ہے جی. مجھے تو کل ہی سارہ باجی نے آپ کے بارے میں بتایا. سچ باجی اتنی خوشی ہوئی سن کے کہ اب اس گھر میں بھی کوئی عورت آئی اور"

(بولتے بولتے ایک دم رکی, ہونق بنی پریشے کو دیکھا پھر تشویش سے ارمان سے استفسار کرنے لگی.)

"صاحب جی بی بی جی بول کیوں نہیں رہیں؟

(پھر بغیر جواب کا انتظار کیے اپنی ہی رائے اخذ کر کے جلدی سے بولی)

"ہائے میرے اللہ کہیں بی بی جی ! گونگی تو نہیں؟"

فاطمہ صدمے کی کیفیت میں دونوں ہاتھ منہ پر رکھے ہونق بنی پریشے کو دیکھتے ہوئے بولی. ارمان جو اس کی فراٹے بھرتی زبان سے عاجز نظر آرہا تھا ایک دم ہی بول اٹھا.

"لاحول ولا قوۃ.... خدا کو مانو فاطمہ ! تمہاری بی بی_ جی گونگی نہیں ہیں اور تم جو رٹو طوطے کی طرح شروع ہو جاتی ہو اگلا کیا خاک بولے گا؟ اب یہ برتن رکھو کچن میں اور جا کے چائے کا پانی رکھو! آپی پہنچتی ہی ہوں گی."

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارمان نے بڑے نرم لہجے میں فاطمہ کو تنبیہ کی. وہ ایسا ہی تھا ہر ایک سے اس انداز میں بات کرتا تھا کہ اگلے کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو خواہ وہ ملازمین ہی کیوں نہ ہوں .ارمان کے اس طرح کہنے پر جہاں پریشے نے خود کو کمپوز کیا تھا وہاں فاطمہ بھی کھسیانی ہو کے کچن کی طرف چل دی تھی اور ایک ہلکی سی مسکراہٹ نے دونوں کے چہروں کا احاطہ کر لیا تھا.

"آپی کا فون تھا. ناشتہ وہ لے آئیں گی کچھ

ہی دیر تک..........آئیں تب تک میں آپ کو گھر دکھا دیتا ہوں."

ارمان نے پریشے کو تھوڑی دیر پہلے سارہ کے ساتھ ہونے والی گفتگو کے بارے بتایا پھر پریشے کو ساتھ لیے پورا گھر دکھایا جو کہ خالصتاً ارمان نے خود ڈیکوریٹ کروایا تھا. پریشے ارمان کی پسند سے کافی متاثر نظر آ رہی تھی. پھر تھوڑی دیر بعد فاطمہ نے سارہ اور شہروز کے آنے کی اطلاع دی تو وہ لوگ لاؤنج میں چلے آئے.

بھائی کو دیکھتے ہی پریشے فوراً بھائی کے ساتھ جا لگی تھی. اسے ایک رات میں ہی ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی سفر پر نکلی ہو. بھائی سے ملنے کے بعد وہ سارہ سے ملی تو سارہ نے اسے ساتھ لگا کر معذرت کی.

"معاف کرنا میں یہاں رک نہیں سکی پر کیا کرتی "ملک ولاز" جانا پڑ گیا تھا."

"کوئی بات نہیں بھابھی. معافی مانگ کر شرمندہ تو نہیں کریں."پریشے کے اس طرح سادگی کے ساتھ بولنے پر اسے اپنی نئی نویلی بھابھی پر خوب پیار آیا تھا.

فاطمہ کو ناشتے کی ٹیبل لگانے کا بول کر وہ پریشے کو بہانے سے کمرے میں لے آئی اور پھر چھوٹتے ہی پوچھنے لگی.

"کل رات ارمان کی کیا بات ہوئی تم سے؟"

"کیا ہونی تھی؟"پریشے کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آگئی.

"بنو مت سیدھے سیدھے بتاؤ کوئی بات ہوئی ہے؟اس نے کچھ کہا ہے؟بتاوا بھی کے ابھی اس کے کان کھینچ کر ہاتھی کی طرح لمبے کر دوں گی."

سارہ نے اصرار کرتے ہوئے یک دم طیش میں آتے ہوئے بولا تو پریشے بے ساختہ قہقہ لگا کر ہنس پڑی.اپنی تصور کی آنکھ سے اتنے خوبرو شخص کے لمبے کان دیکھ کر اس کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی تھی جسے دروازے سے اندر داخل ہوتے ارمان نے بخوبی سنا تھا.

ایسا مترنم اور بے رعیا قہقہ تو مایا کا بھی نہیں تھا.وہ بے ساختہ مایا اور پریشے کا موازنہ کرنے لگا تھا پھر ہر سوچ کو جھٹک کر دونوں کو ناشتے کے لیے بلانے لگا.سارہ جو پری کے غیر سنجیدہ ہونے پر خائف نظر آرہی تھی ارمان کو آتے دیکھ کر بگڑ کر بولی:

"تم سے ایک منٹ صبر نہیں کیا جاتا؟ساتھ ہی پیچھے آ گئے ہو اور جب آ ہی گئے ہو تو ادھر آ کر کھڑے ہو جاؤ.ہاں بھئی !!پری سچ سچ بتاؤ کیا کہا ہے اس پاگل نے تمہیں؟" سارہ کے اس طرح ڈائریکٹ ارمان کے سامنے سوال پوچھنے پر جہاں پری گڑ بڑائی تھی وہاں ارمان بھی سٹپٹا گیا تھا.

"بھلا مجھے انہوں نے کیا کہنا تھا؟کیا ہو گیا ہے بھابھی......"پری نے جھینپ کر کہا.

"اچھا!!"

(پر سوچ انداز میں اچھا کہنے کے بعد پہلے ارمان اور پھر پری کر دیکھا اور پھر بولی)

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیوں کہ تم دونوں کے چہروں سے کہیں سے بھی نہیں لگ رہا کہ یہ نیولی میرڈ کپل ہے.پریشے تم اس بندر کے ساتھ بالکل بھی کمپرومائز نہیں کرنا اور اس کسی الٹی سیدھی بات پر قطعی عمل نہیں کرنا.میں جانتی ہوں یہ اتنی جلدی سدھرنے والا نہیں ہے."

"اللہ معاف کرے!!! یعنی کے حد ہی ہو گی.میری بیوی کو میرے ہی خلاف کیا جا رہا ہے؟..........سبحان اللہ!!!"

ارمان نے دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے داد دینے کے انداز میں کہا. وہ لہجے میں شوخی لاتے ہوئے بات کا مفہوم بدلنا چاہ رہا تھا. دونوں کی نوک جھوک پر پریشے نے بے ساختہ مسکراتے ہوئے سر جھکا لیا تھا پھر کچھ توقف کے بعد بولی

"بھابھی ایسی کوئی بات نہیں ہوئی جیسا آپ سوچ رہی ہیں بلکہ ارمان نے کل سے میری ہر ضرورت کا بہت خیال رکھا ہے. آپ کو خواہ مخواہ غلط فہمی ہو رہی ہے."

سارہ کا گرم جوشی سے ہاتھ دباتے ہوئے پریشے نے کہا.

"اللہ کرے ایسا ہی ہو."سارہ نے اٹھتے وقت ارمان کو دیکھتے ہوئے بولا جو سارہ کو دیکھتے ہوئے شرارتا مسکرا رہا تھا. سارہ ارمان کی بڑی بہن تھی اس نے ایک نظر میں پریشے کا پر سوچ تھکا تھکا چہرہ بھانپ لیا تھا. اس پر مستزاد دونوں کے چہروں پر وہ اندرونی خوشی بھی مفقود تھی. سارہ نے آئندہ آنے والے حالات کے پیش نظر بغیر دیر کیے اسی وقت باز پرس کی کوشش کی جسے دونوں بہت خوبصورتی سے ٹال گئے تھے. پھر اس کے بعد ایک خوشگوار ماحول میں ناشتہ کیا گیا تھا.

"ہاں بھئی! ولیمے کا پھر کیا پروگرام ہے؟"

چائے کا سپ لیتے ہوئے شہروز نے سارہ سے استفسار کیا.

"بس دادا صاحب کی واپسی کے بعد انشاءاللہ دو تین ہفتے تو لگ ہی جائیں گے۔"سارہ نے جواباً کہا۔

"چلو صحیح ہے ایک بار دادا صاحب آجائیں خیر خیریت سے پھر ہی ولیمے کا فنکشن کریں گے۔"شہروز نے پیار سے اپنی بہن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو دادا صاحب کہہ رہے تھے کہ میرا بالکل بھی انتظار نہ کیا جائے کل ہی ولیمہ ہو جانا چاہیے پر میں نے تو کہہ دیا جب تک آپ نہیں آئیں گے کوئی فنکشن نہیں ہوگا۔ آپ بڑے ہیں آپ کا ہونا ضروری ہے اور آپ کے بغیر ہر فنکشن ادھورا ہے ہمارا۔"

سارہ نے کپ رکھتے ہوئے تفصیلاً بتایا۔

"بالکل صحیح کہہ رہی ہو۔"شہروز نے سر ہلا کے بات کی تائید کی۔

ارمان جو کچھ دیر پہلے شہروز سے خوشگواریت میں ہلکی پھلکی گفتگو کر رہا تھا اب بالکل سنجیدہ ہو ہو چکا تھا۔ سارہ اور شہروز رات کے کھانے تک رکے تھے اور پھر اپنے گھر چلے گئے تھے۔ شادی کی وجہ سے ارمان آفس نہیں جا سکا تھا۔ اب چونکہ ولیمہ ملتوی ہو گیا تھا تو ارمان نے موقع غنیمت جان کر کل سے آفس جوائن کرنے کا سوچا تھا۔

"کل سے میں آفس جوائن کروں گا۔ فاطمہ ہو گی آپ کے پاس آپ کی مدد کے لیے باقی آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ مجھے فون کر لیجیے گا۔"

رات سونے سے پہلے ارمان نے پریشے کو اپنے آفس جانے کے متعلق بتایا اور یہ ان کے درمیان سارہ اور شہروز کے جانے کے بعد پہلی گفتگو تھی. ارمان نے پریشے کو آفس جانے کے بارے میں اسی لیے بتایا تھا کیونکہ وہ صبح نو خیز بندہ تھا نماز اور جوگنگ کے بعد وہ ڈائریکٹ آفس کے لیے تیار ہو کے نکل جاتا تھا. اس کے خیال میں پری صبح اٹھ کر اسے نہ دیکھ کر گھبرا نہ جائے کیونکہ پھر ارمان کی شام کو واپسی ہونی تھی.

"آپ کتنے بجے آفس جاتے ہیں؟" پریشے نے لیٹے لیٹے سوال کیا.

"سات بجے.......... کیوں؟"

تکیہ درست کرتے ہوئے ارمان کے ہاتھ ایک پل کے لیے رکے تھے.

"نہیں کچھ نہیں! .... ویسے ہی." پریشے نے جواباً کہا.

"اوکے شب بخیر." ارمان نے شانے اچکاتے ہوئے کہا اور لیٹ گیا.

"شب بخیر!" پریشے نے سائیڈ لیمپ بند کرتے ہوئے کہا.

صبح پانچ بجے ارمان جوگنگ کے لیے نکل گیا تھا. پریشے نے نماز پڑھی اور سیدھے کچن کا رخ کیا. فاطمہ کی مدد سے ناشتہ تیار کیا اور لان میں ٹہلنے کے لیے آ گئی. ٹھیک ایک گھنٹے بعد ارمان واپس آ گیا تھا. گیٹ سے اندر داخل ہوتے ارمان کے قدم ٹھٹک کے وہیں

رک گئے تھے. پریشے لان میں ننگے پاؤں گھاس پر ٹہل رہی تھی. بالوں کی بنائی ڈھیلی چوٹیا میں سے ہلکی ہلکی لٹیں نکل کر چہرے کا طواف کر رہی تھیں. ارمان کو دیکھتے ہی پریشے نے جھٹ سلام کیا تھا.

"السلام علیکم !". پریشے نے پاؤں میں سلیپرز پہنتے ہوئے کہا.

"وعلیکم السلام..... خیریت؟ اتنی صبح صبح آپ اٹھ گئیں." سلام کا جواب دیتے ہوئے ارمان اپنی حیرانگی نہ چھپا سکا تھا.

"میں روز ہی اس وقت نماز کے لیے اٹھتی ہوں." پریشے نے ایک آوارہ لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا.

"آہاں........ گڈ!!" ارمان متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا.

"آپ فریش ہو جائیں میں ناشتہ لگاتی ہوں."پریشے نے ناشتہ لگانے کی غرض سے اندر کی جانب قدم بڑھائے تو ارمان...اٹھا.

ناشتہ...؟اتنی صبح صبح...".ارمان حیرانگی میں غلط بول گیا تھا.

"میرا خیال ہے کہ ناشتہ صبح ہی کیا جاتا ہے."پریشے نے مسکراتے ہوئے کہا وہ ارمان کی حیرانگی سے حظ اٹھا رہی تھی.

"میرا مطلب ہے کہ میں ناشتے میں بس کافی لیتا ہوں.(پھر کچھ توقف کے بعد بولا) آپ نے ایسے ہی اتنی زحمت کی میں آفس میں ہی کر لیتا........."ارمان نے قدرے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا.

زحمت کیسی آپ آفس میں بھی تو کرتے ہیں اب سے گھر میں کریئے گا.... چلیں اب آپ جلدی سے فریش ہو جائیں."پریشے نے مسکراتے ہوئے سادہ سے انداز میں کہہ کر اندر کی جانب قدم بڑھا دیے تھے.

ارمان نے ایک پل کے لیے اندر کی طرف جاتی اس پری پیکر کو دیکھا تھا اور پھر خود بھی اندر کی جانب قدم بڑھا دیے تھے.

وہ جب روم سے آفس جانے کے لیے تیار ہو کر آیا تب تک ناشتہ ٹیبل پر لگ چکا تھا. پریشے نے بڑا پر تکلف انتظام کیا تھا. ناشتے میں اتناسب دیکھ کر وہ ایک بار پھر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا تھا. آج اس نے ایک عرصے کے بعد پیٹ بھر کے ناشتہ کیا تھا ورنہ تو وہ ناشتے کے نام پر صرف کافی ہی پیتا تھا. ناشتے کے بعد وہ کوٹ پہنتے پورچ تک آیا تو پریشے فاطمہ کے ہاتھوں گاڑی میں لنچ رکھوا رہی تھی. پریشے کا ارمان کے لیے ہر کام میں انوالو ہونا ارمان کو ایک نئے احساسات سے روشناس کروا رہا تھا. حالانکہ آج پریشے کا گھر میں دوسرا دن تھا. عام دلہنوں کی طرح ناز نخرے اٹھوانے کی بجائے وہ

ایسے کام کر رہی تھی جیسے برسوں سے یہیں ہو. ارمان کو بے ساختہ ازہان کی یاد آئی تھی جن کے فیصلے کی بدولت آج وہ پریشے کے ساتھ اس بندھن میں جڑا تھا اور وہ ارمان کی التجا پر بلا چوں چراں مان بھی گئی تھی اور یہی نہیں اس نے سارہ اور شہروز کے سامنے بھی ارمان کا بھرم رکھا تھا اور اب صبح صبح اٹھ کر ارمان کے لیے ہلکان ہو رہی تھی. ارمان کو شرمندگی سی محسوس ہو رہی تھی. ساتھ ساتھ وہ پریشے کی اچھائی کا بھی دل ہی دل میں معترف ہو گیا تھا.

"یہ سب ؟"پریشے کے پلٹتے ہی ارمان نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی.

"لنچ ہے......... گرم کروا لیجیئے گا. " پریشے نے فوراً کہا.

"پر........." ارمان کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ پری نے اسے بیچ میں ہی ٹوک دیا تھا.

"آپ کو بے شک اس کی ضرورت نہ ہو پر میری عادت ہے. بھائی کے لیے بھی تیار کرتی تھی. اس لیے اب سے آپ کے لیے بھی کروں گی اور بازار کا کھانا کب تک کھائیں گے ؟اس سے طبعیت خراب ہوتی ہے. "پریشے جھٹ بولی جیسے ارمان کے متوقع جواب کے لیے تیار تھی.

"ویل.... تھینکس !"ارمان گاڑی میں سامان کو دیکھتے ہوئے بولا.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تھینکس کیسا یہ تو میرا فرض ہے۔"پریشے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔فرض والی بات نے ارمان کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھیر دی تھی۔

"میں نے کچھ غلط کہا کیا؟"ارمان کو اپنی طرف اس طرح مسکراتا دیکھ کر پریشے نے پزل ہوتے سوال کیا۔

"نہیں تو(مسکرا کر کہا پھر کچھ توقف کے بعد بولا)چلتا ہوں......اللہ حافظ!"

"فی امان اللہ!"پری نے آہستگی سے جواباً کہا۔

شیڈز لگاتے ہوئے وہ ایک ادا سے چلتا گاڑی میں جا بیٹھا تھا۔پر سوچ انداز میں گاڑی سٹارٹ کی پھر نہ جانے کیا سوچ کے اس کے لب بھرپور طریقے سے مسکرا اٹھے تھے۔ وہ گاڑی بیک کرتا ہوا زن سے بھگا لے گیا تھا کیونکہ آج وہ ناشتے کے چکروں میں پندرہ منٹ لیٹ ہو چکا تھا۔

شام میں جب ارمان واپسی پر گھر آیا تو سارہ اور شہروز آئے ہوئے تھے۔پریشے نے ڈنر تیار کیا ہوا تھا اور اب وہ ہلکے آسمانی رنگ کے کپڑوں میں ملبوس (جن پر پرل کا کام کیا ہوا تھا)، بالوں کو ہلکا سا پن آپ کر کے کھلا چھوڑے، میک اپ کے نام پر ہلکی سی لپ اسٹک لگائے سارہ کے ساتھ مل کر ٹیبل پر برتن لگا رہی تھی۔سب نے مل کر ڈنر کیا اور پھر رات دیر تک شہروز اور سارہ کی واپسی ہوئی تھی۔اس طرح ایک اور دن کا اختتام

ہوا تھا اور ٹھیک اسی طرح کی مصروفیات میں ایک ہفتہ بخیر و عافیت انجام کو پہنچا تھا. دونوں میں بس کام کے وقت بات ہوتی تھی. ہاں سارہ اور شہروز چکر لگا جاتے تھے یا پھر ارمان آفس سے واپسی پر پریشے کے ساتھ سارہ اور شہروز کی طرف چکر لگا لیتا تھا. ایک ہفتے کے اندر ہی اندر ارمان پر پریشے کی طبعیت کھل گئی تھی اور اسے پریشے کے انداز و اطوار پسند آئے تھے.

****

ارمان کے آفس جانے کے بعد پریشے گھر کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں مصروف ہو گئی تھی. کام سے فراغت پانے کے بعد اس نے خیریت دریافت کرنے کے لیے دادی جان کو فون کیا تھا جو کہ دوسری تیسری بیل پر اٹھا لیا گیا تھا. دادی جان کی آواز سنتے ہی پریشے نے جھٹ سلام کیا تھا.

"اسلام علیکم دادی جان!"

"وعلیکم السلام! جیتی رہو، خوش رہو. کیا حال ہے میری بیٹی کا؟" دادی جان نے نہایت محبت سے دعائیں دیتے ہوئے پریشے کا حال پوچھا تھا.

"آپ کی دعائیں ہیں دادی جان!! میں بلکل ٹھیک ہوں. آپ سنائیں آپ کیسی ہیں اور اب دادا صاحب کی طبیعت کیسی ہے؟" پریشے نے نہایت عقیدت سے ان کا حال احوال پوچھتے ہوئے دادا صاحب کے بابت دریافت کیا تھا.

"میں تو ٹھیک ہوں اور اللہ کا شکر ہے کہ تمہارے دادا صاحب بھی پہلے سے بہتر ہیں. تم سناؤ ہمارا ارمان ٹھیک ہے؟.........کیسا ہے میرا بچہ؟" دادی جان نے بات کرتے ہوئے بے تابانہ انداز میں ارمان کا ہو چھا تھا.

"ارمان بھی بلکل ٹھیک ہیں دادی جان اور اس وقت آفس میں ہیں." پریشے نے تسلی دی تھی جس کے بعد ایک لمحے کیلئے خاموشی چھا گئی تھی پھر ائیر پیس سے دادی جان کی آواز ابھری تھی.

"ایک وقت تھا.................ارمان اپنے دادا صاحب کو اکیلا نہیں چھوڑتا تھا ہر کام میں ان سے مشورہ کرتا تھا. بالکل سائے کی طرح ساتھ ہوتا تھا اپنے دادا صاحب کے اور اب دیکھو مڑ کر نہیں دیکھا اس نے............تم بتاؤ پریشے بیٹا کیسے نہ ہمیں تکلیف ہو. وہاں ارمان ہے تو یہاں یہ ہیں.........ان دادا پوتا کو تو بس اپنی انائیں عزیز ہیں."

دادای جان بات کرتے کرتے پھپھک پھپھک کر رو پڑیں تو پریشے کا دل بھی کٹ کے رہ گیا. اس سے کوئی بات چھپی تو نہیں ہوئی تھی فوراارمان کی سائیڈ لیتے ہوئے بولی.

"ایسی بات بالکل نہیں ہے دادی جان وہ اب بھی بہت پرواہ کرتے ہیں پر اس ذکر پر چپ سے ہو گئے ہیں جس میں, میں نے شرمندگی کی رمق دیکھی ہے."

"اللہ جانے کس کی نظر لگی ہے. ہم سے ہماراارمان ہی چھن گیا ہے. اب تو شکل دیکھنے کو ترس گئے ہیں. اسے کہنا ہماری سانسوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے ایک بار شکل ہی دکھا جائے ہمیں........" دادای جان بات کرتے ہوئے ایک بار پھر رو پڑیں تھیں اور ایسی حالت میں پریشے گھبرا سی گئی تھی کہ اب کیا کیا جائے.

"اللہ نہ کرے کہ آپ دونوں کو کچھ ہو. اللہ آپ کا اور دادا صاحب کا سایہ ہمیشہ ہم پر سلامت رکھے آمین.....

آپ ایسے مت روئیں دادی جان. آپ سے کسی نے آپ کا ارمان چھینا ہے نہ چھین سکتا ہے. بس آپ دونوں خیر خیریت سے پاکستان آئیں تو انشاءاللہ سب آپ کے پاس ہوں گے."پریشے نے محبت سے ان کی ڈھارس بندھاتے ہوئے پر عزم لہجے میں کہا تھا.

"کیا مطلب........تم لوگ آؤ گے ملک والاز؟" آنسو صاف کرتی دادی جان نے چونک کر پوچھا تھا.

"انشاءاللہ ہم آپ کے پاس ہوں گے اور آپ جیسا چاہتی ہیں ویسا ہی ہو گا." پریشے نے بہت محبت سے دادی جان کو امید دلاتے ہوئے کہا تو دادی جان اپنی بہو کے خلوص پر نہال ہی ہو گئیں. پریشے کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے اور پھر چند ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد کے بعد دادی جان نے فون رکھ دیا تھا.

فون بند ہونے کے بعد پریشے کافی دیر اسی بارے میں سوچتی رہی اور یونہی سوچتے سوچتے پریشے کی آنکھ لگ گئی تھی. پاس رکھے موبائل کی بیل سے وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی. نمبر دیکھا تو ارمان کا تھا. اس نے فورا فون اٹھایا.

"اسلام علیکم!" کال آن کرتے پری نے فورا اسلام کیا تھا.

"وعلیکم السلام! آج دادی جان سے آپ نے "ملک ولاز" جانے کی بات کی تھی؟" ارمان چھوٹتے ہی بولا تھا. انداز کافی سنجیدگی لیے تھا.

"جی!! میری ہی بات ہوئی تھی ان سے........وہ دادا صاحب اور آپ کے رویئے سے کافی دلبرداشتہ تھیں اسی لیے میں نے ان سے کہا تھا." پریشے ناسمجھی کے انداز میں بتا رہی تھی.

"واٹ ؟؟؟؟؟؟ کس سے پوچھ کر؟" دوسری طرف سے ارمان کی غصیلی آواز گونجی تھی.

پریشے پل بھر کو ارمان کے غصے سے گھبرا گئی تھی پھر ہمت مجتمع کرتے اٹکتے ہوئے بولی.

"ارمان وہ.......وہ بہت رو رہیں تھیں اس لیے میں نے......"

"حد ہوتی ہے پریشے!!آپ کو پوچھ تو لینا چاہیے تھا.....آپ نے ایک بار بھی پوچھنا مناسب نہیں سمجھا؟"ارمان نے غصے سے پریشے کی بات کو ٹوکتے ہوئے کہا اور کھٹاک سے فون بند کر دیا.

پریشان سی پری موبائل کو دیکھتی ہی رہ گئی تھی.اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس سے غلطی کہاں پر ہوئی ہے؟ساری نیند بھک سے اڑ چکی تھی.وہ اٹھی اور ٹیرس پر آ گئی اور پھر واٹر نگ پوٹ سے ٹیرس پر لگے گملوں کو پانی دینے لگی.دراصل وہ فون پر ہوئی گفتگو کا اثر زائل کرنا چاہتی تھی.ابھی اسے پانی دیتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ گیٹ پر ارمان کی گاڑی کا ہارن سن کر وہ چونک پڑی.ٹیرس سے جھانک کر نیچے دیکھا تو واقعی ارمان پورچ میں گاڑی کھڑی کر رہا تھا.

وہ ارمان کی غیر متوقع آمد سے گھبرا گئی تھی.اس نے فوراً پوٹ رکھا اور نیچے کی طرف قدم بڑھا دیے.لاونج میں پہنچی تو ارمان بے چینی کی کیفیت میں ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا.پریشے کو آتا دیکھ کر وہ فوراً پھٹ پڑا تھا.

"آپ نے دادی جان سے کیوں کہا کہ ہم "ملک ولاز" جائیں گے جبکہ آپ دادا صاحب اور میرے تعلقات کے بارے میں جانتی بھی ہیں. ایسے میں ان کو جھوٹی امید کیوں دلائی آپ نے؟" ارمان کے اس انداز پر پریشے نے ہراساں ہو کر سر جھکا لیا تھا. وہ نہیں جانتی تھی کہ ان حالات میں کس طرح ری ایکٹ کیا جاتا ہے کیوں کہ اس سے آج تک شہروز نے بھی اس انداز میں بات نہیں کی تھی.

"آئی ایم سوری بٹ وہ......وہ....دادی جان بہت پریشان تھیں اور بہت رو رہی تھیں. وہ آپ کے اور دادا صاحب کے تعلقات کو لے کر کے بہت مایوس لگ رہی تھیں. مجھ سے انہیں یوں روتا نہیں دیکھا گیا تو انہیں پر امید کرنے کے لیے کہہ دیا." ارمان کو پہلی بار اس طرح غصے میں دیکھ کر پریشے کے اوسان خطا ہو رہے تھے. پھر بھی اس نے ہمت مجتمع کرتے ہوئے کافی اٹک اٹک کر اپنی وضاحت دی تھی.

"آپ کو جو صحیح لگا وہ آپ نے کیا پر آپ نے ایک بار بھی مجھ سے پوچھنا ضروری نہیں سمجھا....آپ کو کیا لگ رہا ہے میرا وہاں جانا بہت آسان ہے؟.....جو کچھ بھی میں کر چکا ہوں، جتنا ان کا میں دل دکھا چکا ہوں اس کے بعد وہ مجھے معاف کریں گے؟ قطع نہیں!! میں جس شرمندگی کا سامنا کر رہا ہوں اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے."

ارمان غصے میں بولتا بولتا ایک دم رنجیدہ ہو گیا تھا. اپنے تاثرات کو چھپانے کے لیے اس

نے ایک دم پیٹھ موڑلی تھی. ایک پل کو آنکھیں بند کر کے ارمان نے اپنی رنجید گی پر قابو پانا چاہا تھا. جیسے ہی اس پر قابو پایا تو غصہ دوبارہ عود کر آیا تھا. ارمان پھر مڑا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا.

"کتنا آسان ہے نہ لوگوں کے لیے فیصلے کرنا...... آپ نے ایک بار بھی مجھ سے مشورہ کرنا لازمی نہیں سمجھا. آپ کو پتہ ہے ہمارے "ملک ولاز" جانے کی خبر ایک منٹ سے پہلے پہلے ہر طرف پہنچ چکی ہے. اب آپ ہی بتائیے میں کس منہ سے ان کے سامنے جاؤں گا؟ جانتی تھیں ناں آپ سب کچھ.... پھر کیوں میرے لیے یہ اذیت کھڑی کر دی آپ نے؟" ارمان غصے میں اس پر برس رہا تھا اور وہ مسلسل سر جھکائے ہاتھ مسلتے ہوئے کھڑی تھی. اس کے اس طرح چپ رہنے پر ارمان چڑ سا گیا تھا.

"میں آپ سے کچھ پوچھ رہا ہوں." ارمان نے چند قدموں کا فاصلہ طے کرتے ہوئے تقریباً جھنجھلاتے ہوئے پریشے کی تھوڑی کو اوپر کرتے ہوئے کہا تو دھک سا رہ گیا. آنسو ضبط کرنے کے چکر میں پریشے کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا. ہونٹوں کو دانتوں سے بری طرح کچلا گیا تھا کہ وہ سرخ ہو چکے تھے تو آنکھیں لباب پانیوں سے بھری ہوئیں تھیں جن

سے نہ چاہتے ہوئے بھی آنسو پھسل کر گال پر آ چکے تھے. اس سے پہلے ارمان کچھ کہتا وہ تیزی سے مڑی اور تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے میں بند ہو گئی تھی.

قسط نمبر: 8

تیری چاہتوں کے حصار میں ❤️

از قلم طیبہ حیدر

وہ آفس میں بیٹھا کچھ ضروری فائلیں چیک کر رہا تھا جب اسے سارہ کی کال آئی. سلام دعا کے بعد سارہ نے چھوٹتے ہی استفسار کیا تھا.

"ارمان! واقعی یہ سچ ہے؟؟؟ مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ تم "ملک ولاز" آنے کے لیے مان گئے ہو." سارہ نے خوشی اور حیرت کے ملے جلے لہجے میں کہا.

"ایک منٹ ایک منٹ...... آپ سے یہ کس نے کہہ دیا؟ ایسی تو کوئی بات نہیں ہوئی." ارمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا.

"کیا مطلب ہے تمہارا؟؟ ابھی میری بات ہوئی ہے دادی جان سے انہوں نے خود مجھے بتایا ہے کہ پریشے بتا رہی تھی کہ وہ اور ارمان جلد ہی "ملک ولاز" آئیں گے." سارہ نے مختصراً فون پر ہونے والی گفتگو کے بارے میں آگاہ کیا.

"ایسا کچھ نہیں ہے (پھر کچھ توقف کے بعد بولا) میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں ".ارمان نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے فون رکھ دیا اور پھر کچھ سوچتے ہوئے پریشے کا نمبر ڈائل کیا جو کہ تیسری یا چوتھی بیل پر اٹھا لیا گیا تھا. پریشے سے کنفرم کرنے کے بعد اس نے تقریباً غصے سے فون بند کیا تھا. ایک تو وہ آگے ہی ان سب کو لے کر بہت اپ سیٹ تھا دوسرا اسے اپنی غلطی کا ازالہ کرنے کے لیے کوئی طریقہ سمجھ نہیں آ رہا تھا. اس پر مستزاد نئی مصیبت کھڑی ہو گئی تھی. ارمان کچھ دیر تو بیٹھا ضبط کرتا رہا مگر جب زیادہ دیر رہا نہ گیا تو سیدھے گھر آ کر سارا غصہ پریشے پر نکال بیٹھا تھا. ارمان جو اپنی ذات کے لیے غصے اور شرمندگی کے جزبات رکھتا تھا وہ اس طرح بول کے نکل رہے تھے. اسے ایک دم ہی اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا کہ اس نے اپنے اندر جمع کی ہوئی ساری فرسٹریشن ایک عام سی بات پر پریشے پر نکالی تھی. ارمان پریشے سے معافی مانگنے ہی والا تھا کہ وہ تقریباً بھاگتے ہوئے کمرے میں بند ہو گئی تھی. اب ارمان کا ذہن اور بھی بری طرح منتشر ہو چکا تھا. بار بار اس کے تصور میں پریشے کا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ آ کر بے چین کر رہا تھا وہ اپنے منتشر ہوتے دماغ کے ساتھ سٹڈی ایریا میں آ گیا تھا. راٹنگ ٹیبل پر کہنیاں ٹکا کر اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا اور انگوٹھوں کی مدد سے اپنی کنپٹیاں سہلانے لگا. وہ پریشے کو نہ چاہتے ہوئے بھی مسلسل سوچے جا رہا تھا. اسی طرح

بیٹھے بیٹھے ارمان کی آنکھ لگ گئی تھی. آٹھ بجے کے قریب دروازے پر دستک ہونے کی وجہ سے ارمان کی آنکھ کھلی تھی. فاطمہ دروازہ کھول کے اندر آئی اور ارمان کو دیکھتے ہوئے بولی.

"صاحب جی! کھانا لگ گیا ہے.... آ جایئے."

"ٹھیک ہے آ رہا ہوں." ارمان نے مختصراً کہا پھر کچھ سوچتے ہوئے واپس جاتی ہوئی فاطمہ کو پکارا.

"اچھا بات سنو؟"

"جی صاحب جی!!" فاطمہ رک کر تابعداری سے بولی.

"تمہاری بیگم صاحبہ کہاں ہیں؟" ارمان نے پریشے کی بابت دریافت کیا.

"وہ جی اپنے کمرے میں ہیں". فاطمہ جھٹ بولی

"ٹھیک ہے انہیں بھی بلا لاؤ!" ارمان نے حکم صادر کیا.

"جی بہتر!". فاطمہ تابعداری سے کہتے ہوئے چل دی. تب تک ارمان فریش ہو کر ٹیبل تک آ چکا تھا اتنی ہی دیر میں فاطمہ دوبارہ چلی آئی.

"صاحب جی! بی بی جی کہہ رہی ہیں کہ انہیں بھوک نہیں ہے." فاطمہ نے بتایا اور پھر کچن کی جانب واپس پلٹ گئی.

ارمان پر سوچ نظروں سے ٹیبل پر سجے کھانے کو دیکھتا رہا۔ اسے اچانک اپنی بھوک اڑتی ہوئی محسوس ہوئی تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ایک سوچ کے تحت کمرے کی جانب قدم بڑھا دیے۔ کمرے کے سامنے پہنچ کر وہ ایک عجیب کشمکش کا شکار تھا۔ خیر ہمت کر کے اس نے بڑی آہستگی سے دروازہ کھولا تو کمرے میں زیرو پاور کا بلب جل رہا تھا لیکن پریشے وہاں موجود نہیں تھی۔ باتھ روم کی لائیٹ بھی بند تھی۔ اس نے ایک منٹ رک کر کمرے کا جائزہ لیا پھر کچھ سوچ کر کمرے سے ملحقہ ٹیرس کا دروازہ کھولا تو پریشے وہیں موجود تھی۔

جھولے سے سر ٹکائے آسمان کی طرف دیکھتی ہوئی وہ خود سے بے نیاز بیٹھی تھی۔ بالوں کی لٹیں اس کے چہرے کے اطراف میں جھول رہی تھیں۔ ہلکی متورم آنکھیں اور لال ناک اس کے مسلسل رونے کی چغلی کھا رہے تھے۔ ارمان نے گلا کھنکار کر پریشے کو متوجہ کرنا چاہا مگر وہاں مطلق کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ چند قدموں کا فاصلہ طے کرتے ہوئے آہستگی سے جھولے پر اس کے ساتھ ہی جا بیٹھا تو پریشے ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔ ارمان کو اپنے ساتھ جھولے پر بیٹھا دیکھ کر اس کی حیرانگی سے آنکھیں پھیل گئیں تھیں۔ ارمان نے اس کی آنکھوں میں بغور دیکھا تو پریشے نے سٹپٹا کر نظریں ہی چرا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیں. ایک ہلکی سی مسکراہٹ نے ارمان کے ہونٹوں کا احاطہ کر لیا تھا. کچھ پل کے لیے خاموشی چھائی رہی پھر ارمان نے اس خاموشی کو توڑا تھا.

"آپ ڈنر کے لیے نہیں آئیں؟" ارمان نے پریشے کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو بے چینی سے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں مسل رہی تھی. وہ ارمان کی موجودگی میں بری طرح پزل ہو جاتی تھی. حالانکہ وہ ایک با اعتماد اور بلند حوصلہ لڑکی تھی لیکن وہ اس معاملے میں خود کو بے بس محسوس کرتی تھی.

"مجھے بھوک نہیں ہے." پریشے نے رخ موڑے بغیر اسی طرح آہستگی سے کہا.

"وہی تو پوچھ رہا ہوں کیوں؟..... فاطمہ بتا رہی تھی کہ آپ نے دوپہر میں بھی ٹھیک سے نہیں کھایا." اس کے پوچھنے پر بھی وہ سر جھکائے چہرے کا رخ موڑے بیٹھی رہی تو کچھ توقف کے بعد ارمان بولا

"اگر آپ میری شام والی بات پر ناراض ہیں تو آئی ایم رئیلی سوری! میں نے واقعی بہت روڈلی بی ہیو کیا. مگر سچ میں, میں خود کو بے حد بے بس محسوس کر رہا تھا. لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس بات کا سارا غصہ آپ خود پر نکالیں...... چلیں اٹھیں! کھانا کھائیں." ارمان سنجیدگی سے معذرت کرتا ایک دم لہجے کو خوشگوار بناتے ہوئے دوستانہ انداز میں بولا تو پریشے نے بے ساختہ نظریں اٹھا کر ارمان کو دیکھا جو اس کا جائزہ

لینے میں مصروف تھا. کچھ کہنے کے لیے پریشے نے لب وا کیے تو ارمان کو اپنا جائزہ لیتے دیکھ کر بند کر دیئے.

"آپ چلیں میں آتی ہوں." اپنے زور زور سے دھڑکتے ہوئے دل پر قابو پاتے ہوئے پریشے نے گھبرا کر جلدی سے کہا.

پریشے کی نروسنیس ارمان سے چھپی نہیں تھی. ایک دل آویز مسکراہٹ ارمان کے لبوں پہ رینگ گئی تھی. ارمان کے دل کی حالت بدلی بدلی سی لگ رہی تھی وہ خود کو پریشے کو یک ٹک دیکھنے سے روک نہیں پایا تھا. جبکہ وہ اچھے سے پریشے کے نروسنیس محسوس کر سکتا تھا. نکاح کے تین بولوں کا اثر تھا یا پھر اس کے دیکھنے کا انداز بدل رہا تھا بہر حال جو بھی تھا اسے یہ صاف دل کی لڑکی اچھی لگنے لگی تھی. بہت کم عرصے میں ہی صحیح ارمان کے سوچنے کا انداز پریشے کو لے کر بدل رہا تھا.

"آئی ایم ویٹنگ!" ارمان نے کہا اور ڈائنگ ہال کی جانب قدم بڑھا دیے.

ارمان کے جاتے ہی پریشے نے ایک گہرا سانس ہوا میں خارج کیا اور پھر جلدی سے فریش ہو کر ڈائنگ ہال کی جانب چل دی جہاں ارمان کھانے پر اس کا انتظار کر رہا تھا.

****

وہ حسب معمول آفس کے لیے تیار ہو کر کمرے سے نکلا تو ایک نہایت مدھم اور میٹھی آواز ارمان کے کانوں سے ٹکرائی. وہ کسی لڑکی کے گنگنانے کی آواز تھی. آواز اتنی مدھر تھی کہ وہ اپنے قدموں کو اٹھنے سے روک نہ پایا اور آواز کی سمت چلتا ہوا لاؤنج تک آیا تو دھک سے رہ گیا.

پریشے کالے رنگ کی گھیر دار شلوار پر نیوی بلیو کلر کی شارٹ شرٹ پہنے, کاندھوں پر بلیک کلر کا ہی نیٹ کا دوپٹہ پھیلائے لاونج کے ریلنگ ڈور کے پاس کھڑی دھیمے سروں میں گنگنا رہی تھی. اس کی پشت پر بکھرے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا. پریشے نے گنگناتے ہوئے سرسری سا پیچھے مڑ کر دیکھا تو زبان دانتوں تلے دبالی. ارمان سینے پر ہاتھ باندھے سیڑھیوں کی ریلنگ سے ٹیک لگائے بڑی دلچسپی سے یہ سین ملاحظہ فرما رہا تھا. پریشے کو یوں چپ ہوتا دیکھ کر دو قدم آگے بڑھا اور دونوں ہاتھوں سے تالی بجاتے ہوئے کہا.

"امیزنگ وائس!!! آئی ایم امپریسڈ."

"وہ تو بس ایسے ہی....." پریشے نے جھینپ کر منمناتے ہوئے چہرے پر آئے بالوں کو کانوں کے پیچھے کیا.

"چلیں ایسے ہی صحیح لیکن لڑکی میں ٹیلنٹ ہے." ارمان نے مسکراتے ہوئے کھلے دل سے تعریف کی تو پریشے جھینپ گئی.

"تھینکس!!" پریشے نے مسکراتے ہوئے کہا. پھر ساتھ ہی ڈائنگ ہال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی "ناشتہ!"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں! ناشتے کے لیے وقت نہیں ہے میرے پاس. میری ایک ضروری میٹنگ ہے. ہو سکتا ہے واپسی پر بھی لیٹ ہو جاؤں.....اور پلیز اگر ملک ولاز سے کوئی کال آئے تو مجھ سے ایک بار کنفرم کر لیجیے گا." ارمان نے آفس بیگ اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر جانے کے لیے مڑنے ہی والا تھا کہ پریشے نے آواز دے ڈالی.

"سنیں !!" اور یہ شادی کے ڈیڑھ ہفتے بعد پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ پریشے نے خود سے ارمان کو مخاطب کیا تھا اس بات پر ارمان کا حیران ہونا لازمی امر تھا. وہ حیرت سے پیچھے مڑا اور پریشے کی طرف دیکھنے لگا.

"میں نہیں جانتی کہ میرا آپ کے اور دادا صاحب کے معاملے میں دخل دینا ٹھیک ہے یا نہیں. پر میں اتنا ضرور جانتی ہوں کہ میں آپ کی بیوی ہی نہیں آپ کی ہم راز بھی ہوں آپ کے مشکل وقت میں آپ کا ہاتھ تھام کر آپ کا ساتھ دینا میرا فرض ہے.... میں نے بہت سوچ سمجھ کر ہی دادی جان سے ملک ولاز آنے کی بات کی تھی. میں نہیں چاہتی جو وقت آپ دونوں نے اپنی اپنی ناراضگیوں اور انا کی بھینٹ چڑھایا ہے وہ اب پھر سے ضائع ہو. محظ اس بات پر اپنے بڑوں سے معافی نہ مانگنا کہ وہ ہمیں معاف نہیں کریں گے یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟؟ غلطی ہم بچے نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا؟ اور ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ آپ کو نہ معاف کریں. ان کی جان ہے آپ میں."

پریشے نے بولتے بولتے سر اٹھا کر ارمان کر دیکھا جس کے چہرے پر ماضی کے سائے ایک ایک کر کے گزر رہے تھے. عجب سی شرمندگی اور افسردگی کے تاثرات تھے. وہ بس خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا. ارمان کے تاثرات نے پریشے کی ہمت بندھائی تو پریشے نے لوہا گرم دیکھ کر فوراً چوٹ کی.

"تب کی سمجھ آتی ہے مگر اب یہ مایا والے واقعے کے بعد بھی آپ نے خود کو اپنے عزیزوں سے دور رکھا ہوا ہے. کیوں..؟ محظ گلٹ میں...؟ چیزوں کو ان کے حال پر چھوڑ دینے سے وہ ٹھیک نہیں ہو جاتیں بلکہ ان کی وجہ سے رشتوں میں مزید فاصلے پیدا ہو جاتے ہیں اپنا قیمتی وقت اس حماقت کی نظر مت کریں. ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اسے مت جانے دیں. منا لیں اپنے دادا صاحب کو... مت اذیت دیں خود کو اور خود سے جڑے رشتوں کو... میں نہیں چاہتی کل کو آپ کو کسی بھی قسم کا پچھتاوا ہو کہ آپ کو معافی مانگنے کا بھی موقع نہیں ملا. آپ معافی مانگ کر تو دیکھیں! وہ آپ کو معاف بھی کریں گے, اپنے ساتھ بھی لگائیں گے اور "الو کا پٹھا" بھی کہیں گے."

پریشے نے بڑے دھیمے لہجے میں رسانیت کے ساتھ ارمان کو ساری بات سمجھائی تھی.
ارمان جس نے کبھی اپنی بہن سے بھی اس بارے میں کوئی بات نہیں کہی تھی نہ ہی اس کی بات سمجھی تھی آج کھڑا نہ صرف پریشے کو سن رہا تھا بلکہ سمجھ بھی رہا تھا. وہ یک ٹک اس سادہ لوح لڑکی کو دیکھے جا رہا تھا جو اس کے ساتھ جڑے ہر رشتے کی پرواہ کرتی تھی. پریشے نے بات کے اختتام پر مسکرا کر گویا اسے امید بندھائی تھی. ارمان آج صحیح معنوں میں اپنی غلطی پر سوچ رہا تھا اور اس کا چہرہ اس بات کا غماز تھا. ان دونوں کے درمیان ایک طویل خاموشی تھی جسے ارمان کے موبائل کی بیپ نے توڑا تھا. ارمان نے بے دھیانی میں کال کو یس کیا اور کان سے لگا لیا. کال آفس سے تھی.

"وعلیکم السلام!....جی؟" ارمان نا سمجھی کے انداز میں مخاطب ہوا. دوسری طرف ارمان کو میٹنگ کیلیے ریمائنڈ کروایا گیا تو جیسے ارمان ہوش میں آیا.

"اوہ....ہاں! میں بس نکل رہا ہوں تم باقی تیاری مکمل رکھو." کہنے کے ساتھ ہی ارمان نے موبائل پاکٹ میں ڈالا پھر ایک نظر پریشے پر ڈالی.

"اللہ حافظ !" ارمان آہستگی سے بولا اور دروازے کی جانب مڑ گیا.

"فی امان اللہ !" ارمان نے اپنے پیچھے پریشے کی دھیمی آواز سنی.

****

وہ بیڈ پر چت لیٹی مسلسل پر سوچ نظروں سے چھت کو گھور رہی تھی. اس کی سوچوں کا مرکز ارمان ہی تھا. سارہ ٹھیک کہتی ہے وہ جیسا دکھتا ہے ویسا ہے نہیں بظاہر وہ خود کو ایک بہت لاپرواہ شخص شو کرواتا ہے پر وہ بہت حساس ہے. کل جو پریشے نے اپنے لیے ارمان کے اندر کنسرن دیکھا تھا وہ اسے اندر تک خاموش کروا گیا تھا. کس طرح وہ اس کی ہر بات تحمل سے سن رہا تھا, اس کے گنگنانے پر اسے داد دے رہا تھا. سب سے بڑھ کر اسے عزت دیتا ہے. کتنا اچھا لگتا ہے کہ جب آپ کی کوئی پرواہ کرے اور آپ کے بغیر کھانا بھی نہ کھا سکے.

"کیا وہ مجھے پسند کرنے لگے ہیں.؟

یہ خیال آتے ہی پریشے کے لبوں کو ایک شرمگیں مسکان نے چھو لیا تھا. پریشے نے بارہا ارمان کو اپنی طرف دیکھتے پایا تھا. کئی بار تو وہ پریشے کے دیکھنے پر نظریں چرا لیتا اور کئی بار تو دیکھتا ہی رہتا یہاں تک کہ پریشے کو نظریں جھکانا پڑ جاتیں. جو بھی تھا اسے یہ نظروں کی آنکھ مچولی اچھی لگتی تھی. اگر ان کے درمیان میاں بیوی والی بے تکلفی نہیں تھی تو پہلے دن والی اجنبیت بھی نہیں تھی.

****

رات نو بجے ارمان کی گاڑی پورچ میں آ کر رکی تھی. وہ اپنے کہے کے مطابق آج میٹنگ کے باعث دیر سے پہنچا تھا. گاڑی لاک کرتے ہوئے اس نے ایک نظر شہروز کی گاڑی پر ڈالی پھر اندر کی جانب قدم بڑھا دیئے تھے. لاونج میں قدم رکھتے ہی اس کے کانوں میں پریشے کا کھلکھلاتا قہقہ ٹکرایا تھا. وہ شہروز کی سارہ کے ساتھ ہونے والی نوک جھوک سے محظوظ ہو رہی تھی.

"اسلام علیکم !"ارمان نے سب کو متوجہ کرنے کیلئے ایک بشاشت سے بھرپور سلام کیا.

"وعلیکم السلام !!!"سب نے یک زبان بڑی گرم جوشی سے سلام کا جواب دیا اور پھر خود ہی اپنی اس حرکت پر ہنس پڑے تھے. لاونج میں موجود تینوں نفوس کے فریش موڈ نے ارمان پر خاصا خوشگوار اثر ڈالا تھا.

"بڑے موڈ میں ہیں سب...."ارمان نے مسکرا کر بیگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا.

"جی بالکل !کیونکہ ابھی آپ کی پیاری بہنا نے ہماری کلاس لی ہے....اور میں کافی ہلکا پھلکا محسوس کر رہا ہوں."شہروز کے شرارتی انداز پر ارمان مسکرائے بغیر نہ رہ سکا تھا.

"چلیں بس ہم ٹیبل سیٹ کرنے لگیں ہیں...ارمان جلدی سے فریش ہو کر پہنچو."
سارہ عجلت میں بولتے ہوئے پریشے کو لے کر کچن میں چل دی.

تھوڑی ہی دیر میں ارمان تازہ دم ہو کر ڈائینگ ٹیبل پر پہنچا تو انواع واقسام کی ڈشز ٹیبل پر سجی ہوئیں تھیں جسے دیکھ کر ارمان حیرت کا اظہار کیے بناء نہ رہ سکا.

" خیر ہے.... اتنا سب کون کھائے گا؟"

"آپ دونوں کھائیں گے کیونکہ میں نے اور پری نے بہت محنت اور خلوص کے ساتھ بنایا ہے."سارہ جھٹ بولی

"ارمان تمہیں پتہ ہے ہم جب سے یہاں آئیں ہیں یہ دونوں خواتین مل کر کچن میں نئی نئی ڈشز ٹرائے کرتی رہی ہیں. اور اب ان کا ٹیسٹ ہم پر ہونے والا ہے."شہروز شام سے اب تک کی کاروائی بڑے شرارت بھرے انداز میں سنا رہا تھا.

"پھر تو آج اللہ خیر ہی کرے."ارمان کے بے ساختہ کہنے پر دونوں قہقہ لگا کر ہنس پڑے.

"اچھا بس بس !اب ہمیں یہ کھا کر بتائیں کہ کیسا لگا..."سارہ نے کھانے کے مختلف ڈونگے ارمان اور شہروز کے آگے رکھتے ہوئے کہا.

سب نے باری باری ہر چیز چکھی تھی اور خوب سیر ہو کر کھایا تھا.ارمان کھاتے وقت وقتاً فوقتاً پریشے کو بھی دیکھتا رہا تھا جس نے پیچ اور گرے امتزاج کا جدید تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا اور بال آگے کو کھول رکھے تھے.یہ رنگ پریشے کی رنگت پر بہت دمک رہا تھا.وہ شہروز کی باتوں پر مسلسل مسکرائے جا رہی تھی جو وہ سارہ کو تنگ کرنے کے لیے کہہ رہا تھا جواب میں سارہ کوئی کرارہ سا جواب دیتی تھی کہ سبھی ہنس پڑتے تھے.یونہی ایک خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا.

"اچھا تو اب آپ دونوں باری باری بتائیں کہ سب سے زیادہ اچھا کیا لگا.یہ آپ دونوں کا چھوٹا سا ٹیسٹ ہے."سارہ ترنگ میں آکر بولی.

"بھئی اس میں ٹیسٹ والی کیا بات ہے ؟ سبھی کچھ بہت اچھا بنا تھا...... لزانیہ، چکن منچورین، فرائیڈ رائس, کڑی اور گولا کباب. "شہروز نے ایمانداری سے ہاتھ اٹھا کر پورے انصاف سے تعریف کی تو دونوں رازداری سے مسکرا اٹھیں.

"ویسے یہ کیا چکر تھا ؟ چائنیز کے ساتھ دیسی..... یہ تو اچھے بھلے بندے کو کنفیوز کرنے والی بات تھی کہ وہ کیا چھوڑے اور کیا کھائے. "شہروز کو اس منطق کی سمجھ نہ آئی تو پوچھے بغیر نہ رہ سکا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

"ارے یہی تو اصلی ٹیسٹ تھا خیر آپ چھوڑیں ارمان تم بتاؤ دیسی فوڈ یا چائنیز ؟"سارہ شرارت سے ہنستے ہوئے پہلے شہروز کو بولی پھر ارمان سے مخاطب ہوئی جو براؤنی کھانے میں مصروف تھا. کھاتے کھاتے ارمان ایک پل کے لیے رکا پھر ایمانداری سے بتانے لگا.

"ہر چیز ایک لیول پر تھی. مجھے تو بہت مزہ آیا ڈنر کا پر سب سے زیادہ مزہ دیسی فوڈ کا آیا تھا. مجھے نہیں پتہ کڑی کا آئیڈیا کس کا تھا پر جس کا بھی تھا ایک دم لاجواب تھا. اور گولا

کباب.......(ایک پل کو آنکھیں اوپر اٹھا کہ مزہ لیا اور پھر بولا) It was !!
"bomb

ارمان نے کافی دیر بعد دیسی فوڈ سے انصاف کیا تھا جبکہ چائنیز اور اٹالین کھانے تو وہ کھاتا ہی رہتا تھا اس لیے اس کے نزدیک دیسی فوڈ چائنیز پر نمبر لے گیا تھا.

"ہاں ہاں! اب بیوی کے ہاتھ کا کھانا ہی اچھا لگے گا ناں...."سارہ نے مصنوعی خفگی سے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے خالصتا ساس والے انداز میں کہا.

"کیا مطلب؟"ارمان نے نا سمجھی کے انداز میں کہا.

"مطلب یہ کہ جو کڑی آپ مزے لے لے کر کھا رہے تھے وہ آپ کی زوجہ محترمہ نے بنائی تھی جو بقول آپ کے ہر ڈش سے زیادہ نمبر لے گئی ہے...." سارہ کے بتانے پر جہاں ارمان کھسیانہ سا ہو گیا تھا وہیں پریشے بھی جھینپ سی گئی تھی جس پر سارہ اور شہروز دونوں مسکرا اٹھے تھے.

ارمان اپنی صفائی میں کیا کہتا کھسیانہ سا ہو کر اپنی پلیٹ پر ہی جھک گیا تھا اور وہاں اپنے پکے کھانے کی ارمان سے اتنی تعریف سن کر پریشے کی ساری محنت وصول ہو گی تھی. پھر تھوڑی ہی دیر بعد سارہ اور شہر وز گھر کے لیے روانہ ہو گئے تھے. پریشے اور ارمان دونوں کو پورچ تک چھوڑنے آئے تھے. پورچ سے گاڑی نکلنے کے بعد ارمان نے ایک نظر بھر کے سجی سنوری پریشے کو دیکھا پھر ہوا میں گہرا سانس خارج کرتے ہوئے کہا.

"کیا خیال ہے واک کریں؟"

"ہوں... پر آپ کو تو ہلکا سا فلو ہے کہیں مزید ٹھنڈ نہ لگ جائے؟" پریشے کے کہنے پر ارمان نے اس کے لہجے میں بیوی والی تشویش کو واضح محسوس کیا تھا.

"ہاں تو علاج کے لیے میرے ساتھ ایک عدد ڈاکٹر موجود ہے." ارمان نے پریشے کی تشویش کے جواب میں اس کے ڈاکٹر ہونے کو ہی جواز بنالیا تو پریشے اس کی شرارت سمجھ کر مسکرادی.

دونوں واک کرتے ہوئے مین سٹریٹ تک آ گئے تھے. رات گیارہ بجے کا وقت تھا. علاقہ کافی گنجان آباد تھا مگر رات کے اس پہر خاموشی کا راج تھا. اکا دکا ٹریفک گزر رہی تھی. انہوں نے بہت آہستگی سے واک کرتے ہوئے گھر کی طرف قدم موڑ لیے تھے. تب سے اب تک ان میں کوئی گفتگو نہ ہوئی تھی. بس ایک معنی خیز خاموشی تھی. وہ خاموش تھے پر انہیں ایک دوسرے کے ساتھ یوں خاموشی سے چلنا بہت اچھا لگ رہا تھا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کن اکھیوں سے ساتھ چلتے ارمان کو دیکھ رہی تھی. جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے نیچے سر کو جھکائے چل رہا تھا اچانک ہی ارمان نے سر اٹھا کر پریشے کو دیکھا تو اس نے فوراً نظریں گھما لیں جس پر ارمان کے لب بے ساختہ مسکرا اٹھے تھے. ان کے درمیان پھیلی خاموشی پریشے کو اب کاٹنے کو دوڑ رہی تھی.

ان کے درمیان پھیلی خاموشی پریشے کو اب کاٹنے کو دوڑ رہی تھی. جس سے گھبرا کر اس نے بات کرنے میں پہل کی.

"آپ کی میٹنگ کیسی رہی؟ "

یہ ان کے درمیان ہونے والی پہلی گفتگو تھی ورنہ پوری واک کے دوران اب تک دونوں خاموش تھے.

"بہت اچھی!! صرف آپ کی وجہ سے."ارمان نے تشکر بھرے انداز میں پریشے سے مسکراتے ہوئے کہا.

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میری وجہ سے؟؟"پریشے نے نا سمجھی کے انداز کہا .
وہ دونوں چلتے چلتے ایک دم رک گئے تھے.

"ہاں بھئی! تمہاری وجہ سے.... تم نے جس طرح مجھ سے دادا صاحب اور میرے متعلق کلیر کٹ بات کی, جو خدشات سامنے رکھے, جس طرح سے مجھے مثبت امید دلائی میں سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا. دراصل میں نے شرمندگی کی وجہ سے اس بارے

میں سوچنا چھوڑ دیا تھا. اپنے رشتے کو وقت اور حالات پر چھوڑ کر میں اپنا بہت بڑا نقصان کرنے چلا تھا. صبح آفس جاتے ہوئے سارے راستے میں اس بارے میں سوچتا گیا اور پھر ایک فیصلہ کر کے پر سکون ہو گیا. اس کے بعد میٹنگ بھی کامیاب رہی اور اب میں اپنے آپ کو ہلکا محسوس کر رہا ہوں صرف اور صرف تمہاری وجہ سے "...

ارمان اچانک آپ سے تم پر آ گیا تھا. اس نے بے تکلف ہو کر پریشے سے کھل کر بات کی تھی اور پوری ایمانداری سے سارا کریڈٹ بھی اسے دیا تو پریشے نے جھینپ کر سر جھکا دیا. چلنے کا سلسلہ ایک بار پھر شروع ہو چکا تھا.

"تو پھر کیا فیصلہ کیا آپ نے؟" یاد آنے پر پریشے نے ایک دم سر اٹھا کر سوال کیا. ارمان نے ایک نظر پریشے کو دیکھا پھر سامنے دیکھتے ہوئے بولنے لگا.

"میں اب دادا صاحب کے پاکستان آنے کے بعد "ملک ولاز" جاؤں گا اور مزید وقت ضائع کیے بغیر انہیں منالوں گا".

"بہت اچھا فیصلہ کیا آپ نے (پھر کچھ توقف کے بعد بولی) بھابھی بتا رہی تھیں کہ دادا صاحب کی طبیعت میں پروگریس کے تحت انہیں چھٹی مل گئی ہے. اب وہ ایک ہفتے کی بجائے پرسوں ہی آ رہے ہیں ".

پریشے ارمان کے اندر مثبت بدلاؤ پر خوش تھی. وہ آہستہ آہستہ اپنے خودساختہ خول سے باہر آ رہا تھا. ارمان نے اس معاملے سنجیدگی انا اور بے حسی کا جو لبادہ اوڑھ رکھا تھا اب وہ اتر رہا تھا .

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو پھر ہم پرسوں ہی "ملک ولاز" جائیں گے.... تم دادی جان کو فون کر کے بتا دینا. میں اب ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں کرنا چاہتا." ارمان نے فیصلہ کن انداز میں پریشے سے کہا.

صحیح کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تب تک انسان کی مدد نہیں کرتا جب تک کہ وہ خود کوشش نہ کرے. ارمان نے یہ کام اپنی ذات کے محاسبے سے شروع کیا تھا اور اب وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے سوچ کے کتنے مراحل طے کر گیا تھا. اس کے لیے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو

گئی تھی اور جو بے سکونی اس کی طبیعت میں تھی اس کی اب رمق بھی دیکھائی نہیں دے رہی تھی.

ارمان نے یک ٹک اپنی طرف دیکھتی ہوئی پریشے کے آگے ہاتھ لہرایا جو کسی سوچ میں گم تھی.

"میں نے کچھ غلط کہا کیا؟....پرسوں صحیح رہے گا ناں؟"ارمان کے ہاتھ ہلا کر متوجہ کرنے پر پریشے خجل سی ہو گئی پھر اپنی سوچوں پر قابو پاتے ہوئے بولی

"جی بالکل! میں کل ہی دادای جان کو اطلاع دے دوں گی." پریشے نے مسکرا کے کہتے ہوئے آگے کی جانب قدم بڑھادیئے کیونکہ گھر آچکا تھا.پریشے ابھی دو ہی قدم آگے چلی تھی کے ارمان کو اپنے ساتھ نہ پاکر ٹھٹک کر پیچھے مڑی تھی.ارمان وہیں پیچھے کھڑا پرسوچ نظروں سے غیر مرئی نکتے کو دیکھتا الجھن کا شکار لگ رہا تھا.پریشے نے استفہامیہ نظروں سے ارمان کو دیکھا جس کے چہرے پر کشمکش کے آثار تھے.

"اگر دادا صاحب نے مجھے معاف نہ کیا تو؟؟؟" ارمان کی سرسراتی آواز پریشے کے کانوں سے ٹکرائی تھی. آواز اتنی مدھم تھی کہ پریشے بامشکل سن پائی.

وہ دونوں پورچ میں قدرے فاصلے پر کھڑے تھے. ارمان کے سوال پر پریشے واپس دو قدموں کا فاصلہ طے کرتے ہوئے اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور پھر گہری سانس بھرتے ہوئے آہستگی سے بولی.

"چیزیں کبھی بھی ایک جھٹکے میں ٹھیک نہیں ہوتیں پھر چاہے وہ رشتے ہو یا حالات انہیں ٹھیک ہونے میں ہمیشہ وقت لگتا ہے.......ہو سکتا ہے پہلی بار میں ان کا ردعمل اچھا نہ ہو, دوسری بار بھی نہیں پر تیسری بار میں تو مانے گے ناں! ہمیں بس ہمت نہیں چھوڑنی اور سب سے بڑی بات! جب ہم ان کے ساتھ رہیں گے نہ تو وہ آپ کو دیکھ کر خود بخود پگھل جائیں گے. بس یہ وقتی ناراضگیاں ہیں جو آپ کے وہاں جانے سے دم توڑ دیں گی".

پریشے پہلی باریوں ارمان کے روبرو کھڑے ہو کر اسے سمجھا رہی تھی. اسے اس وقت ارمان کسی بچے سے کم نہیں لگ رہا تھا جو اپنے دوست کے سامنے خدشے ظاہر کر رہا تھا. ارمان نے اچانک پریشے کے دونوں ہاتھ تھام لیے تو پریشے کو ایسے لگا کہ جیسے پورے جسم میں برقی دوڑ گئی ہو.

"باباجان کے بعد تم وہ پہلی انسان ہو جس نے نہ صرف مجھے سنا, مجھے سمجھا, بلکہ مجھے سمجھایا بھی ہے. باباجان میری سٹرینتھ ہوا کرتے تھے جس طرح تم نے مجھے صحیح فیصلہ کرنے میں مدد دی ہے اس سے مجھے تم میں اپنی سٹرینتھ فیل ہوئی ہے.... کیا تم میری سٹرینتھ بنو گی؟"

ارمان نے پر امید نظروں سے ایک جذب کے عالم میں پریشے کے دونوں ہاتھ تھام کر براہ راست اس سے پوچھا تو وہ ارمان کے لمس پر سرخ پڑتی نظریں جھکا گئی تھی. اسے ارمان سے ایک دم ڈھیروں شرم محسوس ہوئی تھی. ارمان اس کے جواب کا منتظر تھا جو شرمائی شرمائی سی نظریں جھکائے کھڑی تھی. ارمان نے اس کے دونوں ہاتھوں پر ہلکا سا دباؤ ڈالتے ہوئے ایک بار پھر پوچھا تھا.

www.neweramagazine.com

Email: Neramag@gmail.com

"دو گی میرا ساتھ؟ "

ارمان کی سرگوشی سے پریشے کا دل یک بارگی زور سے دھڑکا. اس نے آہستگی سے نظریں اُٹھائیں تو ارمان کو اپنی طرف پرامید نظروں سے دیکھتا پایا. پریشے نے ایک شرمگیں مسکراہٹ کے ساتھ آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا.

"آپ مجھے ہر قدم پر ہر موڑ پر اپنے ساتھ پائیں گے. انشاءاللہ!!" پریشے نے بمشکل اپنے دھڑکتے دل پر قابو پاتے ہوئے ایک عزم سے ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جہاں کئی قندیلیں روشن ہو چکی تھیں اور وہ بہت دلکشی سے مسکرادیا تھا. جس کی تاب نہ لاتے ہوئے پریشے اپنے دونوں ہاتھ چھڑا کر یہ کہتے ہوئے لاونج کا دروازہ عبور کر گئی کہ

"آپ فریش ہو جائیں میں آپ کے لیے کافی لاتی ہوں".

اور ارمان کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی تھی.

"تھینک یو بابا جان " !

ارمان نے مسکرا کر اوپر آسمان کی جانب چہرہ کرتے ہوئے آہستگی سے کہا اور پھر خود بھی اندر کی جانب قدم بڑھا دیئے.

****

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح ناشتے کے بعد پریشے نے پہلی فرصت میں دادی جان کو فون کر کے اپنے اور ارمان کے "ملک ولاز "آنے کی اطلاع دی تھی. وہ اس وقت لندن ایئرپورٹ تھیں جب پریشے نے ان کو یہ خوش خبری سنائی. دادی جان کے تو پاؤں خوشی سے زمین پر نہیں ٹک رہے تھے ان کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسی وقت اڑ کے پاکستان پہنچ جائیں. دادی جان نے پریشے کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے ہوئے فون رکھ دیا. دادی جان کے بعد پریشے نے سید ھا سارہ کو فون کر کے اطلاع دی تھی جو کہ دادا صاحب کی لندن

واپسی پر ان سے ملنے ایک دن پہلے ہی "ملک ولاز" کے لیے نکل چکی تھی اور اس وقت راستے میں تھی.

"پریشے... تم.... تم... تم سچ کہہ رہی ہو نہ؟ میں غلط تو نہیں سن رہی؟" سارہ نے خوشی اور حیرانگی کے مارے بے ربط جملوں میں کہا.

"جی بھابھی! بالکل سچ.... ہم اب کل نکلیں گے "ملک ولاز" کے لیے." پریشے نے اپنی آمد کے بارے میں سارہ بھابھی کو یقین دہانی کرائی تو وہ خوشی کے مارے رو پڑیں.

"مجھے سمجھ نہیں آرہا کیسے تمہارا شکریہ ادا کروں.. تم. " ....

سارہ نے روتے ہوئے چپ ہونے کی ناکام کوشش کی جس پر شہروز نے سارہ کے ہاتھ سے فون لے کر لاؤڈ-اسپیکر آن کرتے ہوئے کہا.

"ارے بھئی !!اچھی تم نے خوشی کی خبر دی ہے کہ میری چہکتی ہوئی بیوی اب چھکوں پھکوں رو رہی ہے".

شہروز اس وقت ڈرائیو کر رہا تھا.جب پریشے کی کال آئی.ارمان کے واپس آنے کا سن کر سارہ حیرت اور خوشی سے رونے لگ گئی تو شہروز گھبرا گیا.اس لیے اس نے ڈرائیو کرتے کرتے ایک ہاتھ سے فون لے کر اسے لاؤڈ-اسپیکر پر کر دیا تھا.

"پری میری جان....اللہ تمہیں بہت خوشیاں نصیب کرے تم نے ایک ٹوٹا ہوا خاندان واپس ملایا ہے....دل خوش کر دیا تم نے میرا.باباجان کی کتنی خواہش تھی یہ.....سچ جو مانگو گی ملے گا."سارہ نے ممنونیت بھرے انداز میں کہا.

"انعام میں زیادہ کچھ نہیں...بس ایک عدد بھتیجا یا بھتیجی دے دیں." پریشے نے شرارت سے کہتے ہوئے قہقہ لگایا اور متوقع ردعمل جان کر فون بند کر دیا.تو سارہ اور شہروز ایک دم جھینپ کے بے ساختہ کہہ اٹھے.

"شریر"

سارہ شرما گئی جبکہ شہروز دبی دبی ہنسی ہنس دیا.

فون رکھنے کے بعد پریشے نے پہلے بکھرا ہوا سامان سمیٹا, فاطمہ کے ساتھ مل کر صفائی کی اور پھر پیکنگ میں لگ گئی. اس نے آئندہ آنے والے دنوں کے پیشِ نظر بہت اندازے سے اپنی اور ارمان کی پیکنگ کی تھی. وہ شادی کے بعد پہلی بار اپنے سسرال جا رہی تھی ورنہ شادی سے پہلے تو وہ سب سے مل چکی تھی لیکن تب ان رشتوں کی نوعیت اور تھی. تسلی سے پیکنگ کے بعد جب ٹائم دیکھا تو دوپہر کے دو بج رہے تھے. بھوک تو اس کو ویسے ہی نہیں تھی اوپر سے کھانے کا ٹائم بھی نکل چکا تھا اس لیے موسم کی مناسبت سے پریشے نے چکن پکوڑوں کے ساتھ املی کی چٹنی اور چپس تیار کر لی تھیں. صبح سے ہی موسم ابر آلود ہو رہا تھا اور اب موسلا دھار بارش ہو رہی تھی. ابھی وہ سب تیار کر کے فارغ ہوئی ہی تھی کہ باہر ہارن ہوا اور ارمان کی گاڑی پورچ میں آر کی. پریشے ہاتھ صاف کرتے لاونج میں آئی، ٹائم دیکھا تو گھڑی دوپہر کے تین بجا رہی تھی. تھوڑی ہی دیر میں ارمان ملازم سمیت دونوں ہاتھوں میں ڈھیروں ڈھیر شاپنگ بیگز تھامے اندر داخل ہوا.

"شیرو بابا!! سامان یہاں رکھ دیں...."ارمان نے ملازم کو اشارے سے سامان رکھنے کو کہا تو ملازم سامان رکھ کر واپس چلا گیا.

"اب خالی ہاتھ جاتا اچھا نہیں لگوں گا. ویسے بھی اتنی دیر بعد جا رہا ہوں سوچا سب کے لیے شاپنگ کر لوں."

ارمان نے پریشے کو اپنی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتا پایا تو بقایہ بیگز ہاتھ سے رکھتے ہوئے مصروف سے انداز میں وضاحت دی.

"بہت اچھا کیا آپ نے..." پریشے نے خوشدلی سے کہا.

(پھر کچھ توقف کے بعد ٹائم دیکھتے ہوئے بولی)

"کھانا لگاؤں آپ کے لیے؟"

"شاپنگ کے چکر میں لنچ کا خیال بھی نہیں رہا...اب بھوک تو نہیں ہے بس اگر ایک کپ اچھی سی چائے مل جائے تو...."ارمان نے بولتے بولتے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑ دیا.

"آپ فریش ہو جایئے میں بس ابھی لائی."پریشے ارمان سے کہتے ہوئے واپس کچن میں چل دی.

چولہے پر چائے کا پانی رکھ کر وہ ٹرالی میں چائے کے ساتھ پیش کیے جانے والے دیگر لوازمات سیٹ کرنے لگی اور پھر چائے تیار کر کے وہ ٹرالی گھسیٹتی ہوئی لاؤنج میں لائی تو ارمان سلائیڈ ونڈو کھولے کھڑا تھا جہاں سے ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی. پریشے ارمان کو جس حالت میں چھوڑ کے گئی تھی وہ اب بھی اسی حالت میں تھا بس اس نے کوٹ اتار کے صوفے کی پشت پر ڈال دیا تھا.

"چائے تیار ہے!"پریشے نے ارمان کو آواز دے کر متوجہ کیا جو اپنے ہی خیالات میں محو کھڑا تھا.

پریشے کے بلانے پر وہ چونک کے متوجہ ہوا اور پھر دھیرے دھیرے چلتا ہوا صوفے پر آ بیٹھا.

"واؤ!! چکن پکوڑے.... یونو؟(تم جانتی ہو؟)میں نے یہ دیسی سنیکس اتنے مس کیے امریکہ میں اور پھر جب یہاں آیا تو اپنے ہی مسئلوں میں گھرا رہا ان سب کے لیے وقت ہی نہیں ملا."ارمان نے لوازمات سے سجی ٹیبل دیکھی تو بشاشت سے بتاتے ہوئے ایک دم پھیکا پڑ گیا.

جس پر پریشے نے اس کا دھیان بٹانے کے لیے بھاپ اڑاتا چائے کا مگ اس کے آگے کر دیا تھا.

"سکون مل گیا!!"ارمان نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا.

دراصل شاپنگ نے اس کو تھکا دیا تھا.چونکہ دوپہر کا کھانا ارمان نے بھی گول کر دیا تھا اس لیے اب خوب ڈٹ کے اس نے چپس اور چکن پکوڑوں سے انصاف کیا تھا.اس دوران اس نے پریشے سے ادھر ادھر کی ہلکی پھلکی گفتگو بھی کی.وہ اب بے تکلفی سے اس کے ساتھ تقریباً ہر بات شئیر کے لیتا تھا اور پریشے بھی ایک اچھی دوست کی طرح نہ صرف اس کی بات سنتی تھی بلکہ اظہار رائے بھی دیتی تھی.

"اوہ نو!! میں کیسے بھول گیا ابھی تو پیکنگ بھی کرنی ہے....."ارمان کو یاد آیا تو چائے پیتے پیتے کپ رکھ کر ایک دم کھڑا ہو گیا.وہ بھول گیا تھا کہ اب اس کی مدد کو ایک عدد بیوی بھی موجود ہے.

"پیکنگ تو میں نے کرلی ہوئی ہے.....بس آپ ایک نظر دیکھ لیں کہ کچھ رہ نہ گیا ہو." پریشے نے پلیٹیں ٹرالی میں رکھتے ہوئے کہا.

"رئیلی...؟؟امیزنگ....!! "ارمان نے بھنویں اچکاتے ہوئے متاثر کن انداز میں کہا.شاید اسے پریشے سے اتنی پھرتی کی امید نہیں تھی.

"پری!"

پریشے ٹرالی گھسیٹتی ہوئی کچن کی جانب مڑی تو اسے اپنے عقب میں ارمان کی گھمبیر آواز سنائی دی. ارمان نے پہلی بار پریشے کو اس کے نک نیم سے بلایا تھا. پریشے کو آج سے پہلے اپنا نک نیم اتنا اچھا نہیں لگا تھا جتنا ارمان کے بلانے پہ لگا تھا.

وہ ارمان کی پکار پر مڑے بغیر گردن کو ہلکا سا دائیں جانب موڑ کے کھڑی ہو گئی. جیسے اس کے کچھ کہنے کی منتظر ہو.

"تھینکس...!!" ارمان نے پر خلوص انداز میں کہا.

"اینی تھنگ فوریو !(تمہارے لیے کچھ بھی)"

پیچھے مڑ کر ایک اپنائیت بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے پریشے نے ٹرالی گھسیٹتے ہوئے کچن کی جانب قدم بڑھا دیئے تھے. ارمان نے اتنی دور سے بھی اس کی آنکھوں کے بدلتے رنگ اور لہجے کی اپنائیت کو پورے دل سے محسوس کیا تھا. اسے تو اول روز سے اس کے خلوص پر شک نہیں تھا بس ایک حد سی قائم تھی دونوں کے درمیان.

ارمان نے دھیمے سے مسکراتے ہوئے شاپنگ بیگز اٹھائے اور کمرے کی جانب قدم بڑھا دیئے.

****

صبح کا سورج ارمان کے لیے امید کی نئی کرنیں لایا تھا. وہ بہت پر عزم تھا. صبح ناشتے کے دوران دادی جان کا فون آیا تھا وہ کل رات ہی "ملک ولاز" پہنچے تھے. پریشے نے خود فون سننے کی بجائے لاؤڈ-اسپیکر آن کر دیا تھا تا کہ ارمان بھی آسانی سے دادی جان کے ساتھ ہونے والی گفتگو سن سکے. جبکہ ناشتہ کرتا ہوا ارمان پریشے کی اس حرکت سے بے خبر تھا. دادی جان کے ہیلو کرنے پر ارمان نے رک کر پہلے فون کو اور پھر پریشے کی جانب دیکھا جو پہلے ہی ارمان کی طرف ہی دیکھ رہی تھی. پریشے نے نظروں کی جنبش سے موبائل کی جانب اشارہ کر کے ارمان کو فون پر دادی جان سے بات کرنے کو کہا. ارمان نے ایک پل کو سوچتے ہوئے گلا کھنکارتے ہوئے شروعات کی.

"اسلام علیکم دادو....!!"ارمان نے نہایت مدھم پر واضح لہجے میں کہا.

"ارمان؟"دادی جان کی آواز میں بے یقینی تھی.

ارمان نے ایک نظر رک کر پریشے کو دیکھا جو میز پر بڑے رسان سے کہنی ٹکائے ہتھیلی پر اپنا چہرہ جمائے ارمان اور دادی جان کی گفتگو سن رہی تھی.

"جی دادو میں ارمان..... کیسی ہیں آپ؟"ارمان لہجے میں بشاشت بھر کے بولا. کیسی عجیب بات تھی وہ ارمان جو بلا تکلف، بلا تکان اپنی دادو سے ڈھیروں باتیں کیا کرتا تھا.

آج اسے بات کرتے جھجھک محسوس ہو رہی تھی اور الفاظ کا چناؤ بھی مشکل لگ رہا تھا کیونکہ عرصے بعد وہ ایسے فون پر اپنی دادو سے بات کر رہا تھا جن کا وہ نا چاہتے ہوئے بھی دل دکھا گیا تھا.

"دادو کی جان !! میں صدقے... میرا بچہ ! میں بالکل ٹھیک ہوں.... میرا شہزادہ کیسا ہے؟" دادی جان نے فون پر ارمان کی بلائیں لیتے ہوئے نہایت محبت سے پوچھا.

دادی جان کی اتنی محبت پر ارمان دھیمے سے مسکرایا اور پھر بولا

"آپ کا شہزادہ بھی ٹھیک ہے."

"اللہ کا شکر ہے... تم لوگ کب تک نکلو گے؟"

دادی جان نے بے ساختہ اوپر دیکھتے ہوئے تشکر سے کہا اور پھر کچھ توقف کے بعد ان کے آنے کے بابت دریافت کیا.

"بس ناشتہ کرنے کے بعد تیار ہو کر نکلتے ہیں." ارمان نے گلاس میں جوس انڈیلتے ہوئے کہا.

" اچھا چلو ٹھیک ہے.." (پھر کچھ توقف کے بعد بولیں)

"ارمان ایک ریکویسٹ ہے بیٹا اگر تمہیں ٹھیک لگے تو...."

دادی جان نے جھجھکتے ہوئے پوچھا. جس پر بے ساختہ ارمان اور پری نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا.

"ریکوسٹ کیوں دادو؟ آپ حکم کریں..."

دادی جان کے اس طرح جھجھکنے سے ارمان پر گھڑوں پانی گر گیا.

"جیتے رہو بیٹا!! وہ دراصل بچوں (سارہ، ریحان، سحر) اور میری دلی خواہش ہے کہ تم اور پریشے شادی والے جوڑے میں "ملک ولاز" آؤ. پریشے پہلی بار سسرال آ رہی ہے تو میں چاہتی ہوں کہ ساری رسمیں دھوم دھام سے ہوں. "دادی جان کے پوچھنے پر ارمان نے سوالیہ نظروں سے پریشے کی جانب دیکھا جس نے اثبات میں سر ہلا دیا.

"جیسا آپ چاہیں دادو....اور کچھ؟" ارمان نے تابعداری سے کہتے ہوئے جوس کا گلاس لبوں سے لگا لیا.

"اور کچھ نہیں...اللہ تم دونوں کو صدا خوش رکھے آمین. بس تم دونوں اب جلدی سے "ملک ولاز" پہنچو ہم سب انتظار کر رہے ہیں." دادی جان نے محبت سے کہا.

"آمین!" پریشے کی سرگوشی ارمان نے صاف سنی تھی.

"ٹھیک ہے دادو جان... اللہ حافظ!" ارمان نے الوداعیہ کلمات ادا کیے.

"پریشے کو سلام دینا میرا.... خیریت سے آؤ میرے بچو. اللہ حافظ." دادی جان نے پر شفیق انداز میں تاکید کرتے ہوئے فون بند کر دیا.

ناشتہ تو تقریباً دونوں کا ساتھ ساتھ ہو ہی گیا تھا اب دونوں تیار ہونے چل دیے تھے. فاطمہ نے مستعدی سے ناشتے کے برتن سمیٹ کر دھوئے تھے کیونکہ سارا گھر لاکڈ ہونا تھا اور فاطمہ نے اپنے کوارٹر میں ہونا تھا اس لیے وہ ساتھ ساتھ کے ساتھ پھیلاوا سمیٹ رہی تھی.

ارمان کو دوبارہ شادی کے جوڑے میں تیار ہونا نہایت بے تکا لگا تھا پر وہ اپنوں کی خوشی کا سوچ کر چپ ہو گیا تھا کیونکہ اب وہ کوئی بدمزگی افورڈ نہیں کر سکتا تھا. ارمان وارڈ روب سے شیروانی نکال کر چینج کر چکا تھا اور اب خوشبوؤں میں بسا، نکھرا نکھرا سا آئینے کے سامنے جیل سے بال سیٹ کر رہا تھا. جبکہ پریشے لہنگے کے ساتھ میچنگ جیولری اور ہیلز نکالنے میں مصروف تھی. یونہی ارمان پر نظر پڑی تو بے اختیار چاروں قل پڑھ کے ارمان پر پھونک دیئے.

دراز قد پر کالی شیروانی، کلائی میں قیمتی گھڑی، گھنی سیاہ مونچھوں تلے عنابی ہونٹ اس پر مستزاد اس کی ہلکی بڑھی داڑھی جو اس کی شخصیت کو چار چاند لگا رہی تھی. وہ پوری شان کے ساتھ آئینے کے سامنے کھڑا جیل سے بال سیٹ کر رہا تھا.

ارمان نے سرسری سا آئینے میں سے پریشے کی جانب دیکھا تو اس کے تیزی سے حرکت کرتے ہاتھ دھیمے پڑے تھے کیونکہ پریشے یک ٹک بڑی محویت سے ارمان کو تیار ہوتا دیکھ رہی تھی. ارمان کی نظریں خود پر مرکوز دیکھ کر پریشے کا اچانک سکتہ ٹوٹا تو وہ ایک دم سٹپٹا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور جلدی سے لہنگا تھام کر باتھ روم میں گھس گئی. ارمان پریشے کی اس حرکت پر زیر لب مسکرا کے ہی رہ گیا تھا جبکہ پریشے کپڑے چینج کرتے ہوئے مسلسل خود کو اس حرکت پر کوس رہی تھی.

"ارمان کیا سوچتے ہوں گے ؟؟ میں بھی ناں....."

اپنی چوری پکڑے جانے پر پریشے کافی خجل سی ہو گئی تھی. وہ کپڑے بدل کر باہر نکلی تو ارمان تیار ہو کر باہر لاؤنج میں جا چکا تھا. لہنگے کے ساتھ کی میچنگ جیولری دوبارہ پہننے کے خیال سے پریشے کو الجھن ہو رہی تھی. اس لیے اس نے درمیانہ ہلکا سیٹ پہن لیا تھا. ساتھ میں میچنگ جھمکیاں اور مانگ ٹیکا پہن کر بالوں کو کھلا چھوڑ دیا تھا. اور ہلکے ہلکے کرلز دے لیے تھے. ایک ہاتھ میں منہ دکھائی کے جڑاو کنگن اور دوسرے ہاتھ میں میچنگ چوڑیاں پہن لی تھیں. اسے دوپٹہ سیٹ کرنے میں خاصی دقت ہوئی پر وہ کامدار دوپٹے کو سلیقے سے سر پہ جمانے میں کامیاب ہو گئی تھی. سیفٹی پنز کی مدد سے دوپٹے کو کندھوں اور سر پر ہلکا سا اوڑھے, اطراف میں ہلکے سے کرلز کیے بالوں کو کھلا چھوڑے,

بڑی نفاست سے کیے گئے میک اپ میں پریشے ریڈ اور نیوی بلو کلر کے لہنگے کو دونوں ہاتھوں سے تھامتی سہج سہج کے لاونج میں قدم رکھتی وہ سیدھے ارمان کے دل میں اترتی چلی گئی. حالانکہ وہ پہلے بھی پریشے کو دلہن بنے دیکھ چکا تھا پر آج اس کے دیکھنے میں فرق آگیا تھا. آج وہ اس کی غمگسار اور ہم راز بھی تھی.

"چلیں؟" ارمان کو سنجیدگی سے یک ٹک اپنی طرف دیکھتا پاکر پریشے اندر سے کچھ پزل ہو کر بولی

"آفٹر یو!(آپ کے بعد)" ارمان نے بڑے مہذب انداز میں ایک ہاتھ کو سامنے کی جانب کرتے ہوئے کہا.

گاڑی میں سارا سامان رکھوا دیا گیا تھا گاڑی ارمان نے خود ڈرائیو کرنی تھی. بیٹھنے سے پہلے پریشے نے اچھے سے خود کو چادر سے ڈھانپ لیا تھا. فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہی ارمان نے کلہ پچھلی سیٹ پر رکھا تھا اور شیڈز لگا لیے تھے. دھوپ آنکھوں میں پڑنے کی وجہ سے جب پریشے نے بھی شیڈز نکال کے آنکھوں پر لگائے تو ارمان نے ساتھ بیٹھی پریشے کو گردن موڑ کے دیکھا اور توصیفی انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا.

"کول!!"

ارمان کے پریشے پر یوں کمنٹ کرنے سے جہاں پریشے بے ساختہ ہنسی تھی وہاں ارمان بھی اسی وقت بے ساختہ قہقہ لگا کر ہنس پڑا تھا. دونوں روایتی دولہا دلہن کی طرح تیار تو ہوئے تھے پر ان بلیک شیڈز نے جدت کا ہلکا سا ٹچ دے دیا تھا جن سے وہ اور بھی دلکش دکھائی دے رہے تھے ارمان نے مسکراتے ہوئے سر کو ہلکا سا نفی میں ہلاتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی. تھوڑی ہی دیر میں گاڑی پوری روانگی کے ساتھ سڑک پر دوڑ رہی تھی.

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قسط نمبر: 12

تیری چاہتوں کے حصار میں ❤️

از قلم طیبہ حیدر

جیسے جیسے "ملک ولاز" قریب آتا جا رہا تھا ارمان کچھ کچھ نروس دکھائی دے رہا تھا. اس کے چہرے سے صاف شرمندگی محسوس کی جا سکتی تھی.
پسینے کی ننھی ننھی بوندیں اس کے ماتھے پر نمودار ہو چکیں تھیں. پریشے نے بغیر کچھ کہے

ٹشو بکس سے ٹشو نکال کے ارمان کی جانب بڑھایا تو ارمان نے نا سمجھی سے پریشے کی جانب دیکھا جس پر پریشے نے خود ہی ہاتھ بڑھا کے ارمان کے ماتھے سے پسینہ صاف کیا.

"اوہ... تھینکس!!" ارمان نے پریشے کے ہاتھ سے ٹشو لے کر دوسری طرف سے بھی پسینہ صاف کیا. پہلی بار ارمان کی زندگی میں ایسا موڑ آیا تھا کہ نروسنیس اور شرمندگی کے مارے اس کے ٹھنڈے پسینے چھوٹ گئے تھے.

"ایوری تھنگ از گونا بی آل رائٹ!(سب ٹھیک ہو جائے گا)"پریشے نے سٹئیر نگ پر دھرے ارمان کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ کا ہلکا سا دباؤ دے کر کہا.

"ہوں..."پریشے کی تسلی پر ارمان نے ہوا میں گہری سانس خارج کی.

گاڑی اب "ملک ولاز" میں داخل ہو چکی تھی. پورچ کے پاس ہی ریحان کھڑا تھا. ارمان کو دیکھتے ہی اس نے اندر کی جانب ہانک لگائی.

"بھائی اور بھابھی آ گئے."

اور دیکھتے ہی دیکھتے سب پورچ میں جمع ہو گئے تھے

جیسے ریحان کی ایک آواز کے منتظر ہوں. سب کو اپنے لیے یوں والہانہ انداز میں استقبال کے لیے کھڑا دیکھ کر پریشے اور ارمان نے بے ساختہ ایک دوسرے کی طرف

دیکھ کر مسکراہٹ پاس کی تھی. دونوں اپنے اپنے شیڈز اتار چکے تھے. گاڑی سے اتر کر ارمان نے اپنا کلہ پہنا تھا جبکہ سارہ نے آگے بڑھ کر پریشے کو گاڑی سے اترنے میں مدد کی اور پھر اس کی چادر اتاری تھی.

حیرانگی کی بات تو یہ تھی کہ "ملک ولاز" کی پھولوں سے سجاوٹ کروائی گئی تھی اور تو اور وہاں کیمرہ مین بھی موجود تھا. یہاں تک کہ سب لوگ ٹھیک اسی طرح تیار تھے جس طرح شادی والے دن ہوئے تھے.

سب نے بہت والہانہ انداز میں دونوں کا استقبال کیا تھا.

فوٹو گرافر سب کی مہارت سے کھٹا کھٹ تصویریں کھینچ رہا تھا. استقبالیہ کہ رسم ادا ہو رہی تھی ساتھ ہی ساتھ دادی جان نے کالے بکروں کے صدقے نکالے تھے.

دادی جان ارمان کو خود سے لپٹا کر خوب روئیں جبکہ سارہ کی آنکھیں بار بار تشکر سے بھیگ رہی تھیں. دادا صاحب کے سوا سبھی لوگ وہاں موجود تھے اور وہاں موجود ہر شخص بہت گرم جوشی سے دونوں سے ملا تھا. دادی جان تو ارمان اور پریشے کی بلائیں لیتی نہیں تھک رہیں تھیں. استقبال کے بعد دونوں کو اندر لایا گیا اور دیگر چھوٹی چھوٹی رسمیں ادا کی گئیں ساتھ ہی ساتھ ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ بھی جاری تھی.

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پچھلی کسی بات کا شائبہ تک نہ تھا. ارمان کو اتنے شاندار استقبال اور اتنی اعلیٰ ظرفی کی ذرا بھی امید نہیں تھی. سب کے محبت بھرے رویوں نے ارمان کو ایک نئ تقویت بخشی تھی. وہ سب میں گھرا خود کو فریش اور محفوظ محسوس کر رہا تھا اور اتنی دیر اپنی نااہلی اور کوتاہی پر خود کو نئے سرے سے کوس رہا تھا کہ اتنے میں دادا صاحب اپنے کمرے سے چلتے ہوئے آئے تو پریشے اور ارمان احتراما کھڑے ہو گئے.

"اسلام علیکم !" دونوں نے بیک آواز آہستگی سے سلام کیا.

"وعلیکم السلام !! جیتی رہو، خوش رہو... کیسا رہا سفر ؟ کوئی مشکل تو پیش نہیں آئی ؟"

دادا صاحب نے ارمان کو نظر انداز کرتے ہوئے پریشے کے سر پر ہاتھ رکھ کے اسے دعائیں دی اور سفر کی بابت پوچھا. ہنسی مزاق اور چھیڑ چھاڑ کرتے ریحان اور سحر بھی شرافت سے ایک جگہ ٹک گئے تھے.

"جی نہیں ! الحمداللہ سفر بہت اچھا رہا..." پریشے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا.

(پھر کچھ توقف کے بعد پوچھا)

"آپ کی طبعیت اب کیسی ہے."

"اللہ کا بہت کرم ہے اب کافی بہتر ہے.... اور اب تم لوگ بھی پریشے کو آرام کرنے دو سفر سے آئی ہے تھک گئی ہو گی."

ارمان اس دوران پریشے کے ساتھ کھڑا نہایت حسرت اور خاموشی سے دادا صاحب کو دیکھ رہا تھا جو ارمان کو اس طرح نظرانداز کر رہے تھے گویا وہاں ارمان موجود ہی نہ ہو.

"تھکن تو آپ کو دیکھتے ہی دور ہو گئی تھی.."

آنکھوں میں خفیف سی نمی لیے ارمان نے خواب کی سی کیفیت میں دادا صاحب کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر پریشے سے مخاطب دادا صاحب نے بے ساختہ ارمان کی جانب دیکھا اور پھر ساتھ ہی نظریں پھیر لیں. ہر طرف جامد خاموشی چھا گئی مانو کہ کمرے میں کوئی موجود ہی نہ ہو.

ابھی دادا صاحب پریشے سے کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ ارمان آگے بڑھا اور دادا صاحب کے گلے لگ گیا. یہ سب اتنا اچانک تھا کہ دادا صاحب کو خود سمجھ نہیں آئی تھی کہ ہوا کیا ہے پر جیسے ہی سمجھ آئی, وہ ارمان سے الگ ہونے لگے پر ارمان تو کسی بچے کی طرح ان کے گلے سے چمٹا کھڑا تھا.

"Missed you buddy!"

(تمہیں بہت یاد کیا دوست)

ارمان نے دھیمی سرگوشی میں کہا اور آہستگی سے الگ ہو گیا. دادا صاحب کے چہرے سے ان کے تاثرات کا اندازہ لگانا مشکل تھا. وہ ساکت کھڑے تھے.

"میں کچھ دیر کمرے میں آرام کروں گا مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے." داداصاحب نے جذبات سے عاری ٹھنڈے لہجے میں کہااور کمرے کی جانب چل دیئے.

ان کی چال میں واضح لڑکھڑاہٹ اور تھکن محسوس کی جاسکتی تھی. یہ بات نہیں تھی کہ داداصاحب ایک سخت گیر شخص تھے بلکہ وہ تو ایک نہایت پر شفیق اور نرم دل شخص تھے بس ارمان سے ناراضگی کی وجہ سے انہوں نے خود پر وقتی خود ساختہ خول چڑھالیا تھا.

"چلو بچوں ارمان اور پریشے کو کمرے میں لے جاؤ..

اور اب تم دونوں بھی جلدی سے چینج کر کے فریش ہو جاؤ تو مل کر لنچ کریں گے."

ماحول پر چھائی پژمردگی کو ختم کرنے کے لیے دادی جان نے سارہ اور سحر کو ہدایات دینے کے ساتھ ساتھ پریشے اور ارمان کو تاکید کی.

شہروز نے ارمان کا گرمجوشی سے کندھا تھپتھپایا جیسے اس کے اقدام پر اسے شاباشی دی ہو اور آنے والے وقت کے لیے بیسٹ وشسز دیں ہوں. جس کے جواب میں ارمان بھرپور طریقے سے مسکرایا تھا. پھر سارہ, شہروز، سحر اور ریحان سب مل کر ارمان اور پریشے کو ارمان کے سابقہ کمرے میں چھوڑنے آئے تھے.

سارہ اور سحر نے پریشے کو جلدی سے کمرے میں داخل کر کے ارمان کا راستہ روک لیا تھا اور اب نیگ کی فرمائش کر رہی تھیں.

"اب یہ نیگ والا کیا سین ہے؟" ارمان نے ایک ابرو اچکاتے ہوئے دونوں سے پوچھا

"اسے کہتے ہیں...رستہ روکائی!" اب کے ریحان بھی سارہ اور سحر کے ساتھ شامل ہو گیا تھا.

"تو؟" ارمان نے گویا ناک سے مکھی اڑائی.

"تو یہ کہ نیگ دیجئے پھر ہی ہم آپ کو اندر جانے دیں گے.." سحر کی چہکتی ہوئی آواز آئی.

"اور اگر میں نا دوں تو؟" ارمان نے بڑے مزے سے دونوں بازو سینے پر باندھتے ہوئے کہا.

"تمہارے تو اچھے بھی دیں گے... چلو شرافت سے نیگ نکالو!" سارہ نے شامت انگیز لہجے میں کہا تو ارمان نے بیچارگی سے شہروز کی جانب دیکھا جو کہ اس سارے سین سے خاصا محظوظ ہو رہا تھا. ارمان کو اپنی جانب مدد طلب نظروں سے دیکھتا پا کر وہ شانے اچکاتے ہوئے بولا.

"بھئی میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا... کیونکہ میرے خود کے ساتھ بھی یہ سب ہو چکا ہے."

"نہ جانے دو میں کسی اور کمرے میں چلا جاؤں گا."شہروز کی طرف سے صاف جواب پا کر ارمان نے بڑے مزے سے یہ کہتے ہوئے رخ موڑا ہی تھا کہ سب بیک وقت چلا اٹھے.

"سارے کمرے لاکڈ ہیں!!"

ارمان نے تفتیشی نگاہوں سے ایک بار سب کے مسکراتے چہروں کو جانچا جو آج فل فارم میں کھڑے تھے پھر بڑے رسان سے نیا حل نکالتے ہوئے بولا

"میں مالی بابا کے کمرے میں سو جاؤں گا."

اندر بیٹھی پریشے اس سارے سین سے خاصہ محظوظ ہو رہی تھی.

"اتنے تم! چلو شرافت سے نیگ نکالو.. ورنہ سچ میں تمہیں یہاں سے ہلنے نہیں دیں گے."

سارہ کی بات پر ارمان کا قہقہہ بے ساختہ تھا وہ مذید تنگ کرنے کے ارادے کو ترک کر کے انہیں نیگ تھما چکا تھا.اس کے بعد پریشے اور ارمان چینج کر کے فریش ہوئے اور پھر سب کے ساتھ مل کر لنچ کیا.دادی جان اور سارہ نے مل کر پریشے اور ارمان کی پسندیدہ

ڈشز تیار کروائی تھیں.

سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا. کھانے کے دوران ہی دادا صاحب نے کل شام میں ہونے والے ولیمہ فنکشن کے متعلق اطلاع دی جسے سن کر سب پرجوش ہو گئے تھے پر ابھی دادا صاحب کی موجودگی کے پیش نظر لحاظ کر کے چپ چاپ کھانے کے بعد اپنے کمروں میں گھس گئے تھے.

شام کی چائے سب نے ایک ساتھ لان میں بیٹھ کر پی تھی. لان میں ہی محفل جم گئی تھی جو کہ دیر رات تک جاری رہی تھی. پرانی باتیں یاد کر کے سب کے قہقہے گونجتے رہے تھے. اتنی دیر بعد یہ رونق دوبارہ بحال ہوئی تھی. دادی جان نے کسی کو بھی ٹوکنا مناسب نہیں سمجھا تھا. وہ آسمان کی طرف دیکھ کر تشکر اور آسودگی سے مسکرائیں اور پھر اپنی چادر درست کرتے ہوئے اندر کی جانب چل دیں جہاں دادا صاحب دوائیوں کے زیر اثر جلد ہی سو گئے تھے.

****

رات دیر سے سونے کی وجہ سے صبح سب کی آنکھ دیر سے کھلی تھی اس لیے ناشتے کے فوراً بعد ہی سب شام میں ہونے والے ولیمے کی تقریب کے لیے تیاری کرنے لگے

تھے. شام چار بجے پریشے کو پارلر لے جایا گیا تھا تاکہ وقت پر تیار ہو کر ہوٹل پہنچا جا سکے. شہر کی سب سے ماہر میک اپ آرٹسٹ سے پریشے کو تیار کروایا گیا تھا جس نے پریشے کے قدرتی حسن کو اور بھی دو آتشہ بنا دیا تھا. اس دوران ریحان "ملک ولاز" سے پارلر اور پارلر سے ہوٹل تک گھن چکر بن چکا تھا. پریشے کو تیار کروا کے ہوٹل کے برائیڈل روم میں بیٹھایا گیا تھا. بس اب ارمان کو بلایا جا رہا تھا تاکہ دونوں کا فوٹو شوٹ ہو سکے. ارمان تیار ہو کر کب کا ہوٹل پہنچ چکا تھا اور اب ریحان کے ساتھ مل کر سب انتظامات کا جائزہ لے رہا تھا. سحر دادی جان اور دادا صاحب کے ساتھ مل کر سب مہمانوں کو ریسیو کر رہی تھی جبکہ سارہ پریشے کو برائیڈل روم بیٹھا کر ارمان کو ڈھونڈنے کی غرض سے باہر آئی تو اسے شہروز اور باقی جاننے والوں کے ساتھ پایا. وہ سب سے ایکسکیوز کرتی اسے برائیڈل روم تک لائی تھی.

روم میں داخل ہوتے بلیک تھری پیس میں ملبوس نفاست سے بال بنائے، بھرپور مردانہ وجاہت سمیٹے ارمان کو دیکھ کر جہاں پریشے ٹھٹکی تھی وہیں لائیٹ پنک اور ڈل گولڈن غرارے میں ملبوس پریشے کو دیکھ کر ارمان بھی مبہوت سارہ گیا تھا. پریشے نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی. برائیڈل میک اپ نے اس کے حسن کو اور

بھی نکھار دیا تھا. وہ سجی سنوری سی شرمائی شرمائی سید ھا ارمان کے دل میں اترتی چلی گئی تھی. ایک فسوں خیز لمحہ ان کے درمیان آ ٹھہرا مگر یہ کچھ ہی لمحوں کی بات تھی کیونکہ اگلے ہی لمحے دونوں سنبھل چکے تھے. سارہ نے فٹا فٹ دونوں کا فوٹو سیشن کروایا اور پھر خالصتاً سارہ کی ہدایت پر دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے، ڈم لائیٹس اور میوزیکل بیک گراؤنڈ کے ساتھ ریمپ پر واک کرتے ہوئے سٹیج تک آئے تھے.

ہر ایک نے ارمان اور پریشے کی جوڑی کو سورج اور چاند سے تشبیہ دی تھی. دادی جان تو کتنی بار دونوں کا صدقہ نکال چکی تھیں. ہر ایک کے چہرے پر خوشی رقصاں تھی. ہر کوئی مطمئن اور مسرور دکھائی دے رہا تھا. جب سب لوگ ڈنر کے لیے مصروف ہوئے تو سارہ، شہروز، ریحان اور سحر دونوں کے پاس سٹیج پر آ چکے تھے اور اب سیلفی لینے میں مصروف تھے.

اس دوران ارمان کو دو بار کالز آئیں جو کہ دونوں بار ارمان نے کٹ کر دیں تھیں. سارہ سمیت سب نے ارمان کی یہ حرکت نوٹ کی تھی. اب تیسری بار کال آئی تو سارہ نے تقریباً جھنجھلاتے ہوئے کہا.

"ارمان اب بس بھی کرو...اٹھا بھی لو کس کا فون ہے؟"

"وہاج صاحب..." ارمان نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ فون دوبارہ بج اٹھا.اب کے ارمان نے کال ریسو کرتے ہوئے خالصتاً ماہرانہ انداز میں کہا

"آپ کا ملایا ہوا نمبر اس وقت غصے میں ہے لہذا کچھ دیر بعد کوشش کیجئیے...."اور ٹھک فون کاٹ دیا.

ارمان کے ایسے بولنے پر جہاں سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھری وہیں پریشے کی سوالیہ نظروں پر سارہ بولی

"ارمان کا بیسٹ فرینڈ وہاج ولیمے میں شرکت نہیں کر سکا اس لیے ارمان اس سے ناراض ہے."

چوتھی بار بیل بجنے پر ارمان نے خاموشی سے فون اٹھالیا.

"ہاہاہا.....اب بس بھی کر دے.....اور کتنا غصہ کرے گا."

دوسری طرف سے وہاج کی مسکراتی ہوئی آواز گونجی تھی جو اپنے شرکت نہ کرنے پر ارمان کو منا رہا تھا.

"ویسے کوئی بہت ہی اول درجے کے ذلیل, کمینے اور فارغ قسم کے انسان ہو تم."

ارمان دبے دبے لہجے میں فون پر موجود وہاج پر برس رہا تھا.

"ہاہاہا!!"دوسری طرف سے وہاج کا پھر سے قہقہ ابلا تھا.

"اور ڈھیٹ بھی..." ارمان نے تلملا کر کہا.

"تم پر ہی گیا ہوں میرے دوست."اب کے وہاج نے بھی ہلکے پھلکے انداز میں حساب برابر کیا.

میں نے پرسوں ہی تمہیں یاد کروانا شروع کر دیا تھا کہ اپنے اکلوتے دوست کے ولیمے کے لیے وقت نکال لو.....پر نہیں!!" ارمان نے برجستہ شکوہ کیا

"میں کیا کروں یار....کیسے اتنی جلدی مینج کرتا؟
میں کوئی "ارمان ملک "تو ہوں نہیں....اوپر سے تیرا کوئی پتہ لگتا ہے کہ کب مزاج بدل جائے." وہاج اپنے دفاع میں بولا

"بس کر دے!! سب تیرے ڈرامے ہیں...."ارمان آج اس کی سننے کے موڈ میں نہیں تھا.

"اچھا اور تم جو اچانک "ملک ولاز" پہنچ گئے ہو؟ میں تو اس کا یا پلٹ پر خوشی سے صدمے میں چلا گیا ہوں...ایسا شاک لگا ہے نہ خوشی سے کہ بائے گاڈ کیا بتاؤں....پہلے ایک مشرقی لڑکے کی طرح چپ چاپ شادی کر والی اور اب شادی کے ڈیڑھ دو ہفتوں بعد انسان کا بچہ بن کر شرافت سے لائن پر آ گئے....ہو نہ ہو ارمان بابو

تم پہ بھابھی کا جادو چل گیا ہے.... بھلا ہو بھابھی کا انہوں نے بھی کہاں اپنے نصیب پھوڑے ہیں...اللہ ان کو ہمت دے آمین."

وہاج اپنی عادت سے مجبور ڈرامائی انداز میں بولنا شروع ہوا تو بولتا ہی چلا گیا اور درمیان میں ارمان کے لئے بھی لے ڈالے.

"بیٹا اللہ سے نہ اپنے لیے ہمت اور طاقت کی دعا کر کیونکہ وہاں آکر جو حال میں تیرا کرنے والا ہوں ایک تو تم ہر قسم کے شاک سے باہر آجاؤ گے دوسرا تمہیں یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ نصیب پھوٹنا کیا ہوتا ہے."ارمان کے کرارے سے جواب پر سب کی ہنسی چھوٹ گئی تھی کیونکہ ارمان فل فارم میں بالکل اپنے پرانے سٹائل میں وہاج کو ترکی بہ ترکی جواب دے رہا تھا.

"جو حکم سرکار!! ہن تے معافی دے دیو..."دوسری طرف وہاج محظوظ ہوتے ہوئے بولا

"اس بارے میں بھی سوچیں گے ."ارمان نے پر سوچ انداز میں کہا. وہ محظ اپنے بھائی جیسے پیارے سے دوست کو تنگ کر رہا تھا در اصل وہ اس سے زیادہ دیر کبھی ناراض رہ ہی نہیں سکتا تھا.

"تجھے بھابھی کے علاوہ کچھ سوچنے کی فرصت ہو گی تو سوچے گا ناں....."وہاج ایک بار پھر شروع ہو چکا تھا.

"کتنی بڑی فلم ہے تو.... چل بس اب اپنے کام پر دھیان دے.. اللہ حافظ."ارمان نے جھینپتے ہوئے فون بند کر دیا کیونکہ وہ وہاج کا شرارتی لہجہ بھانپ گیا تھا.

خیر جو بھی تھا یہ بات تو سولہ آنے سچ تھی کہ پریشے کا جادو اول روز سے چل گیا تھا اور ارمان اس سحر میں قید ہو کے رہ گیا تھا پر وہ بات الگ تھی کہ وہ اس بات سے خود بھی انجان تھا. خیر اس طرح ایک شاندار ولیمہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی تھی.

فوٹو شوٹ کے علاوہ دادا صاحب ارمان کے پاس نہیں آئے تھے اور ارمان کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ بھرے پرے ماحول میں کوئی ایسی بات ہو جس سے بدمزگی پیدا ہو اور دادا صاحب تقریب چھوڑ کر چلے جائیں. اس خیال کے تحت ارمان نے ان سے کچھ بھی کہنا مناسب نہیں سمجھا تھا.

ولیمے کے اگلے روز روایت کے مطابق پریشے کی میٹھا بنانے کی رسم تھی. جہاں ملک ولاز کے کچن میں دوپہر کے لیے لنچ تیار کیا جا رہا تھا. وہیں پریشے میٹھے کی رسم ادا کر رہی تھی. ابھی کھیر کو گاڑھا ہونے میں وقت تھا لہٰذا پریشے نے ساتھ میں رس ملائی اور ڈونٹس بھی تیار کر لیے تھے.

تھوڑی ہی دیر میں ڈائننگ ہال میں کھانا لگا دیا گیا تھا. سب نے مل کر ایک ساتھ لنچ کیا پھر اس کے ساتھ ہی پریشے کے ہاتھ کا بنا میٹھا بھی پیش کیا گیا جسے سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا. ہر کوئی بیک وقت تین سوئیٹ ڈشز دیکھ کر پریشے کی پھرتی اور ذائقے کی داد دے رہا تھا. سب سے زیادہ خوش تو دادا صاحب تھے.

" بھئی واہ !!! مزہ آگیا..... میٹھا بہت ہی عمدہ اور لذیذ بنا ہے...... آپ تو نمبر لے گئیں پریشے بیٹا. " دادا صاحب نے دل سے پریشے کی تعریف کی تو پریشے ایک دم کھل کے مسکرا دی.

ڈائنگ ٹیبل کی سربراہی کرسیوں پر دادا صاحب اور ارمان آمنے سامنے بیٹھے تھے جبکہ باقی سب افراد اطراف میں موجود تھے. اس دوران ارمان بڑے اطمینان سے رس ملائی کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے خاموشی سے سب کو سن رہا تھا.

"آج تو ہماری بیٹی جو مانگے گی ملے گا..... کہیئے کیا چاہیئے ہماری بیٹی کو نیگ میں؟ " دادا صاحب نے محبت سے پریشے کے سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے بولا.

دادا صاحب کے کہنے کی دیر تھی کہ سب نت نئے مشوروں سے نوازنے لگے.

بھابھی موقع اچھا ہے ایک آدھ Audi (کار) نکلوالیں " .

مشورہ دینے میں پہل ریحان نے کی تھی.

"نہیں بھابھی! ڈائمنڈ سیٹ" ....

اب کہ سحر نے بھرپور اشتیاق لیے تجویز پیش کی.

"ارے بھئی نیگ تو پریشے بیٹی کو ملنا ہے تو بولنے کا موقع بھی اسی کو دیا جائے." پریشے کو تجویز دینے کے لیے سارہ نے لب وا کیے ہی تھے کہ دادی جان نے فوراً سب کو ٹوکا. سب کو کھسیانہ سا ہو کر خاموش ہوتے دیکھ پریشے بس مسکرا کے رہ گئی.

"ہاں بولو بیٹے!" پریشے کو خاموش دیکھ کر دادی جان نے اسے مخاطب کیا تو پریشے نے ایک نظر اپنے بڑے بھائی کو دیکھا جس نے مسکراتے ہوئے نظروں کے خفیف اشارے سے اسے بولنے کا اشارہ کیا.

"میں کچھ بھی مانگ سکتی ہوں؟" پریشے نے مسکراتے ہوئے بہت ہلکے پھلکے انداز میں دادا صاحب سے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی ہاں بالکل....." پریشے کے اس طرح پوچھنے پر داداصاحب نے مسکراتے ہوئے جواب دیا.

"سوچ لیں پھر آپ کو دیناپڑے گا..." پریشے نے ہلکاسا آگے کو جھکتے ہوئے قدرے رازدارانہ انداز میں بے تکلفی سے کہا.

"سوچ لیا!!" داداصاحب نے بھی ٹھیک اسی انداز میں ہلکاسا آگے کو جھکتے ہوئے رازدارانہ انداز میں کہاتو جہاں سب دونوں کی کیمسٹری دیکھ کر خوشگواریت سے ہنس پڑے تھے وہیں سب میں ایک تجسس ساابھراتھا کہ پریشے نیگ میں کیامانگنے جارہی ہے. نیپکن سے ہاتھ صاف کرتاارمان بھی اب متوجہ ہو کر بیٹھ چکا تھا.

"مجھے نیگ میں ارمان کے لیے آپ کی معافی اور آپ کی محبت چاہیے.... آپ بس ایک بارارمان کو دل سے معاف کر دیں مجھے اور کچھ نہیں چاہیے." پریشے نے بااعتماد لہجے میں داداصاحب کے آگے فرمائش رکھ کر گویا دھماکہ ساکر دیا تھا.

ہر کوئی اپنی اپنی جگہ ساکت و جامد بیٹھا حیرت سے کبھی پریشے کو دیکھتا, کبھی دادا صاحب کو تو کبھی ایک دوسرے کو. سب جانتے تھے کہ دادا صاحب ارمان والے معاملے میں بہت سخت گیر ثابت ہوے ہیں اور وہ اس بارے میں کسی ایک کی بھی نہیں سنتے. اس لیے وہ دادا صاحب کا متوقع رد عمل سوچ کے دبک کے بیٹھے تھے. ساتھ ہی ساتھ پریشے کی اس فرمائش پر حیران بھی تھے.

دوسری طرف ارمان تو ایک انچ بھی اپنی جگہ سے ہل نہ پایا تھا. اسے جیسے اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا. وہ بے یقینی کے عالم میں پریشے کو دیکھ رہا تھا.

پریشے کے اس اچانک اقدام پہ جہاں ارمان حیران تھا وہیں اس کے دل میں پریشے کے لیے مزید عزت بڑھ گئی تھی. (کوئی اتنا بے غرض کیسے ہو سکتا ہے؟)

دادا صاحب کچھ پل بغیر کسی تاثر کہ پریشے کو دیکھتے رہے اور پھر اٹھ کر اندر کمرے میں چلے گئے. دادی جان دلاسہ دینے کے انداز میں پریشے کا کندھا تھپتھپا کر, اسے مسکرا کر دیکھتیں دادا صاحب کے پیچھے ہی ہو لیں. جبکہ باقی سارے افراد پریشے کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے.

"بھابی آپ تو پنڈی ایکسپریس سے بھی زیادہ فاسٹ باؤلنگ کروا گئیں۔" ریحان ایک ہاتھ سر پر رکھتے ہوئے جبکہ دوسرا ہاتھ کمر پر جماتے ہوئے حیرت سے بولا

"مجھے تو لگتا ہے دادا صاحب ناراض ہو گئے ہیں....ہائے اللہ اب کیا ہو گا؟" سحر نے پریشانی کے عالم میں ناخن چباتے ہوئے اپنا خدشہ ظاہر کیا تو ایک پل کے لئے پریشے کا اعتماد بھی ڈول گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتنی دیر میں دادی جان چلتی ہوئی واپس آئیں۔

"بہو تمہیں تمہارے دادا صاحب نے کمرے میں بلوایا ہے"

"جی بہتر!" پریشے کہتی ہوئی فوراً سے پیشتر کھڑی ہو گئی۔ وہ پر عزم بھی تھی اور بااعتماد بھی۔ وہ جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔

"آل دی بیسٹ!!"سب بیک زبان بولے تو وہ مسکراتی ہوئی اندر کمرے کی جانب قدم بڑھا گئی.

دادا صاحب کے کمرے کا دروازہ بند ہو چکا تھا اور اب سب منتظر نگاہوں سمیت صوفے پر براجمان ہو چکے تھے.

****

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو دادا صاحب کندھوں پر شال اوڑھائے, دونوں ہاتھ پیچھے کمر کی جانب باندھے, کھڑکی کی جانب رخ کر کے بڑی پر سوچ نظروں سے کھڑکی سے باہر دیکھ رہے تھے. جبکہ دادی جان بیڈ پر بیٹھی تھیں.

"آپ نے بلایا دادا صاحب....."پریشے نے یہ بول کر انہیں اپنی موجودگی کا احساس دلایا.

"بیٹھیں......" دادا صاحب نے پیچھے مڑتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کو کہا تو وہ بیڈ کے سامنے پڑے قدیم اور جدید امتزاج کے لکڑی کے صوفے پر ٹک گئی.

"آپ نیگ میں کچھ بھی مانگ سکتی تھیں... پھر یہی کیوں؟" بیڈ پر بیٹھتے ہوئے دادا صاحب نے پریشے کو جانچتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا.

"میں نے آپ سے ارمان کے لیے معافی اسی لیے مانگی کیونکہ میں جانتی ہوں آپ نے انہیں دل سے معاف کر چکے ہیں بس آپ کو ان کی طرف سے پہل کا انتظار ہے اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ وہ اپنے کئے پر بہت شرمندہ ہیں...... دونوں طرف سے تقریباً دل صاف ہو چکے ہیں بس ایک معافی کا فاصلہ ہے اور اس معافی سے "ملک ولاز" کی خوشیاں دوبارہ لوٹ سکتی ہیں....

(کچھ توقف کے بعد دھیمے سے لہجے میں مسکراتے ہوئے اعتماد سے بولی)

میں نے سوچا اس گھر کی بہو ہونے کے ناطے کچھ حصہ میرا بھی ہونا چاہیے اس گھر کی اور اس گھر کے افراد کی خوشیوں کے لیے.... ویسے اب صبح کا بھولا شام کو لوٹ آیا ہے تو آپ کا کیا خیال ہے؟" بات کے اختتام پر پریشے نے اپنے سابقہ انداز میں ہلکا سا آگے کو جھکتے ہوئے رازدارانہ انداز میں استفسار کیا تو دادا صاحب سرشاری سے مسکراتے, پریشے کے سر پر دست شفقت رکھتے ہوئے بولے

"خیال تو بہت نیک ہے (پھر کچھ توقف کے بعد بولے) مجھے فخر ہے کہ آپ اس گھر کی بہو ہو... آپ کی باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میرے بیٹے ازہان نے آپ کو ارمان کے ساتھ منسوب کر کے بالکل صحیح فیصلہ کیا تھا... آپ نے نہ صرف ارمان کے سامنے ہمارا مان سلامت رکھا بلکہ اس گھر کو بکھرنے سے بچایا ہے. بالکل اسی طرح سے آگے بھی اس گھر کے افراد کو ایک لڑی میں پروئے رکھنا. اللہ آپ کو سدا خوش رکھے آمین." دادا صاحب نے صدق دل سے پریشے کو دعا دی جس پر کمرے میں موجود تینوں نفوس نے آمین کہا تھا.

"اس کا مطلب......" پریشے نے خوشی سے سرشار لہجے میں دانستہ جملہ ادھورا چھوڑ دیا.

"بالکل!! کہہ دینا اس احمق سے میں نے اسے معاف کر دیا ہے." داداصاحب نے قدرے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا تو پیچھے بیٹھی دادی جان نے اپنے دوپٹے کے پلو سے اپنی نم آنکھیں صاف کیں اور بے ساختہ شکر ادا کیا.

"بہت شکریہ داداصاحب میں تاحیات یہ نیک یاد رکھوں گی." پریشے نے داداصاحب کے ہاتھ پکڑتے ہوئے ممنونیت سے کہا تو اتنے میں دادی جان الماری سے جیولری بکس اٹھائے چلی آئیں اور پریشے کے سر پر محبت سے بوسہ دیتے ہوئے بولیں.

"یہ ہمارا خاندانی ہار ہے جو میری ساس نے مجھے دیا تھا.. مجھے تو اپنی بہو کو دینے کا موقع نصیب ہی نہیں ہوا پر اب اپنے پوتے کی بہو کو دے رہی ہوں".

"بہت شکریہ دادی جان... یہ بہت خوبصورت ہے".

شہروز کو آفس سے ضروری کال آگئی تھی جس کے لیے اسے فوری جانا پڑا تھا. پیچھے صرف ارمان, سارہ, سحر اور ریحان بچے تھے جو دادا صاحب کے ساتھ ہونے والی پریشے کی میٹنگ کے نتائج کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے.

اب لاؤنج کا منظر کچھ یوں تھا کہ ریحان دروازے سے تقریباً لپٹے ہوئے, کان لگائے مکمل انہماک سے اندر ہونے والی گفتگو سننے کی کوشش کر رہا تھا مگر مجال ہے جو اسے ایک لفظ کی بھی سمجھ آئی ہو, سارہ پریشانی کے عالم میں لاؤنج کے تقریباً 100 چکر لگا چکی تھی جبکہ سحر سر پر دوپٹہ جمائے قرآنی آیت کا ورد کرتے من ہی من میں پریشے پر پھونک رہی تھی. دراصل وہ کچھ زیادہ ہی کمزور دل واقع ہوئی تھی. دادا صاحب کے متوقع غصہ کے پیش نظر وہ اپنی دانست میں پریشے کے بچاؤ کے لیے یہ عمل کر رہی تھی. بس ان سب میں ارمان ہی تھا جو گم سم اور خاموش سا کھڑکی سے ٹیک لگائے باہر کی جانب دیکھتے ہوئے نہ جانے کن خیالات میں گم تھا.

"ارے ارے دھیان سے.... تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

پریشے نے باہر نکلنے کے لیے دادا صاحب کے کمرے کا دروازہ کھولا تو دروازے سے چمٹا ریحان گرتے گرتے بچا پھر جلدی سے اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے کھسیانہ سا ہنستے ہوئے بولا

"وہ میں دروازے کا مٹیریل چیک کر رہا تھا.... سوچ رہا ہوں میں بھی ایسا ہی دروازہ بنواؤں..... آئی لائیک اٹ!!" ریحان خود کو کمپوز کرتے ہوئے الٹے سیدھے بہانے گھڑنے لگا جس پر پریشے اس کا تجسس بھانپتے ہوئے مسکرا دی تھی.

پریشے اور ریحان کی آواز سن کر جہاں لاؤنج میں بیٹھیں سارہ اور سحر دونوں چونکی ہوئیں وہیں ارمان نے بھی پلٹ کر دیکھا تھا. پریشے ہاتھ میں جیولری بکس اٹھائے چلی آ رہی تھی.

"کیا بنا....؟؟" سارہ نے پر امید لہجے میں پوچھا تو پریشے نے جیولری بکس کھول کر ان کے آگے کر دیا.

جہاں لاؤنج میں موجود تمام افراد کی امید ڈھے گئی تھی وہیں ارمان نے بھی لکڑی کے بنے جھولے پر بیٹھتے ہوئے تھکن اور ناامیدی سے آنکھیں موند کر پیچھے ٹیک لگا لی تھی. سب نے ایک نظر مایوس سے ارمان کر دیکھا پھر خود کو بشاش کرتے ہوئے پریشے کی طرف متوجہ ہوئے.

"واؤ کتنا پیارا ہے..... ہے نا سارہ آپی؟" سحر نے اشتیاق بھرے لہجے میں سارہ سے داد چاہی تو جواباً سارہ بھی آگے بڑھ کر خاندانی ہار کو سراہنے لگی. پریشے نے تینوں کو

مصروف دیکھ کر ارمان کی جانب قدم بڑھائے اور آہستگی سے جھولے پر بیٹھتے ہوئے ارمان سے مخاطب ہوئی

"ارمان !"

"ہوں..." مختصر اجواب آیا. آنکھیں ہنوز بند تھیں.

"دادا صاحب نے آپ کو معاف کر دیا ہے." پریشے نے ارمان کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کا ہلکا سا دباؤ دیتے ہوئے کہا تو ارمان نے آنکھیں کھول کر بے یقینی سے پریشے کی جانب دیکھا. پریشے کے چہرے پر کچھ پا لینے کی چمک تھی وہ بھرپور طریقے سے مسکرا رہی تھی.

"کیا...؟" سارہ ریحان اور سحر بیک آواز چلائے تو پریشے نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا کر اپنی بات کی تصدیق کی. سب لمحوں میں اس کے سر پہ آ کھڑے ہوئے تھے.

"پہلے کیوں نہیں بتایا....؟ ایمان سے آدھی جان ہوا ہو گئی تھی." سارہ نے اپنے مخصوص انداز میں بے تکلفی سے پریشے کی کمر پر ایک دھپ رسید کرتے ہوئے کہا.

"اس بات کو پہلے سننے کا حق بھی تو ارمان کا تھا."

پریشے نے معافی کے انداز میں اپنے دونوں کان پکڑتے ہوئے معصومیت سے کہا تو سارہ

نے محبت سے پریشے کو اپنے ساتھ ہی لپٹا لیا. پھر اس سے الگ ہوتے ہوئے نم آنکھوں سمیت ارمان کے سر پر پیار کیا جو شاک کی کیفیت میں سیدھا ہو کر اٹھ بیٹھا تھا. ریحان اور سحر تو پریشے کو گھیرا ڈال کے بیٹھ گئے تھے اور اس سے ایک ایک تفصیل پوچھ رہے تھے. سارہ نے ارمان کی حالت کے پیش نظر سب کو اٹھا دیا تھا اور اب سب قیلولہ کرنے کی غرض سے اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے.

اس کے بعد پریشے نے کافی تیار کی اور کمرے میں ہی لے آئی. وہ کمرے میں آئی تو ارمان بے دھیانی میں ایل-ای-ڈی پر نظریں جمائے بغیر آواز کے کوئی شو دیکھ رہا تھا.

"کافی!"

پریشے نے بھاپ اڑاتا کافی کا مگ ارمان کے سامنے رکھا تو وہ چونک گیا. ارمان کی غائب دماغی کی کیفیت پر پریشے کچھ الجھ سی گئی.

"اب تو سب ٹھیک ہو رہا ہے نہ.... تو اب آپ کیوں الجھے الجھے لگ رہے ہیں..... کیا کوئی بات ہے؟"

پریشے ارمان کی ایسی کیفیت دیکھ کر بولے بغیر نہ رہ سکی.

"ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں ہماری شادی کو اور یہ کتنا جاننے لگ گئی ہے مجھے...

" ارمان تو من ہی من سوچتے ہوئے بس اسے دیکھتا ہی رہ گیا.

"کیا ہوا؟؟"ارمان کو یک ٹک اپنی طرف پر سوچ انداز میں دیکھتا پا کر پریشے نے ہاتھ ہلا کر اسے متوجہ کرنا چاہا تو وہ پریشے کے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے تشکر اور عاجزی سے بولا.

"تم میری نظروں میں اتنی بڑھ چکی ہو کہ میں بتا نہیں سکتا.....مجھے امید نہیں تھی کہ تم میرے لئے اتنا سب کرو گی. کیونکہ جیسے اس رشتے کی شروعات ہوئی تھی میں ان سب کی تم سے توقع ہی نہیں کر رہا تھا.....تم کیسے اتنی بے لوث اور بے غرض ہو؟ تمہیں کیسے میرا پتا چل جاتا ہے ؟"

"آپ کی نصف بہتر ہوں آپ کی پریشانی اور تکلیف محسوس کر سکتی ہوں...سچ بات تو یہ ہے کہ میں آپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتی آپ کو خوش اور مطمئن دے کے مجھے بھی دلی خوشی ہو گی". پریشے ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایمانداری سے بولی تو جواباً ارمان اسے دیکھتا ہی رہ گیا. یہ ڈھکا چھپا سا اظہار محبت, یہ لمحہ انکشاف بے حد خوبصورت تھا.پریشے اپنی سادگی میں حال دل کہہ گئی تھی.

(پھر ارمان کو خاموش دیکھ کر مزید بولی)

"آپ دادا صاحب کو اپنا دوست مانتے ہیں ناں؟ تو اب اپنے روٹھے دوست کو منا لیں...معاف تو وہ آپ کو کر ہی چکے ہیں بس اب پہل آپ نے کرنی ہے."

"میں تمہارا شکریہ کیسے ادا کروں؟" جواب میں ارمان بس اتنا ہی کہہ پایا تھا.

اس نے ابھی بھی پریشے کے دونوں ہاتھ تھام رکھے تھے. پہلے تو پریشے بے دھیانی میں اس سے گفتگو کرتی رہی تھی پر جیسے جیسے ارمان کی آنکھوں کے رنگ بدل رہے تھے پریشے کو ایک دم اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تھا.

"کافی پی کر!" پریشے نے ایک دم ہاتھ چھڑا کر کافی کا مگ ارمان کو تھماتے ہوئے کہا تو وہ پریشے کی اس حرکت پر بس مسکرا کے ہی رہ گیا.

****

اور پھر اگلے دن سب نے پرانے والا ارمان وٹنیس کیا. وہ شوخ وشنگ باتیں، حاضر جوابی، سب کو بے تکلفی سے بلانا، دادی جان سے لاڈ، سارہ سے اپنی پسند کے کھانوں کی فرمائش، ریحان کے ساتھ فٹ بال اور سحر کو تنگ کرنا.

ارمان دادا صاحب کو اکیلا نہیں چھوڑ رہا تھا. وہ جہاں جاتے ارمان ان کے سر پر پہنچ جاتا. اس نے کوئی پچھلی بات نہیں کی تھی وہ اس طرح باتیں کر رہا تھا جیسے کبھی کچھ ہوا ہی نہ ہو. دادا صاحب بغیر کسی تاثر کے بس لیے دیے سے انداز میں ہاں یا ناں میں جواب دے کر خاموشی سے اسے سنے جاتے. ارمان ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہا تھا. وہ کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا. وہ اب ایک پل کی بھی تاخیر نہیں کرنا چاہتا

تھا اسی لیے شام کو ڈنر کے بعد جب دادا صاحب چہل قدمی کی غرض سے لان میں گئے تو وہ بھی ان کے پیچھے وہیں چلا آیا. کچھ دیر خاموشی چھائی رہی پھر بالآخر ارمان اپنی ہمت مجتمع کرتے ہوئے بولا.

"آئی ایم رئیلی سوری..... میں نے آپ سب کا کہنا نہ مان کر بہت غلط کیا پر یقین کریں مجھے جلد ہی اس بات کا احساس ہو گیا تھا..... خود کو آپ سب سے دور رکھ کے میں نے واقعی بہت غلط کیا مگر میں کیا کرتا؟ میں اپنی نافرمانی اور بد تمیزیوں پر بے حد شرمندہ تھا.... میری ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی سب کا سامنا کرنے کی. مگر میں جان گیا ہوں اصل خوشی ساتھ رہنے میں ہے اور میں کبھی آپ کا یہ احسان نہیں بھولوں گا کہ میری تمام غلطیوں کو پس پشت ڈال کر آپ نے مجھے معاف کر دیا." ارمان شرمندہ شرمندہ سا معافی مانگتے ہوئے اپنی صفائیاں پیش کر رہا تھا.

دیر سے ہی سہی پر ارمان آ گیا تھا اور دادا صاحب بھی یہی چاہتے تھے کہ ارمان خود آگے بڑھ کر نہ صرف ان سے معافی مانگے بلکہ انہیں منائے بھی. دادا صاحب ارمان کے بدلے ہوئے رویے اور شرمندگی کو نوٹ کر چکے تھے.

"اور اگر تم اس بار بھی نہ آتے تو سچ کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے بہت مار کھاتے (پھر کچھ توقف کے بعد بولے)

بعض اوقات غلطی کا احساس ہو جانا ہی کافی نہیں ہوتا بلکہ ازالے کے لیے بھی کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہے. چیزوں کو ٹھیک کرنے کے لیے ان سے دور نہیں جایا جاتا بلکہ ان کے پاس رہ کر اس کا سدباب کیا جاتا ہے. دور جانا کہاں کی عقلمندی ہے؟؟؟ خود بھی تکلیف میں رہے ہمیں بھی تکلیف میں رکھا......اب بھی پریشے بیچ میں مداخلت نہ کرتی تو تم میں ہمت ہی نہ ہوتی." دادا صاحب تو جیسے ارمان کی پہل کا انتظار کر رہے تھے جوابا بر ہمی سے بازپرس کرنے لگے.

"دراصل اس ساری صورتحال سے, میں بہت Pessimistic ہو گیا تھا. ہر کوئی مجھے نصیحت کر رہا تھا لیکن کوئی بھی مجھے حل تجویز نہیں کر رہا تھا.....میں اس سب سے بھاگنے لگا اور راہ فرار کے طور پر میں نے دوری اختیار کر لی......پریشے نے نہ صرف مجھے راہ دکھائی بلکہ میری ہمت بھی بندھائی. آپ کی بات سچ ہے وہ اس مسئلے میں نہ پڑتی تو میں شاید ہمت ہی نہ کر پاتا." ارمان نے ایمانداری سے اپنا احتساب کیا لان میں بچھی کرسی پر براجمان دادا صاحب نے آہستگی سے اٹھ کر دوبارہ سے چہل قدمی شروع کی تو ارمان بھی ان کے ساتھ ساتھ ہی چلنے لگا. کچھ دیر دادا صاحب دانستہ خاموش رہے اس کے بعد دوبارہ سے سلسلہ کلام جوڑتے ہوئے بولے.

"جہاں تک میں جانتا ہوں تمہیں کبھی کسی دوسرے کے سہارے کی ضرورت نہیں پڑی.... تم جانتے بھی ہو کہ میں تم سے ناراض نہیں تھا مگر جب میں نے تمہیں چیزوں کو صحیح کرنے کی بجائے یوں حوصلہ ہارتے اور خود سے ہی اندازے لگاتے دیکھا تب کام میری برداشت سے باہر ہو گیا تھا..... میں نے سوچ لیا تھا کہ جب تک تم کوشش نہیں کرو گے پہل میں بھی نہیں کروں گا."

"اچھاناں!!! اب تو چھوڑیں ناراضگی....آپ کو مناتے مناتے آدھا رہ گیا ہے آپ کا ارمان." ارمان کے بے چارگی سے کہنے پر دونوں نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور بے ساختہ قہقہ لگا کر ہنس پڑے.

ارمان نے ملنے کے لیے دونوں بازو وا کیے تو دادا صاحب نے "الو کا پٹھہ" کہتے ہوئے اسے ساتھ لگالیا اور دادا صاحب سے بغل گیر ہوتا ارمان اس لفظ پر ٹھٹکا تھا کیونکہ پریشے کی بات حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی تھی. دادا صاحب نے نہ صرف اسے معاف کر دیا تھا بلکہ "الو کا پٹھہ" کہتے ہوئے ارمان کو ساتھ بھی لگایا تھا. ارمان نے طمانیت کے ساتھ مسکراتے ہوئے آنکھیں موند لیں تھیں اور یہ منظر کھڑکی سے دادی جان، سارہ، پریشے، سحر اور ریحان نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور سبھی نے مسکرا کر صدق دل سے اس گھر کی دائمی خوشیوں کے لئے دعا کی تھی. سب جانتے تھے کہ اب سب کچھ

بہتر ہونے جا رہا ہے. پھر اس شام کسی نے دادا صاحب اور ارمان کو ڈسٹرب نہیں کیا. وہ دادا پوتا کافی دیر تک باتیں کرتے رہے تھے. ارمان نے نہ صرف ان کے لیے خود چائے بنائی بلکہ انہیں دوائیاں دے کر وقت پر سلا بھی دیا تھا.

****

دادا صاحب کی ارمان کے ساتھ ناراضگی کیا دور ہوئی "ملک ولاز" کی خوشیاں دوبارہ لوٹ آئیں. ہر طرف ایک رونق سی ہو گئی تھی. ہر کوئی خوش و مطمئن دکھائی دے رہا تھا. ارمان کے دل سے شرمندگی کا بوجھ ہٹا تو اس نے خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کیا. وہ اب خوش بھی تھا اور مطمئن بھی. اور یہ سب پریشے کی بدولت ہو سکا تھا.

ارمان کے دل پر پریشے اپنی پوری اچھائیوں سمیت قابض ہو چکی تھی. وہ آہستہ آہستہ پریشے کے سحر میں گرفتار ہو رہا تھا اور اب اس گرفتاری سے فرار چاہتا بھی کون تھا؟ وہ اپنے دل کی پل پل بدلتی کیفیات کو پوری جزیات سمیت محسوس کر رہا تھا. دلی انکشاف کے یہ لمحات ارمان کے لیے بے حد خوبصورت تھے.

پریشے نے ارمان میں واضح تبدیلی محسوس کی تھی. وہ جب بھی ارمان کے سامنے آتی اس کو ارمان کی آنکھیں کسی جذبے کے تحت چمکتی ہوئی محسوس ہوتیں. ارمان کا بات بے بات اسے بلاتے رہنا، اپنے کاموں میں مصروف رکھنا, سب کے سامنے اسے

شرارت سے چھیڑنا, رات دیر تک اس سے کسی عام مسئلے پر بات کرنا, کبھی یک ٹک اسے اپنی طرف دیکھتے پانا یہ سب پریشے سے چھپا نہیں رہ سکا تھا. پر جو بھی تھا وہ ارمان کو اتنا خوش اور مطمئن دیکھ کر خوشی محسوس کر رہی تھی.

تقریباً ایک ہفتہ ہو چکا تھا انہیں یہاں آئے. سارہ بھی چند دن رہ کے شہروز کے ساتھ واپس جا چکی تھی. اب پیچھے دادا صاحب، دادی جان، ارمان, ریشے، سحر اور ریحان تھے. ارمان جتنی دیر بھی "ملک ولاز" میں تھا وہ اپنی زیر نگرانی فیکٹری اور زمینوں کے کام کرواتا رہا تھا.

وہ ایک جاتی سردیوں کی عام سی صبحِ تھی. اتوار کا دن تھا. نہ ارمان زمینوں پر گیا تھا اور نہ ہی ریحان فیکٹری وزٹ پہ. لہٰذا صبح ناشتے کے دوران ہی ارمان اور ریحان سر جوڑے یہ پلاننگ کر رہے تھے کہ ویک اینڈ کیسے گزارا جائے.

"کیا خیال ہے بھائی ایک کرکٹ کی گیم نہ ہو جائے؟"

ریحان گلاس میں اورنج جوس انڈیلتے ہوئے ارمان سے مخاطب ہوا جو تقریباً ناشتہ ختم کر چکا تھا.

"گڈ آئیڈیا....پر باقی کھلاڑی کہاں سے لائیں گے؟" نیپکن سے منہ صاف کرتے ہوئے ارمان نے پوچھا.

"ارے ہم ہیں ناں.... میں اور بھابھی! ہم دونوں بھی کھیلیں گیں." اب کے سحر نے بھی پر جوش ہوتے ہوئے گفتگو میں حصہ لیا پھر ساتھ ہی پریشے سے بھی تصدیق چاہی.

"ہے ناں بھابھی!!.... آپ کھیلیں گی ناں؟"

"آف کورس کھیلوں گی." پریشے نے بھی دلچسپی لیتے ہوئے خوشی خوشی حامی بھری تھی. پل بھر میں ہی پریشے اور سحر بچوں کی طرح ایکسائٹڈ ہو گئیں تھیں.

"اور باقی کے پلئیرز؟" ارمان زیر لب مسکراتے ہوئے ریحان سے مخاطب ہوا

"ارے وہ لالی اور شمسی ہیں ناں...... ان کو بنالیں گے."

ریحان نے "ملک ولاز" میں کام کرنے والے ملازمین کا نام لے کر گویا بات ہی ختم کر دی.

"ڈن! پھر تم سب کو اکٹھا کرو تاکہ گیم شروع کی جاسکے.... داداصاحب آپ ایمپائر بنے گے اور دونوں خواتین اپنے اپنے دوپٹے کس لیں ..... آج بہت ٹائیٹ قسم کی گیم ہونے والی ہے." ارمان کرسی سے اٹھتے وقت ریحان کو تاکید کرنے کے ساتھ

ساتھ دادا صاحب کو بھی گیم گھسیٹ رہا تھا جبکہ دوپٹا کسنے والی بات اس نے پریشے اور سحر کو شرارتا کی تھی جس پر حسب توقع سحر چلا اٹھی تھی.

"خواتین کس کو بولا؟؟...اور....اور..ہم نہیں دوپٹے کسنے والیں.... ہم بھی فل فارم میں آئیں گی."سحر صدماتی کیفیت میں گھری احتجاجا چلا اٹھی.اسے خود کا اور اپنی ینگ سی بھابھی کا خواتین بلائے جانا انتہائی گراں گزرا تھا جس کا اظہار کیے بغیر وہ نہ رہ سکی تھی.

"اچھا جی؟" ارمان نے چڑا دینے والی مسکراہٹ پاس کی جس پر اس بار پریشے بھی چڑ گئی.

"ہاں جی! جی...." پریشے نے اسی انداز میں جوابا کہا تو دادا صاحب مصنوعی طور پر کھانسنے لگے. مقصد صرف ارمان کو یہ باور کروانا تھا کہ پریشے بھی کسی طور پر کم نہیں ہے.ارمان دادا صاحب کی اس شرارت کو بھانپتے ہوئے دلکشی سے مسکرا دیا تھا جبکہ دادا صاحب نے مسکراہٹ چھپانے کے لیے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگا لیا تھا.

پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد سب ہی "ملک ولاز" کے وسیع و عریض لان میں موجود تھے جہاں کرکٹ میچ کھیلا جانا تھا. سحر کے کہنے کے مطابق سب نے وائیٹ شرٹس اور بلیو جینز پہنی ہوئیں تھیں. ارمان آنکھوں پر شیڈز لگائے, بلیو جینز اور وائیٹ شرٹ پر ہم

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رنگ جو گرز پہنے اپنی شرٹ کے آستین کو کہنیوں تک فولڈ کرتا دادا صاحب سے بات کر رہا تھا جنہیں ارمان نے زبردستی اپنے شوق سے جینز اور شرٹ پہنائی تھی اور جسے پہن کر وہ انتہائی گریس فل لگ رہے تھے. وہ ابھی باقی سب کی بابت پوچھنے ہی والا تھا کہ اتنے میں ہی اسے سحر اور پریشے کسی بات پر ہنستے ہوئے آتی دکھائی دیں.

وائیٹ شرٹ اور بلیو جینز کے ساتھ وائیٹ ہم رنگ شوز پہنے, بالوں کی اونچی سی پونی ٹیل بنائے, سر پہ پی کیپ پہنے، جب وہ چہرے کے اطراف میں آئی لٹوں کو پیچھے کرتے سحر کے ہمراہ لان میں آئی تو ارمان کو تو گویا چپ ہی لگ گئی. اس نے پریشے کو ہمیشہ مشرقی لباس میں دیکھا تھا. آج اسے ویسٹرن انداز میں تیار دیکھ کر تو وہ مبہوت سارہ گیا تھا.

"ریحان کہاں ہے؟" سحر نے لان میں نظر دوڑاتے ہوئے ارمان سے پوچھا تو ارمان جس کی پریشے کو دیکھ کر سیٹی گم ہو گئی تھی جلدی سے خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولا

"وہ لالی اور شمسی کو لینے گیا ہے......"

دادی جان دادا صاحب کے ہمراہ شیڈز کے نیچے بیٹھی ہوئیں تھیں. سامنے ٹیبل پر پانی, جوس اور انواع و اقسام کے پھل پڑے ہوئے تھے.

"پریشے!... سحر!...دونوں پہلے جوس پی لو پھر کھیلنا شروع کرنا.... تم دونوں نے تو ڈھنگ سے ناشتہ بھی نہیں کیا." دادی جان نے اپنی ازلی فکر مندی سے سے مجبور ہو کر پریشے اور سحر کو آواز دی تو دونوں فوراً سے بیشتر دادی جان کے پاس پہنچیں اور ان کی تسلی کے لیے فٹافٹ جوس کا گلاس ختم کیا. دادی جان نے دونوں لڑکیوں کو قریب سے دیکھا تو فوراً پاس کھڑی ماسی خیراں سے بولیں.

"جا جلدی سے جا کر مرچیں لے آ.... میں پہلے اپنی بچیوں کی نظر تو اتار لوں.... دیکھو تو کیسے انگریزنیاں لگ رہی ہیں دونوں." دادی جان کے پیار پر پریشے اور سحر جھینپتے ہوئے ان کے ساتھ ہی لگ گئیں. دادی جان نے دونوں کو ساتھ لپٹا کر پیار کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی نظر بھی اتاری کہ اتنے میں ہی ریحان شمسی اور لالی کے ساتھ آتا دکھائی دیا.

(شمسی چھوٹے قد کا درمیانی عمر کا لڑکا تھا جبکہ لالی سرخ و سفید موٹے موٹے نقوش والی اٹھائیس سال کی لڑکی تھی. دونوں "ملک ولاز" میں کام کرتے تھے پر دونوں کی آپس میں کم ہی بنتی تھی. دادا صاحب سے لے کر ریحان تک سبھی لوگ انہیں فیملی کی طرح ٹریٹ کرتے تھے. ان کے کھانے پینے سے لے کر پہننے اوڑھنے تک یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ وہ یہاں کام کرتے ہیں. دونوں ہی یتیم تھے اسی لیے دادا صاحب نے"

ملک ولاز" کے سرونٹ کوارٹرز میں ان کو مستقل جگہ دی ہوئی تھی. یہی وجہ تھی کہ شمسی اور لالی نہ صرف محنتی اور وفادار ثابت ہوئے تھے بلکہ ہر وقت ان کا دم بھی بھرتے رہتے تھے)

"کہاں رہ گیا تھا یار؟" ارمان نے چھوٹتے ہی ریحان سے پوچھا.

"بس بھائی وہ شمسی کی چیک والی شرٹ نہیں مل رہی تھی. وہ ملی تو پتہ لگا کہ پینٹ بڑی ہے.......بس جی!!! پھر کیا تھا؟ کاٹ ڈالی نیچے سے پینٹ....ان صاحب کو تیار کیا تو لالی باجی اڑ گئیں..... کہتیں کہ میں تو اپنا لال والا سوٹ پہن کر جاؤں گی ورنہ نہیں.....اب سوٹ پہنا تو لازمی تھا کہ میچنگ پراندہ اور میچنگ جیولری بھی ہو..... بس جی کیا کریں؟ ہماری پٹھانی باجی کے پنجابیوں والے شوق." ریحان نے اپنے مخصوص انداز میں تفصیل سے آگاہ کیا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی.

چھوٹے مگر درمیانے قد کے شمسی نے چیک والی شرٹ کے ساتھ بلیو پینٹ پہنی تھی جس کو قینچی سے کاٹ کر چھوٹا کیا گیا تھا اور اس کے ریشے نکل آئے تھے. جبکہ لالی باجی لال رنگ کے پٹیالہ شلوار قمیض میں کس کے پراندہ ڈالے پنجابی فلموں کی ہیروئین کو بھی مات دے رہی تھی.

"اوکے تو دو ٹیمز ہوں گی....ایک کے کیپٹن ارمان بھائی اور دوسری ٹیم کا کیپٹن بھابھی کو بنا دیتے ہیں. "ریحان کے پریشے کو کیپٹن اناؤنس کرنے پر پریشے ایک دم بوکھلا سی گئی.

"میں کیسے ؟؟ مجھے تو زیادہ پتہ بھی نہیں ہے...."پریشے منمنانے لگی.

"ارے میری پیاری بھابھی جان !! میں ہوں ناں آپ کے ساتھ..... فکر ناٹ !"

ریحان نے پریشے کی ٹیم میں اپنی شمولیت کا بتاتے ہوئے اسے تسلی دی.

"پھر میں ارمان بھائی کی ٹیم میں آجاتی ہوں.. "

سحر خوشی سے چہکتے ہوئے ارمان کے ساتھ جا کھڑی ہوئی.سب سے زیادہ پرجوش بھی وہاں سحر ہی تھی.

"اچھا جی! تو اب پیچھے رہ گئے ہیں دو افراد."ریحان کی پر سوچ آواز ابھری تو سحر فٹافٹ ارمان کے کان میں گھس کر بولی

"لالی کو اپنی ٹیم میں لے لیں......اس کا نشانہ بڑا پکا ہوتا ہے. میں ہمیشہ لال بیگ اور چھپکلیاں اسی سے مرواتی ہوں......ایمان سے چن چن کے مارتی ہے."سحر ارمان کے کان میں گھسی اسے اپنے مشورے سے نواز رہی تھی.ارمان نے بھی سحر کی بات پر لبیک کہتے ہوئے آؤ دیکھا نہ تاؤ بس جھٹ سے اعلان کیا.

"لالی ہماری ٹیم میں ہو گی."

"ٹھیک ہے تو پھر شمسی ہماری ٹیم میں...." ریحان نے شمسی کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.

میچ کے آغاز میں دادا صاحب نے ٹاس کیا تو ارمان کی ٹیم نے ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کا فیصلہ کیا. میچ شروع ہو چکا تھا. بیٹنگ کے لیے پہلے سحر میدان میں اتری تھی. پریشے کی ٹیم میں سے شمسی باؤلنگ کروا رہا تھا جبکہ پریشے اور ریحان فیلڈ نگ کروا رہے تھے. شوق شوق میں سحر کافی اچھی بیٹنگ کروا رہی تھی کیونکہ شمسی باؤلنگ ہی ایسی ناکارہ کروا رہا تھا.

"شمسی تجھے کوئی روٹی نہیں پوچھتا؟" ریحان شمسی کی کارکردگی پر تلملاتے ہوئے اس کے سر پہ جا پہنچا.

"پوچھتا ہے نہ بھائی جی... تین ٹیم (ٹائم) کی کھاتا ہے شمسی....." شمسی خوشی خوشی تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا.

تو جان لگا ناں!! اتنا پِس کھیلے گا تو وہ لوگ تو جیت جائیں گے ناں...." ریحان شمسی کو سمجھاتے ہوئے بے چارگی سے بولا. جس پر شمسی نے تابعداری سے سر کو زور زور سے اثبات میں ہلایا. پھر اس کے بعد شمسی نے کچھ اس نوعیت کی باؤلنگ کروائی کہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Article|Books|Poetry|Interviews

جہاں سحر کا چوکہ لگ رہا تھا اب چھکے لگ رہے تھے. ٹینشن سے پریشے نے جہاں ناخن چبانا شروع کر دیئے وہیں ریحان کے تو تلوؤں پر لگی اور سر پر بجھی.

"یہ مرؤاے گا سالا!" ریحان سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑبڑایا.

سحر بڑے مزے سے اتنی ہلکی باؤلنگ پر چوکے لگا رہی تھی کہ ریحان کا تو صبر کا پیمانہ ہی لبریز ہو گیا. وہ دھپ دھپ کرتا ایک بار پھر شمسی کے سر جا پہنچا.

"اپنی سحر باجی تو آفریدی سے بھی اچھا کھیل رہیں ہیں."

ریحان شمسی کی کلاس لینے پہنچا تو اسے سحر کی بیٹنگ سے متاثر ہو کر اس کی تعریف میں رطب النساء پایا.

"ابے تو ہماری سائیڈ پر ہے یا ان کی؟؟.....سالے ایک بھی ڈھنگ کی بال نہیں کروائی....اب تو نے اسے آؤٹ نہیں کیا ناں تو گنجا کر دوں گا تجھے..... سمجھا؟؟"

ریحان نے کھڑے کھڑے شمسی کی طبعیت صاف کر کے آخر میں اسے دھمکی دی جو کہ کافی کارگر رہی. شمسی اب رکھ رکھ کے باؤلنگ کروا رہا تھا ایسے جیسے کوئی پتھر کھینچ کر مار رہا ہو. ایک عدد ایسی ہی طوفانی قسم کی باؤلنگ کی وجہ سے بالآخر سحر آؤٹ ہو ہی گئی تھی. شمسی، پریشے اور ریحان تو خوشی سے جھوم اٹھے تھے.

"پہلے ہی ایسی باؤلنگ کروادیتا تو کم از کم اتنے رنز تو نہ بنتے ان کے." ریحان کو خوشی کے ساتھ ساتھ شمسی پہ تاؤ بھی آرہا تھا.

"اب سائیڈ پر ہو کر فیلڈ نگ کرواور خبر دار جو ایک بھی کیچ مس کیا تو.....جب تک تجھے ڈانٹ نہ پڑے تیرے کام میں سدھار نہیں آتا."

شیڈز میں بیٹھے ارمان نے اس دوران شمسی کی بیو قوفیوں کے خوب مزے لیے تھے. وہ با قاعدہ اونچی اونچی قہقہے لگا رہا تھا کیونکہ صورت حال ہی کچھ ایسی ہو جاتی تھی. اب سحر کے آؤٹ ہونے پر ارمان نے لالی کو میدان میں اتارا تھا. لالی کی طبعیت کے پیش نظر ریحان نے پریشے سے مشورہ کر کے خود باؤلنگ کا فیصلہ کیا تھا. اسے لگا تھا کہ وہ لالی کو جلد ہی آؤٹ کرادے گا. (ایسا صرف اسے لگا تھا)

جبکہ شمسی چاہتا تھا کہ وہ خود لالی کو آؤٹ کرے کیونکہ جس طرح عام زندگی میں بھی ان کا اینٹ کتے کا بیر تھا وہ اپنے ہاتھوں سے اسے آؤٹ کر کے یہ نیک کام کرنا چاہتا تھا پر چونکہ اس کے اورز بھی پورے ہو چکے تھے اور کچھ اس نے کارکردگی ہی ایسی دکھائی تھی کہ ریحان اس سے دوبارہ باؤلنگ کروانے کے حق میں نہیں تھا. لہذا شمسی کو مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق فیلڈ نگ ہی کروانی پڑی تھی.

لالی نے اپنا دوپٹہ کسا، پراندے کو ایک جھٹکے سے پیچھے کیا اور پورے جوش سے اپنی پوزیشن سنبھالی_ اور اب ہاتھ میں پکڑے بیٹ کو بڑی عقیدت سے دیکھنے میں مصروف تھی جب ریحان نے اسے ٹوکا.

"اتنی گھور کے بیٹ کو دیکھ رہی ہیں.. کیا بات ہے بیٹ کی کوالٹی پر شک ہے؟"

"ارے نہیں ریحان بابا! ام کو (مجھے) بچپن سے ہی کرکٹ کھیلنے کا بوت (بہت) شوق تھا بس کبھی موقع نہیں ملا اور آج....."

لالی سب کو اپنی دیرینہ خواہش کے بارے میں بڑے جوش و خروش سے بتا رہی تھی.

تقریر لمبی ہوتے دیکھ ارمان گھبرا کر چلا اٹھا

"چک دے پھٹے لالی!!!!! " ارمان کا نعرہ کار گر رہا

لالی نے جوش سے ہوا میں بیٹ لہرایا اور لالی کے اس اقدام پر ریحان کو جھکنا پڑا ورنہ کچھ بعید نہیں تھی کہ ریحان کے سر پر آلو بن جاتا

دادا صاحب کی وسل پہ سب اپنی اپنی جگہ پر دوبارہ کھڑے ہوئے اور میچ ایک بار پھر شروع کیا گیا. لالی سے پہلی بال مس ہوئی تو شمسی دانت نکوستے ہوئے شوخی سے بولا.

"او میں تو پہلے ہی کہا تھا یہ تیرے بس کی بات نہیں_ ہے."

" مجھ سے بس کی بات نہ کیا کر شمسی.... جتنا مجھ میں ہے نہ اس کا چوتھائی بھی تجھ میں نہیں ہونا."

لالی کے تو تلووں پہ لگی اور سر پر بجھی تھی. اس نے ایک منٹ میں حساب چکتا کیا تھا.

"اوو... جاجا... ایک بیٹ تو ڈھنگ سے گھمایا نہیں جارہا." شمسی کی زبان پر مسلسل کھجلی ہو رہی تھی وہ بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا.

جواب میں لالی نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا. معاملہ ٹھنڈا کروانے کے لیے ریحان پھر سے میدان میں کودا. اس دوران دادا صاحب نے وسل بھی کی لیکن لالی باجی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھیں. آخر پٹھان کا خون جو تھا.

"شمسی باز آجا!! لالی باجی لالو لال ہو گئی ہیں..... تو بھی جب تک بستی (بے عزتی) نہیں کرائے گا باز نہیں آئے گا." ریحان معاملہ رفع دفع کرانے کی اپنی سی سعی کر رہا تھا.

"نہیں ریحان بابا! آپ رہنے دو.... ام اس بیٹ سے ایسی بال گھمائے گا کہ اسے اپنا نانی یاد آجائے گا."

خیر اس کے بعد جب دوبارہ ریحان نے بال کروائی تو لالی نے ایسا شارٹ مارا کہ بال ٹھک کر کے شمسی کے گھٹنے پہ لگی اور وہ "اوئی اللہ!" کرتا دوہرا ہو گیا.

لالی عجیب و غریب قہقہے لگا کے ہنسی تو ارمان اور سحر کی بھی ہنسی چھوٹ گئی. البتہ پریشے جھک کر شمسی کا گھٹنہ دیکھ رہی تھی. ٹھیک اسی طرح متواتر جب شمسی کے تیسری اور چوتھی بار بھی گھٹنے پر بال لگی تو وہ چلا اٹھا.

"میں نہیں کھیلتا ایسی گیم جس میں گوڈے گٹے ہی سلامت نہ رہیں." شمسی روہانسا ہی ہو گیا.

"ہن آرام ای؟.....ہور پنگے لے اک پنجابی پٹھان نال."

لالی ناک پہ سے مکھی اڑاتے ہوئے بولی.

صورت حال کچھ ایسے بدلی کہ پریشے بھی زیر لب مسکرا اٹھی پر سب کو ایسے ہنستے دیکھ اسے شمسی کی حالت پر رحم آیا.

"No violence! (تشدد پر ممانعت)

"جو حکم!!" ارمان تابعداری سے سر کو خم دیتے ہوئے بولا. اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک اور چہرے پر ایسی جاندار مسکراہٹ تھی کہ پریشے کا دل یکبارگی زور سے دھڑکا.

دونوں ٹیمز میں ڈسکشن ہوئی اور کھیل دوبارہ جاری کیا گیا. ریحان لالی کو آؤٹ کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا. اب بیٹنگ کی باری ارمان کی تھی. کچھ دیر تک باؤلنگ کروانے

کے بعد جب ریحان کے اورز ختم ہوئے تو ارمان کو باؤلنگ کروانے کے لیے پریشے میدان میں اتری جس پر سحر اور ریحان معنی خیزی سے گلا کھنکھارنے لگے.

"اب آئے گا اونٹ پہاڑ کے نیچے."ریحان نے جملہ کسا تو سب مسکرانے لگے.

"Let's see!". (دیکھتے ہیں)

ارمان بے فکری سے کہتا گراؤنڈ پر ماہرانہ انداز میں بیٹ جمانے لگا.ارمان کے اس انداز پر تو پریشے بھی گڑبڑا گئی تھی.اس کا باؤلنگ کا کچھ خاص تجربہ نہیں تھا.

"یااللہ! میری عزت رکھ لینا." پریشے دل ہی دل میں اللہ سے مخاطب ہوئی.اس نے ایک پل کو آنکھیں بند کر کے ہمت مجتمع کی اور پھر اللہ کا نام لے کر جیسے ہی بال کروائی وہ سیدھا بیٹ سے ٹچ ہوتی ہوئی وکٹیں اڑا گئی.ارمان تو حواس باختہ ہی رہ گیا تھا.اسے تو سمجھ ہی نہیں آئی کہ اس کے ساتھ ہوئی کیا؟ جبکہ پریشے بچوں کی طرح گراؤنڈ میں اچھل رہی تھی.ارمان کی مخالف ٹیم کے تینوں کھلاڑی شور مچا رہے تھے.

"واہ بھابھی! مزہ آگیا.....مان گئے آپ کو." ریحان نے پریشے کی کارکردگی سے متاثر ہوتے ہوئے کہا.

"بھابھی تسی گریٹ ہو....بھائی کو اپنی پہلی بال پر ہی آؤٹ کرا دیا."شمسی خوش ہونے کے ساتھ حیران بھی تھا جبکہ پریشے مسلسل مسکرا رہی تھی.

"میں جانتا تھا یہ لڑکا پریشے کی پہلی بال پر ہی آؤٹ ہو جائے گا.... یہی ایک لڑکی ہے جو ایسا زبردست ہٹ لگا سکتی ہے۔" دادا صاحب بڑی معنی خیز بات کر گئے تھے جس پر ارمان کھسیانہ سا ہو کر ہنس پڑا تھا جبکہ پریشے نا سمجھی سے دادا صاحب کو دیکھنے لگی۔ باقی جس کو جتنی سمجھ آئی وہ دادا صاحب کی دور اندیشی کی داد دے رہا تھا۔

میچ بریک چلا۔ سب فریش ہوئے، ریفریشمنٹس لیں اور ایک بار پھر میچ کا آغاز ہوا۔ اب باؤلنگ کی باری ارمان کی ٹیم کی تھی۔ سب سے پہلے بیٹنگ کا فیصلہ شمسی کے حق میں ہوا تو باؤلنگ کیلئے سحر میدان میں آئی۔

شمسی بیٹنگ میں بڑا پکا نکلا۔ جو گھما گھما کے شارٹس مارے کہ سب کو ہی حیران کر دیا۔

کھیل کھیل کر سحر کے اور زختم ہوئے تو لالی میدان میں آئی۔ بس پھر تو شمسی کا ٹکا رہنا مشکل ہی تھا اور بالآخر وہ آؤٹ ہو گیا اور شمسی کے آؤٹ ہونے پر بے ساختہ ارمان نے منہ پر ہاتھ پھیر کر شکر ادا کیا تھا۔ اب لالی کے مدمقابل ریحان تھا اور حیرت انگیز طور پر ریحان جلد ہی آؤٹ ہو گیا تھا۔ میچ بڑا گھمبیر ہو چکا تھا کیونکہ بس ایک کھلاڑی بچا تھا اور رنز کی اشد ضرورت تھی۔ پریشے پر دباؤ بڑھ رہا تھا لیکن وہ پورے عزم اور جستجو کے ساتھ کھیل رہی تھی اور بھاگ بھاگ کے رنز بنا رہی تھی۔ پرفارمنس کچھ اتنی خاص نہیں تھی پر پھر بھی وہ کرکٹ کے محاذ پر ڈٹی ہوئی تھی۔ شروعات میں لالی پریشے کو

باؤلنگ کروا رہی تھی لیکن اوورز کے ختم ہو جانے پر اس کی جگہ ارمان نے سنبھالی تھی۔ وہ چہرے پر بڑی ہی پراسرار قسم کی مسکراہٹ سجائے سامنے آیا تھا۔ انداز سراسر جتانے والا تھا۔

"کم اون بھائی.... بھابھی کو جلدی آؤٹ کریئے گا۔ ان کی ٹیم کے کچھ ہی رنز رہ گئے ہیں..... اگر وہ آؤٹ نہ ہوئیں تو جیت جائیں گی۔" سحر ارمان کو چیئر اپ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا خدشہ بھی ظاہر کر رہی تھی۔

سب اپنی اپنی پوزیشن دوبارہ سنبھال چکے تھے۔ گیم اپنے کلائمیکس پر تھا۔ اب تو شیڈز کے نیچے بیٹھی دادی جان کے تجسس نے بھی سر ابھارا تھا۔ محظ بارہ رنز چاہیئے تھے۔

"کون جیتے گا؟" دادی جان نے بڑی آہستگی سے پوچھا مبادا کہیں تسلسل نہ ٹوٹ جائے۔

"جیت کسی کی بھی ہو مگر ہار تمہارے پوتے کی ہی ہو گی۔" داداصاحب نے معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے کہا جو دادی جان کے خاک پلے نہیں پڑا فوراً دہل کر بولیں۔

" اللہ نہ کرے... کیسی باتیں کرتے ہیں؟"

جس پر داداصاحب مسکراتے ہوئے بس نفی میں سر ہلا کر رہ گئے۔ ارمان مسلسل بالز ضائع کروا رہا تھا۔ پریشے پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا اسی لیے اس پر جھنجھلاہٹ سوار ہو گئی تھی۔ جبکہ ارمان بڑی مہارت سے اپنا داؤ پھینک رہا تھا۔ پریشے نے بھی جب جوش میں

آ کر بلا گھمایا تو بال سیدھی "ملک ولاز" کے باہر جا گری. بالآخر چھکہ لگ ہی گیا تھا.
پریشے کی تو خوشی سے باریک باریک چیخیں ہی نکل گئیں تھیں جس پر پاس کھڑے
ارمان اور ریحان نے بے ساختہ اپنے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا.
اب صرف چھ رنز چاہیے تھے اور دو بالز پڑی تھیں. مقابلہ اور سخت ہو گیا تھا. ارمان
جس طرح سے مسکرا رہا تھا پریشے اسے دیکھ کر کنفیوز ہو رہی تھی. پریشے نے ایک نظر
ریحان اور شمسی پر ڈالی جو اسی کو دیکھ رہے تھے پر دونوں کا انداز الگ تھا. ریحان دور سے
ہاتھ کے اشارے سے "آل دی بیسٹ" کہہ رہا تھا جبکہ شمسی تو دل چھوڑے وہیں
گھاس پر نیچے بیٹھ گیا تھا. اس کا تو ٹینشن سے بی پی لو ہو رہا تھا. شمسی کو یوں دیکھ کر پریشے کو
اور ٹینشن ہو رہی تھی. پریشے کو شمسی کی طرف یوں نروس ہوتے دیکھ, ریحان شمسی
کے سر ہو گیا.

"یہ ٹینڈے جیسا منہ کیوں بنا کے بیٹھا ہے؟؟ ایسا لگ رہا ہے کہ اپنے دونوں گردے
جوے میں ہار آیا ہے. چل اٹھ.... شاباش!! تجھے ایسے دیکھ کر تو بھابھی بھی دل چھوڑ
دیں گیں اور اگر ایسا ہوا ناں شمسی!! تو میں بتا رہا ہوں تجھے..... تو نہیں بچے گا میرے
ہاتھوں!" ریحان صحیح معنوں میں شمسی کے لتے لے رہا تھا.

شمسی اپنی بے وقوفیوں پر اکثر ریحان سے طبعیت صاف کرواتا رہتا تھا. ریحان کے کہنے پر شمسی نے اپنی ہونقوں والی شکل درست کی اور کھسیانہ سا ہو کر سر کھجانے لگا. وہاں ارمان کسی رعایت کے موڈ میں نہیں تھا اور یہ اس کے انداز بتا رہے تھے. ارمان نے جیسے ہی پوری قوت سے بال کروائی پریشے نے گھبراہٹ کے مارے آنکھیں میچتے ہوئے اندازے سے بلا گھمایا جو سیدھا بال کو ہٹ کیا اور ایک بار پھر چھکا لگ چکا تھا. پریشے نے بے یقینی سے ایک نظر بال کی جانب دیکھا جو لان کی باؤنڈری کے پار تھی اور دوسری نظر ٹیم کی جانب دیکھا جن کی ہوٹنگ اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ جیت چکے ہیں.

دراصل ارمان نے بال نارمل ہی کروائی تھی. وہ بال ضائع بھی کرواسکتا تھا لیکن اس کا دل بار بار اسے بے ایمانی پر اکسا رہا تھا. اس نے بس دکھانے کو قوت لگائی تھی جبکہ پھینکتے وقت اس کا ہاتھ ہلکا ہی تھا اور اللہ کی طرف سے چھکا لگ چکا تھا. ارمان جو غیر یقینی اور خوشی کے جزبات پریشے کے چہرے پر دیکھنا چاہتا تھا وہ اس کو مل گئے تھے. سحر، ریحان اور شمسی کی ہوٹنگ جاری تھی. لالی تو اپنی بیگم صاحبہ سے کافی متاثر نظر آرہی تھی. دادا صاحب اور دادی جان بھی اٹھ کر لان میں آچکے تھے. وہ بھی بہت خوش

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دکھائی دے رہے تھے. پریشے خوشی سے چہک رہی تھی جبکہ شمسی شوخی سے سینہ پھلائے لالی کی سامنے کھڑا تھا.

"بس کر دے! کرتے کے بٹن ٹوٹ کر گر جائیں گے."ریحان اپنے مخصوص انداز میں مزاح کا عنصر پیدا کرتے ہوئے بولا تو سب کی ہنسی چھوٹ گئی لیکن شمسی بھائی تو شوخے ہی ہو گئے تھے.

"تھوڑا اور زور لگائے گا ناں تو پھٹ جائے گا اور غبارے کی طرح ہوا نکل جائے گی تیری."لالی کہاں باز آنے والی تھی شمسی کی حرکت کا برجستہ جواب دیا جو کہ شمسی کو بھڑکا گیا. پھر تو محاذ ہی چھڑ گیا. سب لوگ یہاں تک کے دادا صاحب اور دادی جان بھی ان کو باز رکھنے میں ناکام رہے. ہر کوئی معاملہ ٹھنڈا کروانا چاہ رہا تھا سوائے پریشے اور ارمان کے. دونوں پیچھے کھڑے یہ ساری کاروائی ملاحظہ فرما رہے تھے. پریشے اس ساری صورتحال سے محظوظ ہو رہی تھی جبکہ ارمان پریشے کو مسلسل اپنی نگاہوں کے ارتکاز میں رکھے ہوئے تھا. خود پر کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی تو پریشے نے دائیں جانب دیکھا جہاں ارمان دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے, پلر سے ٹیک لگائے اسے دیکھنے میں مصروف تھا. انداز کچھ نیا تھا. جو پریشے کو بھی چونکا گیا تھا. پریشے نے وہم سمجھتے ہوئے سر جھٹک کر ارمان کی جانب استفہامیہ نگاہوں سے دیکھا تو ارمان

نے جھٹکے سے آگے کو ہوتے ہوئے پریشے کے بائیں گال پر ہلکی سی جسارت کر ڈالی.

پھر آنکھ دباتے ہوئے شرارتی لہجے میں گویا ہوا.

"Congratulations Captain!"

اور پریشے بنا پلکیں جھپکائے بھونچکی سی وہیں کھڑی رہ گئی. اس نے فوراً سٹپٹا کر ادھر ادھر دیکھا مبادا کسی نے دیکھ نہ لیا ہو مگر سب شمسی اور لالی کی لڑائی ٹھنڈی کروانے میں مصروف تھے. ارمان تو اپنا کام کر کے یہ جا وہ جا جبکہ پریشے گال پر ہاتھ رکھے اپنی دھڑکنیں شمار کرتی رہ گئی. اس قدر انوکھا اور خوشگوار احساس تھا کہ اس کے لب دھیرے سے مسکرا اٹھے اور اب وہ اس جانب دیکھنے لگی جہاں سے ارمان ابھی ابھی اندر کی طرف گیا تھا.

میچ ختم ہونے کے بعد سب تازہ دم ہونے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں چل دیئے تھے جبکہ پریشے کے اندر سے تو شرم کے مارے ہمت ہی جاتی رہی تھی. وہ تازہ دم ہونے کے بجائے سیدھا کچن میں چلی آئی تھی. لالی کے ساتھ مل کر ملک شیک بنایا اور پھر ٹرے اٹھائے بڑے سے لاؤنج میں چلی آئی جہاں سب ایک کر کے چلے آرہے تھے.

" میں نے سوچا اتنے اچھے میچ کے بعد کیوں نہ انرجی بحال کی جائے..." پری نے کہتے ہوئے سب کو گلاس سرو کرنا شروع کیا جسے سب نے ممنونیت کے ساتھ تھام لیا.

"یہ تو بہت نیک کام کیا آپ نے بھابی!! میں تو پورے دو گلاس پیوں گا..... ایک سے تو میری داڑھ بھی گیلی نہیں ہو گی." ریحان نے ٹرے سے دو گلاس ایک ساتھ اٹھاتے ہوئے کہا تو پریشے بے ساختہ مسکرا اٹھی

"سدا کے ندیدے رہنا تم!!" سحر نے اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے افسوس سے نفی میں سر ہلایا.

"اس میں ندیدہ پن کہاں سے آگیا؟؟ بھئی میں تو انرجی ری لوڈ کر رہا ہوں. ساری انرجی تو اس شمسی کو سمجھانے پر ضائع ہو گئی." ریحان نے بڑی ڈھٹائی سے جواز پیش کیا تو سحر جو اسے جواب میں کچھ کہنے ہی جا رہی تھی سامنے سے آتے ارمان کو دیکھ کر احتراماً خاموش ہو گئی. وہ ایسی ہی تھی. ریحان سے جتنا مرضی اس کی لگتی ہو پر ارمان کے سامنے وہ لحاظ کر جاتی تھی. ہر کوئی ان دونوں کی میٹھی نوک جھوک سے محظوظ ہوتا تھا.

ارمان بھی چینج کر کے آچکا تھا اور اب چلتا ہوا دادا صاحب کے بائیں جانب براجمان ہو چکا تھا.

"ایک ہفتے سے آفس سے آف رہا ہوں, بہت سی میٹنگز ڈیو ہیں اور کام کا بھی حرج ہو رہا ہے...... ابھی میرے پی-اے (پرسنل اسسٹنٹ) کا فون تھا. کل میرا آفس ہونا بہت ضروری ہے..... تو اگر آپ اجازت دیں تو ہم آج ہی واپسی کے لئے نکلیں گے ." دادا صاحب کو نپے تلے الفاظ میں ساری صورتحال سے آگاہ کر کے ارمان نے اجازت طلب کی.

"کیوں نہیں جوان! کام پہلے آتا ہے. خیریت سے جاؤ تم دونوں. " دادا صاحب نے ارمان کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے اجازت دی جس پر ارمان بے ساختہ بول اٹھا.

"اب آپ سب ہمارے پاس "ملک ہاؤس" رہنے آئیں گے. میں پہلے ہی بتا رہا ہوں کہ اس بار میں کچھ نہیں سنوں گا."

" تم نا بھی کہتے بیٹا جی! تو میں نے پھر بھی اپنی بہو سے ملنے آنا ہی تھا." دادا صاحب نے پریشے کو محبت سے دیکھتے ہوئے ارمان کو جتایا جس پر وہ احتجاجاً چلا اٹھا.

"یہ فاؤل ہے!! آپ نے تو پارٹی ہی بدل لی."

" اب تو ایسے ہی چلے گا." دادا صاحب نے ہنستے ہوئے دونوں کندھے اچکائے تو وہاں بیٹھے سبھی لوگ خصوصاً پریشے اتنا مان اور پیار ملنے پر خوش دلی سے مسکرا دی. پھر شام

میں داداصاحب کے باغات کہ بے شمار پھلوں, دیگر تحائف اور بہت سی دعاؤں تلے دونوں کو رخصت کیا گیا.

****

گاڑی سڑک پر آنے کے کچھ ہی منٹوں بعد پریشے نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی.

" میری معصوم بیوی!"

ارمان نے ایک نظر سارا دن کی تھکی ہوئی, بے سدھ سوئی پریشے پر ڈالی تو سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے, مسکرا کے سرگوشی میں بولا اور پھر گاڑی کی رفتار مناسب کر دی تاکہ سوئی ہوئی پریشے کی نیند میں خلل پیدا نہ ہو.

پریشے کافی دیر سے سوئی ہوئی تھی.اس کی آنکھ کسی کے بات کرنے کی آواز پر کھلی. آنکھیں کھولیں تو ارمان کسی سے دھیمی آواز میں فون پر بات کر رہا تھا.پریشے نے ذرا کی ذرا نظریں گھمائیں تو اپنے آپ کو گاڑی میں پایا.

"ہیں گاڑی؟" وہ دل ہی دل میں حیران ہوئی پھر دماغ پر ذرا سا زور دینے سے یاد آیا کہ وہ لوگ تو" ملک ولاز" سے گھر واپسی کے لیے نکلے تھے اور اب تو تقریباً پہنچنے ہی والے تھے.اتنی دیر میں ارمان کال ڈسکنیکٹ کر چکا تھا اور اب تھوڑی سی حیران و پریشان پری کو دیکھ کر زیر لب مسکرایا جو دھیمی آواز میں خود کلامی کر رہی تھی.

" حیرت ہے میں اتنی دیر تک سوتی رہی ہوں؟......پتہ ہی نہیں لگا."

"سوری! میری کال کی وجہ سے آپ کی نیند ڈسٹرب ہو گئی.........دراصل دادا صاحب نے خیریت پوچھنے کے لیے فون کیا تھا."ارمان نے بظاہر سنجیدگی سے معذرت کی تھی مگر اس کی آنکھوں میں صاف شرارت ناچ رہی تھی. جبکہ پری یوں ارمان کے معذرت کرنے پر کچھ اور خفیف سی ہو گئی تھی. اسے رہ رہ کے اپنے آپ پر تاؤ آرہا تھا.

"میرا بھی کوئی حال نہیں. کیسے چوڑی ہو کر فرنٹ سیٹ پر سوئی ہوئی تھی......ارمان کیا سوچتے ہوں گے؟"پریشے نے دل ہی دل میں اپنے آپ کو خوب ملامت کی.

گھر آچکا تھا. وہ سیدھی جاکر فریش ہوئی اور پھر ارمان کے لئے چائے بنانے کچن میں چل دی. ارمان کو چائے دے کر وہ سامان ان پیک کرنے لگی. سامان واپس اپنی جگہ پر رکھ کر وہ جیسے ہی پیچھے مڑی تو ارمان کو بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے نیم دراز پایا. وہ آنکھیں بند کیے, ہاتھ کو مٹھی کی شکل میں بنائے, اپنے سر پر ہلکی ہلکی ضربیں دے رہا تھا. جس سے صاف ظاہر تھا کہ اسے شدید سر درد ہو رہا تھا.

"آپ نے سر درد کی کوئی ٹیبلیٹ لی؟" پریشے نے فکر مندی سے پوچھا تو ضرب لگاتے ارمان کے ہاتھ ایک پل کے لیے رکے تھے لیکن اگلے ہی لمحے اس نے اپنے عمل کو جاری رکھتے ہوئے, بغیر آنکھیں وا کیے آہستگی سے کہا

"نکلنے سے پہلے لی تھی پر کوئی فائدہ نہیں ہوا."

"لائیں میں سر دبا دیتی ہوں. دیکھیئے گا انشاءاللہ آپ کو بہتر محسوس ہوگا." پریشے نے نہ صرف مخلصانہ پیشکش کی بلکہ ارمان کے جواب کا انتظار کئے بغیر بیڈ کی دوسری جانب سے آکر وہیں اس کے پاس بیٹھ گئی.

اس دوران ارمان نے ذرا کی ذرا آنکھیں کھول کر اسے اپنی جانب آتا دیکھا تو تکیے پر سر رکھ کے سیدھا ہو کر لیٹ گیا. درد اتنی شدید تھی کہ وہ منع نہیں کر سکا. پریشے آہستگی سے اپنی دونوں ہتھیلیاں اس کے ماتھے پر رکھ کر دبانے لگی. دباتے دباتے ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ ارمان نے پریشے کا ایک ہاتھ ماتھے سے اٹھا کر اپنے سینے پر رکھا پھر اس پر اپنا بھاری مردانہ ہاتھ رکھ دیا. اس ساری کارروائی کے دوران پریشے کا دباتا ہوا ہاتھ ایک پل کے لیے رکا تھا لیکن اگلے ہی لمحے اس نے ایک ہاتھ سے اپنے دبانے کے عمل کو جاری رکھا تھا. پریشے کا یخ بستہ ہاتھ جب ارمان نے اپنے سینے پر رکھا تو ایک سکون کا احساس اس کی رگ وپے میں سرائیت کر گیا. ارمان کے شرٹ کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوپری بٹن کھلے ہونے کی وجہ سے پریشے اس کے بدن کی گرمائش کو واضح طور پر محسوس کر سکتی تھی. پھر ارمان نے ٹھیک اسی ہاتھ کو اٹھا کر پہلے اپنے لبوں سے لگایا اور پھر اپنی آنکھوں پر رکھ دیا. وہ بند آنکھوں سے, ایک بے خودی کی کیفیت میں یہ سب کر رہا تھا. ارمان پریشے کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کو واضح طور پر محسوس کر سکتا تھا. اس کے بعد ارمان نے پریشے کے دونوں ہاتھ تھام کر اپنے سینے پر رکھے اور چہرہ موڑ کر اس کی جانب دیکھنے لگا جو پلکیں جھکائے شرمائی شرمائی سی سیدھا اس کے دل کے تار چھیڑ گئی تھی.

"سکون مل گیا!" ارمان نے اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھوں کا ہلکا سا دباؤ دیا تو بے ساختہ پریشے کی نظریں اٹھیں اور ارمان کی نظروں سے جا ٹکرائیں جن میں درد کی وجہ سے ہلکے ہلکے گلابی ڈورے بنے ہوئے تھے. ایک فسوں خیز سا لمحہ ان کے درمیان آرکا تھا. چاہتوں نے اپنا حصار دونوں کے گرد باندھ لیا تھا. نئے احساسات جنم لے رہے تھے. ماحول پر ایک عجیب سا سحر طاری ہو رہا تھا جس کے تسلسل کو ارمان کی فون بیل نے توڑا تھا.

ارمان تو صحیح معنوں میں بدمزہ ہوا تھا. اس نے مڑ کے فون کی جانب خون آشام نظروں سے گھورا تو پریشے نے جلدی سے ہاتھ چھڑوا کے اپنے زور زور سے دھڑکتے دل کو قابو

کرنے کی کوشش کی. ارمان نے جھک کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا تو اسکرین پر سارہ کا نام جگمگا رہا تھا.

"ایک تو میرے گھر والوں کی جان کو سکون نہیں ہے. لگتا ہے انہوں نے میری ترقی ہی نہیں ہونے دینی. "ارمان جھنجلاتے ہوئے آہستگی سے بڑبڑایا تو پریشے چہرہ موڑ کر اپنی مسکراہٹ چھپا گئی.

"وعلیکم اسلام! "ارمان نے برا سامنہ بناتے ہوئے سلام کا جواب دیا پر وہاں سے سارہ کی گھبرائی ہوئی آواز سن کر ساتھ ہی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر اسے تسلی دیتے ہوئے جلدی آنے کا کہہ کر فون رکھ دیا.

"خیریت ہے؟" ارمان کو پریشانی میں بعجلت کھڑا ہوتے دیکھ پریشے بول اٹھی.

"نہیں!! .....آپی کی کال تھی انہیں شاید فوڈ پوائزننگ ہو گئی ہے. گھر میں بھی کوئی نہیں ہے. شہروز بھائی بھی دو دن سے اسلام آباد گئے ہوئے ہیں تو انہیں ڈاکٹر کے پاس لے جانے والا کوئی نہیں ہے اس لیے وہی جارہا ہوں...." ارمان نے والٹ اور گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے بعجلت بتایا. ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ وہ بیچ میں بول پڑی

"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی. "پریشے فوراً سے بیشتر کھڑی ہو گئی. دونوں اسی حلیے میں پورے دس منٹ میں "احمد ہاؤس "موجود تھے. وہاں پہنچے تو سارہ کا رنگ پیلا

پڑ رہا تھا اور نقاہت کی وجہ سے اس سے اٹھا بھی نہیں جا رہا تھا اس پر مستزاد اس کے پاؤں میں موچ آئی ہوئی تھی. سارہ کی حالت ایسی نہیں تھی کے اسے گھر میں ٹریٹمنٹ دیا جاتا لہذا اسے فوراً ہسپتال لے جایا گیا. ایمرجنسی میں اس کا فوری طور پر ٹریٹمنٹ کیا گیا تب جا کر سارہ کی حالت قدرے بہتر ہوئی تھی. شہروز چونکہ کام کے سلسلے میں شہر سے باہر تھا اس لیے سارہ نے دونوں کو شہروز کو بتانے سے منع کیا تھا مباداً کہیں وہ پریشان نہ ہو جائے.

****

رات کے آٹھ بج رہے تھے اور وہ آدھے گھنٹے سے ہسپتال میں موجود تھے. پریشے چونکہ خود ڈاکٹر تھی اس لیے اس نے آگے بڑھ کے اپنی زیر نگرانی سارہ کے دیگر ٹیسٹ کروائے تھے. اس وقت سارہ کو ڈرپ لگی ہوئی تھی جو کہ تقریباً ختم ہونے والی تھی تب تک پریشے سارہ کی کچھ رپورٹس کا انتظار کر رہی تھی جبکہ ارمان سارہ کی طبیعت کے پیش نظر اس سے ہلکے پھلکے مذاق کر رہا تھا تا کہ وہ اس بیماری کے اثر سے باہر نکل سکے. جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکا تھا.

"نہیں تو کیا ضرورت تھی ایک ساتھ اتنا سب کچھ کروانے کی؟؟؟" ارمان نے پہلے ڈرپ اور پھر اس کے موچ زدہ پاؤں کی طرف اشارہ کیا تو وہ اس الزام پر تڑپ ہی اٹھی

"میں نے شوق سے نہیں کروایا... پاؤں سلیپ ہو گیا تھا میرا...... وہ تو شکر ہے کہ کہیں اور چوٹ نہیں آئی ورنہ اچھا خاصا گری تھی میں."

" تو کس نے کہا ہے اس عمر میں کدکڑے لگانے کو؟"

ارمان کے مزید چڑانے پر سارہ آگ بگولہ ہو گئی. ایک تو اس کی طبیعت خراب تھی اوپر سے وہ خون جلانے والی باتیں کر رہا تھا.

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گی..... کیا مطلب ہے اس عمر میں؟؟.... میں کیا تمہیں بوڑھی نظر آ رہی ہوں؟؟" باقی سب تو ٹھیک تھا پر یہ عمر والی بات سارہ کے سید ھا دل پر لگی تھی اس سے پہلے کہ ارمان جوابی کارروائی کرتا پریشے نے آ کر ان کے درمیان سیز فائر کروایا تھا. اس کے بعد ارمان بل کلیئر کروانے ریسیپشن پر گیا تو اتنی دیر میں سارہ کی باقی کی رپورٹس بھی آ چکی تھیں اور ڈرپ بھی ختم ہو چکی تھی. ڈاکٹرز نے سارہ کو ماں بننے کی خوشخبری سنائی تھی. خوشخبری سنتے ہی پریشے کے تو پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے. وہ خوشی سے پاگل ہوتی ہوئی سارہ کے ساتھ ہی چمٹ گئی تھی. ارمان بل کلیئر کروا کے کمرے میں آیا تو اس سارے منظر کو دیکھ کر پوچھے بغیر نہ رہ سکا.

" باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن یہ ہسپتال سے چھٹی ملنے پر اس طرح کا جذباتی مظاہرہ میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں."

ارمان کے کہے کا پریشے اور سارہ پر قطعی اثر نہیں ہوا تھا بلکہ وہ دونوں تو رازداری سے مسکرائے جارہیں تھیں. اپنی بات کا جواب نہ پا کر ارمان ایک بار پھر شروع ہو چکا تھا.

"آپ دونوں کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ جن سے آپ نے اپنی بیماری کا چھپایا ہے وہ گھر آئے بیٹھے ہیں...... ابھی شہروز بھائی کی کال آئی تھی وہ آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ ایک تو سارہ گھر پر نہیں ہے, دوسرا فون بھی یہیں بھول گئی ہے .... پھر میں نے ان کو ساری روداد سنائی اور ان سے انتظار کرنے کو کہا. ورنہ وہ تو یہیں آ رہے تھے. "اپنی بات کے جواب میں دونوں کو ایک بار پھر خاموش کھڑا دیکھ کر ارمان کو تو صحیح معنوں میں ان کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا تھا.

"اب چلیں بھی...... بھائی انتظار کر رہے ہوں گے."

ارمان ان کو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ جھنجھلایا تو دونوں اس کے پیچھے پیچھے ہو لیں. ایک دوسرے کے کانوں میں سرگوشیاں کرتے ہوئے وہ ارمان کو ذہنی مریض کے ساتھ ساتھ مشکوک بھی لگیں.

"عجیب!!" ارمان نے جھرجھری لیتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی. کچھ ہی دور چلے تھے کہ پریشے نے گاڑی رکوا کے پہلے فلاور شاپ سے پیارا سا گلدستہ لیا اور پھر بیکری سے کیک لینے چل دی. ارمان نے ساتھ آنا چاہا تو وہ اسے رسانیت سے منع کرتے ہوئے,

سارہ کا خیال رکھنے کی تاکید کرتی گاڑی سے اتر گئی. پھر تھوڑی دیر بعد آئی تو دونوں ہاتھوں میں بڑے بڑے شاپرز تھے.

"ویسے مجھے نہیں پتا تھا کے بیماری کو اتنا اچھا سیلیبریٹ بھی کیا جاتا ہے. "ارمان تجسس کے مارے دوبارہ بول اٹھا. وہ چاہتا تھا کہ کوئی تو اس کی باتوں سے تنگ آ کر اس کی بات کی تردید کرے پر یہاں تو کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا تھا. سارہ اپنے بھائی کے بے صبرے پن پہ پچھلی سیٹ پر ٹیک لگائے, بند آنکھوں سے مسکرا دی جب کہ پریشے نے اپنی مسکراہٹ کو چھپانے کے لئے شیشے کی جانب رخ موڑ لیا تھا.

گاڑی "احمد ہاؤس" آ کر رکی تو انھوں نے شہروز کو پریشانی کے عالم میں پورچ میں کھڑے پایا. شہروز نے آگے بڑھ کے سارہ کو گاڑی سے اترنے میں مدد دی اور پھر ارمان کے ہمراہ اسے اندر تک لایا جبکہ پریشے شاپرز اٹھائے کچن میں چلی آئی. ارمان نے تب تک شہروز کو ساری اپڈیٹس سے آگاہ کر دیا تھا.

سب فریش ہو کر بیٹھے تو پریشے ٹرالی گھسیٹتی ہوئی چلی آئی جس پر ایک بہت پیارے سے بکے کے ساتھ ایک کیک پڑا ہوا تھا. بکے کو شہروز کی جانب بڑھاتے ہوئے پریشے نے ایک دلکش مسکراہٹ سمیت کہا:

"میرے پیارے بابا جانی!"

"بابا جانی" شہروز زیر لب بڑبڑایا اور نا سمجھی سے پریشے کی جانب دیکھنے لگا جس نے آنکھوں کے اشارے سے کیک پر لگے کارڈ کو پڑھنے کو کہا.

"Congratulations on becoming Father!"

ایک واضح تحریر کارڈ پر جگمگا رہی تھی. شہروز کو سمجھنے میں ایک لمحہ لگا تھا. اس نے غیر یقینی سے پہلے پریشے, سارہ اور پھر سامنے پڑے ہوئے کیک کو دیکھا تو پریشے کا زندگی سے بھرپور قہقہ گونج اٹھا. ارمان شہروز کے بالکل سامنے بیٹھا تھا. پریشے کے یوں درمیان میں آجانے سے اس کے سامنے کا سین بلاک ہو گیا تھا اس لئے وہ نہیں جان پایا تھا کہ کارڈ پر کیا لکھا ہے. اپنے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے بالکل بچوں کے انداز میں اپنے سامنے کھڑی پریشے کے دوپٹے کے پلو کو ہلکا سا کھینچ کر بھنوں کے خفیف اشارے سے پوچھا تو ارمان کی اس ادا پر ایک بڑی دلکش مسکراہٹ نے پریشے کے چہرے کا احاطہ کر لیا. شہروز کی بے یقینی کا سکتہ سارہ کی شرمیلی مسکان نے توڑا تو وہ خوشی سے جھوم اٹھا. اتنی دیر میں ارمان نے خود آگے بڑھ کر کیک پر لکھا کارڈ پڑھ لیا تھا اور کارڈ پڑھتے ہی اسے سارہ اور پریشے کی مشکوک کارروائیوں کی سمجھ آگئی تھی اور اب وہ خوشی سے کھلکھلاتے ہوئے شہروز سے بغلگیر ہو گیا تھا. شہروز کو مبارکباد دینے کے بعد اس نے سارہ کو ساتھ لگا کر اس کے سر پر پیار دیا تھا.

"مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا کہ میں پھوپھو بننے والی ہوں." پریشے کی ایکسائٹمینٹ دیکھنے لائق تھی.

"اور ممانی بھی!" ارمان کی سرگوشی پاس کھڑی پریشے نے بخوبی سنی تھی. پریشے تو بھول ہی گئی تھی کہ ارمان کے حوالے سے اس کا رشتہ ڈبل ہونے جا رہا تھا. ایک الوہی چمک نے پریشے کے چہرے کا احاطہ کر لیا تھا.

پھر ایک بہت خوشگوار ماحول میں کیک کاٹ کر اس خوشی کو سیلیبریٹ کیا گیا تھا. سارہ کی موچ کے پیش نظر پریشے رات وہیں رک گئی تھی. جب کہ آفس کی وجہ سے ارمان کو اکیلے گھر جانا پڑا. پریشے کے بغیر جاتے ہوئے ارمان کا اتنا سا منہ نکلا ہوا تھا. صبح سے اب تک وہ گھن چکر بنا ہوا تھا. پریشے کو اس پر ٹوٹ کے پیار آیا تھا جب وہ منہ پھلائے گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا.

ارمان کا آفس میں اگلا دن مصروف ترین گزرا. آفس سے واپسی پر وہ سیدھا "احمد ہاؤس" چلا آیا. نیت بہن کی تیمارداری کرنے کے ساتھ ساتھ پریشے کو واپس لانے کی تھی پر ادھر پہنچ کر اس کے سارے ارمانوں پر اوس پڑ چکی تھی. "ملک ولاز" سے سب ہی اس خوشخبری کو سن کر دوڑے چلے آئے تھے. جس کا مطلب تھا پریشے کی واپسی کا دور دور تک کوئی امکان نہیں تھا. سارہ تو موچ کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتی تھی البتہ پریشے بھاگ بھاگ کر سب کی خاطر داری کر رہی تھی. سب لوگوں کا ارادہ شام تک واپس جانے کا تھا پر شہروز کے بے حد اصرار پر دادا صاحب نے رکنے کا عندیہ دے دیا تھا.

اب "احمد ہاؤس" میں ایک محفل سی جمی ہوئی تھی.

دادی جان تو پریشے کے ساتھ کچن میں گھس کر سارہ کیلئے چاروں مغز اور خشک میوہ جات کے کوئی طوفانی قسم کے حلوے تیار کر رہیں تھیں جبکہ دادا صاحب سمیت ساری جوان پارٹی لاؤنج میں ہی پسر کے بیٹھی ہوئی تھی. ارمان کا اب تک پریشے سے آمنا سامنا ہی نہیں ہوا تھا. وہ نظر آتی بھی تو ادھر سے ادھر کام کرتے ہوئے. ارمان کی نظروں کی بے تابیاں ریحان سے کہاں چھپنے والی تھیں؟ ریحان نے لاؤنج سے ہی بیٹھے بیٹھے کچن کی طرف منہ کر کے ہانک لگائی جہاں ابھی ابھی پریشے گئی تھی.

"بھابھی!!!! ارمان بھائی کہہ رہے ہیں ہمیں بھی دیکھ لو.... ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں "ریحان کے اس اچانک حملے پر جہاں ارمان ایک دم بوکھلا گیا وہیں سب کی دبی دبی ہنسی نکل گئی. پریشے ریحان کی شرارت سمجھ کر کچن میں ہی کھڑی ہنس دی. اس کی دوبارہ ان سب میں جانے کی ہمت ہی نہ ہوئی. وہ خود پر ارمان کی گہری نگاہیں محسوس کر سکتی تھی مگر وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھی کیونکہ اسے سب کے سامنے بہت شرم محسوس ہو رہی تھی. جس طرح ارمان اس کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہاں موجود کوئی بھی شخص ارمان کی یہ چوری پکڑ لے.

پریشے ویسے بھی صبح سے سب کی آؤ بھگت میں مصروف تھی اور اب اس کی اتنی مصروفیات دیکھ کر ارمان کا دل کھٹا سا ہو گیا تھا. اسے ایک دم سے ہر چیز سے اکتاہٹ سی محسوس ہوئی تو کھانا کھائے بغیر وہ کام کا بہانہ کر کے وہاں سے اٹھ آیا. اس کی طبیعت پر عجیب سی قنوطیت چھا رہی تھی. بات بے بات غصہ آ رہا تھا. گھر عجیب ویران اور سنسان لگ رہا تھا. اس پر مستزاد نیند بھی آنکھوں سے روٹھی ہوئی تھی.

بے شک ان کے درمیان وہ بات نہیں تھی پر اب جب سے ارمان کے دل کی کیفیات بدلی تھیں وہ ہر دم پریشے کو اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا. وہ وہاں موجود نہیں تھی پر کمرے میں موجود ہر چیز سے اسے پریشے کی خوشبو آ رہی تھی. ارمان اپنے دل کی کیفیات

سے عاجز آتا جیسے ہی اٹھ کر بیٹھا تو پاس پڑا ہوا موبائل بج اٹھا. سکرین پر پریشے کا نام جگمگا رہا تھا. پہلے تو وہ منہ پھلائے آنے والی کال کو دیکھتا رہا پھر بالآخر کال ریسیو کرتے ہوئے فون کو کان سے لگا لیا. پریشے کے سلام کا سرسری سا جواب دے کر وہ خاموش ہو گیا تو ایک پل کو تو پریشے کی سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ کیا بات کرے لیکن پھر ہمت کرتے ہوئے وہ پوچھ بیٹھی.

"آپ نے کھانا کھایا؟"

"نہیں!" یک لفظی جواب آیا.

"کیوں؟؟" پھر پوچھا گیا.

"کیا فرق پڑتا ہے...." روٹھے لہجے میں شکوہ در آیا.

"آپ ایسے کیوں کہہ رہے ہیں؟" پریشے نے روہانسے ہوتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا جس پر ارمان نے فون کو کان سے ہٹا کر گھورا (ہائے رے معصومیت) پھر جلے دل سے بولا

"میرا دماغ خراب ہو گیا ہے اس لیے." ارمان کے اس طرح بولنے پر پریشے نے گھبرا کر فوراً سے بیشتر پوچھا.

"آپ غصہ ہیں مجھ سے؟ ناراضگی ہے میرے ساتھ؟"

"کیوں ہونے لگا میں غصہ؟ اور کس بات کی ناراضگی ؟؟؟" ارمان کا لہجہ ہنوز روٹھا روٹھا سا تھا پر اب جیسے وہ اس سے وجہ جاننا چاہتا تھا آیا کہ وہ اس کے دل کی کیفیات جانتی ہے یا نہیں.

پریشے نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پھر بند کر لیے.

ان میں اتنی بے تکلفی تو نہیں تھی نہ ہی ارمان نے اسے وہ مان دیا تھا جس سے وہ اسے اپنے دل کی کیفیت بتا سکتی, اس لیے خاموش رہ گئی. جبکہ ارمان جس کا ہر عضو سماعت بنا ہوا تھا اس طویل خاموشی پر پھر سے جھنجھلا اٹھا.

"میں فون بند کرنے لگا ہوں. مجھے نیند آرہی ہے." عجیب سرد مہر سا انداز تھا.

"پلیز! خالی پیٹ مت سوئیے گا." پریشے ارمان کے فون رکھنے سے پہلے صرف یہی بول پائی تھی. اس کے بعد فون ڈسکنیکٹ ہو چکا تھا. ارمان کی ناراضگی کے خیال سے پریشے کو رات کئی گھنٹوں تک نیند ہی نہ آئی. جبکہ ارمان غصہ کرتا, خون جلاتا منہ پر تکیہ رکھ کے بالآخر نیند کی وادی میں اتر چکا تھا.

****

پھر ایسا ہوا کہ اگلے دو دن تک نہ ارمان "احمد ہاؤس" آیا اور نہ ہی اس نے پریشے کی کوئی کال اٹھائی.

ادھر پریشے جلے پیر کی بلی کی طرح پورے گھر میں بولائی بولائی پھر رہی تھی. دراصل وہ سارہ کی موچ کے پیش نظر "احمد ہاؤس" میں قیام پذیر تھی مگر اب جبکہ سارہ کی طبیعت پہلے سے بہتر تھی تو وہ واپس "ملک ہاؤس" آنا چاہتی تھی مگر یہاں تو "نو لفٹ" کا بورڈ اس کا منہ چڑا رہا تھا. وہ سارہ اور شہروز کو اس بارے میں بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی.

رات کھانے کی میز پر پریشے کو شہروز سے پتہ چلا تھا کہ ارمان کام کے سلسلے میں شہر سے باہر جا رہا ہے. یہ بات سن کر پریشے خاموش سی رہ گئی. ایک دم کھانے سے دل اچاٹ ہوا تھا.

"اتنی بھی کیا ناراضگی کہ انہوں نے مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا..... کیا اتنا پرایا کر دیا ہے مجھے؟؟"

دل میں ناراضگی نے جگہ لی تو ایک اور بات نے سر اٹھایا

" میں تھی بھی تو ان چاہی!"

یہ سوچ آتے ہی پری کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئیں پر ساتھ ہی اب تک کے گزرے تمام واقعات و لمحات اپنی پوری جزئیات سمیت یاد آئے تو اس نے اپنی تمام منفی سوچوں کو جھٹکا اور اٹھ کھڑی ہوئی. کھانے کی میز سے برتن سمیٹتے ہوئے پریشے نے دل

سے دعا کی تھی کہ کہیں سے ارمان آ جائے۔اور وہ شاید قبولیت کی گھڑی تھی۔وہ جیسے ہی کچن میں برتن رکھ کر واپس آئی اس نے ارمان کو لاؤنج میں ایستادہ پایا۔پہلے تو وہ اسے اپنا الوژن سمجھی پر جب سب کی آوازیں کان میں پڑیں تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی۔

ارمان واقعی وہاں کھڑا تھا لیکن اس سے قطعی لا تعلق نظر آ رہا تھا۔حلیہ بھی رف سا ہو رہا تھا۔چند ثانیے تو وہ یونہی کھڑی ارمان کر دیکھتی رہی جیسے اپنی آنکھوں پر یقین کر لینا چاہتی ہو پھر اپنے احساسات پر قابو پاتے ہوئے چلتی ہوئی سب کے درمیان آ بیٹھی۔

لیکن مجال ہے کہ ارمان نے ایک نگاہ غلط بھی اس پر ڈالی ہو۔وہ ارمان کی بے نیازی پر اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

کافی کا دور چلا۔اس کے بعد ارمان واپسی کے لیے پر تولنے لگا۔اسے واپسی کے لیے اٹھتا دیکھ وہ پریشے اس کے پیچھے اس کو دروازے تک چھوڑنے آئی۔دل میں نہ جانے کیا سمائی کہ پورچ تک جاتے ارمان کو بے ساختہ پکارا اٹھی۔

"ارمان!!"

وہ پیچھے نہیں مڑا بس وہیں تھم گیا جیسے اس کے کہے کا منتظر ہو۔

"اپنا خیال رکھیے گا!!" پریشے نے آہستگی سے کہا.

ارمان اس جملے کی توقع نہیں کر رہا تھا اس لیے پیچھے مڑ کر بڑی فرصت سے اسے سر تا پا دیکھا اور پھر بڑے سرد انداز میں کہا.

"جو حکم آپ کا!"

"میں حکم تو نہیں دے رہی..."انگلیاں مروڑتے, نگاہیں جھکائے کہا گیا.

"پھر نصیحت کا شکریہ!!" وہی لٹھ مار انداز کہ پریشے بے اختیار بول اٹھی.

"میں نصیحت بھی نہیں کر رہی."

ارمان کو خاموش پا کر وہ دو قدم چلتے ہوئے آگے آئی اور سلسلہ کلام دوبارہ سے جوڑتے ہوئے بولی

"مجھے آپ کی فکر ہے اس لیے بول رہی ہوں..."

"اگر اتنی ہی فکر ہوتی تو میرے ساتھ نہ ہوتی؟...... خیر رات کافی ہو گئی ہے مجھے چلنا چاہیے."ارمان نہ چاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گیا لیکن پھر ساتھ ہی خود کو کمپوز کرتے ہوئے, سرد مہر سا انداز اپنائے وہ گاڑی کی طرف مڑ گیا.

"مجھ سے ناراض ہو کر مت جائیں!" پریشے کے لہجے میں التجا تھی.

گاڑی کا دروازہ وا کرتے ہوئے ارمان کے ہاتھ ایک پل کے لئے رکے. اس نے پیچھے مڑ کر شکوہ کناں نظروں سے پریشے کی جانب دیکھا جو اداس کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی.

ارمان کو اس لمحے خود پر بے حد غصہ آیا کہ "وہ کر کیا کر رہا ہے؟؟..... پریشے اپنے شوق سے تو نہیں رکی تھی." پھر دوسرے ہی لمحے دل نے کہا کہ

"اسے خود خیال کرنا چاہیے تمہارا!"

پھر دماغ سے آواز آئی.

"وہ کیوں کرتی تمہارا خیال؟؟ تم نے اسے نام کے سوا دیا ہی کیا ہے؟......نہ اظہار محبت نہ مان! کچھ بھی تو نہیں...."

دل و دماغ کی جنگ سے گھبرا کے اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور زن سے بھگا لے گیا. یہ وہ لمحہ ادراک تھا جس پر ارمان شرمندہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا تھا. وہ تین دن سے اپنی کیفیات سمجھ ہی نہیں پا رہا تھا. اسے یہ احساس ہی نہیں ہوا کہ وہ پریشے سے محبت کرنے لگا ہے اور اب اس سے پریشے کی ذرا سی دوری تک برداشت نہیں ہو رہی. اس پر مستزاد یہ احساس کہ اس نے پریشے کو اب تک تہی دامن رکھا ہے اسے شرمندہ کرنے کے لئے کافی تھا. وہ اپنی فرسٹریشن پریشے سے ناراض ہو کر نکال رہا تھا. اسی وجہ سے دو دن الجھا الجھا پھرتا رہا. پر کوئی سرا ہی ہاتھ نہیں آ رہا تھا. آج دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ "احمد

ہاؤس" چلا آیا تھا. اس دشمن جاں سے ملنے، اسے ایک نظر دیکھنے پر یہاں آکر وہ الٹا سارا وقت سرد مہری اپنائے، منہ پھلائے بیٹھا رہا تھا اور اب بغیر اسے کسی آس اور امید کے جگنو تھمائے وہ واپس چلا آیا تھا. وہاں ارمان کی ناراضگی کا سوچ کر پریشے ساری رات بے چینی سے کروٹیں بدلتی رہی لیکن نیند پریشے کی آنکھوں سے ساری رات روٹھی رہی اور گرم سیال اس کے تکیے کو بھگوتا رہا.

اتنی اعصاب شکن رات کے بعد پریشے ایک نئے عزم کے ساتھ بیدار ہوئی تھی. وہ آج ہر حال میں ارمان کی واپسی سے پہلے "ملک ہاؤس" پہنچنا چاہتی تھی اور اسے منا لینا چاہتی تھی کیونکہ اب وہ مزید ارمان کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتی تھی. چونکہ سارہ اب آسانی سے چل پھر سکتی تھی اور مکمل طور پر صحت یاب ہو چکی تھی اس لیے پریشے نے سارہ اور شہروز کو اپنی واپسی کے بارے میں مطلع کر دیا تھا جس پر شہروز نے خود اسے شام میں آفس سے واپسی پر ڈراپ کرنے کی آفر کی تھی اور وہ بخوشی اس پر راضی بھی ہو گئی تھی.

ناشتے کے بعد شہروز تو آفس کے لیے نکل چکا تھا جبکہ سارہ اور پریشے لاؤنج میں بیٹھی بڑی فرصت سے آنے والے ننھے مہمان کے لیے مختلف پلانگز کر رہی تھیں. ابھی کچھ

ہی دیر ہوئی تھی کہ انہیں شہروز کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا اور پھر بعجلت انداز میں وہ اندر آتا دیکھائی دیا. شہروز کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں. اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ بات کا آغاز کس انداز میں کرے جبکہ پریشے اور سارہ بوکھلائے ہوئے شہروز کو نا سمجھی سے دیکھ رہی تھیں. اپنے حواس پر قابو پاتے ہوئے شہروز نے پریشے کو دونوں بازؤں سے تھام کر پیچھے پڑے ہوئے صوفے پر بیٹھایا اور بڑی تحمل سے بات کا آغاز کیا.

"پریشے میرا بہادر بچہ ہے..... ہے ناں؟؟.....دیکھو میں جو کچھ بھی کہوں اس کو بالکل ٹھنڈے دماغ سے، تسلی سے سننا.Panic نہیں کرنا!!!"

پریشے نا سمجھی سے کبھی شہروز کو تو کبھی پاس کھڑی سارہ کو دیکھ رہی تھی جو شہروز کے یوں بات کرنے پر پریشان نظر آرہی تھی. پریشے کو اندر کہیں سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا جب شہروز نے ہمت مجتمع کرتے ہوئے سلسلہ کلام جوڑا.

"مجھے ابھی کچھ ہی دیر پہلے ارمان کے نمبر سے موٹروے پولیس کی کال موصول ہوئی ہے. اطلاع کے مطابق دو گاڑیوں کا ایک ٹرک سے تصادم ہوا ہے. جائے حادثہ پر انہیں ارمان کا موبائل ملا ہے جس سے انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا ہے کیونکہ اس کی کال ہسٹری پر جس نمبر پر آخری بار کال کی گئی وہ میرا ہی نمبر تھا."

پریشے کے توہوش خطاہوئے جارہے تھے. جسم ایک دم بے جان اور چہرے کی رنگت فق ہوچکی تھی. وہ یک ٹک گم صم سی اپنے بھائی کے بولے گئے الفاظ پر غور کررہی تھی. آیا وہ صحیح سن رہی ہے؟ کیا یہ کوئی ڈراؤنا خواب تو نہیں؟

"ارمان ٹھیک ہے ناں؟؟...... کس ہسپتال میں لے کر گئے ہیں اسے؟"

سارہ کے تو کلیجے پر ہاتھ پڑا تھا وہ روہانسی ہوتی ہوئی پوچھنے لگی.

"مجھے نکلنا ہوگا فورا!!"شہروز سارہ کی بات کو یکسر نظرانداز کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا تو سارہ نے اسے بازو سے کھینچ کر دوبارہ اپنی طرف موڑا اور تقریباً ہذیانی انداز میں چلاتے ہوئے بولی

"میں نے پوچھا ارمان ٹھیک ہے ناں؟؟" سارہ اپنے بھائی کی سلامتی کی تصدیق چاہتی تھی. شہروز جس سوال سے بچ رہا تھا بالآخر وہ سارہ نے پوچھ لیا تھا جس پر بڑے ضبط سے آنکھیں میچتے ہوئے شہروز نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے آہستگی سے کہا.

"میں نہیں جانتا......"

"مجھے ارمان کے پاس لے چلیں."پریشے کی سرسراتی آواز سنائی دی.دونوں نے مڑ کر پریشے کی جانب دیکھا.

"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی. مجھے ارمان کے پاس لے چلیں فوراً!!"پریشے نے کھڑے ہوتے ہوئے بے تابانہ کہا.

****

وہ تینوں آنن فانن ہسپتال پہنچے تھے جو ہائی وے کے قریب تھا. جتنی تیز شہروز نے گاڑی ڈرائیو کی تھی کوئی عام وقت ہوتا تو وہ کبھی عورتوں کی موجودگی میں ایسی ریش ڈرائیونگ نہ کرتا. سارے راستے وہ تینوں ارمان کی سلامتی کی دعائیں مانگتے آئے تھے. ہسپتال پہنچنے پر معلوم ہوا تھا کہ موٹروے سے دو افراد کی لاشیں لائی گئیں ہیں جبکہ پانچ افراد زخمی حالت میں موجود ہیں جن میں سے دو کی حالت تشویشناک بتائی جارہی ہے. ایمرجنسی وارڈ میں میل سٹاف نے شہروز کو شناخت کے لیے اپنے ساتھ آنے کو کہا تو وہ سارہ اور پریشے کو بینچ پر بیٹھا کر خود اس کے ساتھ چلا گیا.

سارہ کی آنکھوں سے اشک مسلسل بہہ رہے تھے جبکہ زبان پر ارمان کی سلامتی کا ورد جاری تھا.اس کے برعکس پریشے فق ہوتی رنگت کے ساتھ ایک سکتے کے عالم میں بیٹھی تھی.اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار ارمان کا روٹھا ہوا چہرہ آرہا تھا.اسے یاد تھی تو صرف ایک بات کہ ارمان اس سے ناراض ہو کر گیا تھا.اس کی دگرگوں حالت کے پیش نظر سارہ نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھاما ہوا تھا.دونوں کے

دل میں ہول اٹھ رہے تھے. ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ رہی تھیں. غرض یہ کہ ان کی حالت دیکھنے لائق تھی. وہ دونوں بے صبری سے شہروز کا انتظار کر رہیں تھیں جب اسٹریچر پر ایک میت کو لایا گیا جس کے ساتھ ایک عورت زار و قطار روتی چلی آ رہی تھی. بس ایک اسی سین کی ہی کمی تھی. پریشے کو اپنا ضبط ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا.

"بھابھی مجھ سے نہیں ہو گا".

وہ نفی میں سر ہلاتی ضبط کرتے کرتے سرخ پڑ چکی تھی. ضبط کے باوجود اشک آنکھوں کی حدود پھلانگ کر نکل آئے تھے. سارہ نے خود کو سنبھالتے ہوئے پریشے کے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی جب تیزی سے آتے ہوئے شہروز نے انہیں کچھ پوچھنے کا موقع دیئے بغیر اپنے ساتھ آنے کو کہا. پریشے اپنے بے جان قدموں کو تقریبا گھسیٹتی ہوئی, سارہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے شہروز کے پیچھے پیچھے چل دی. ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اس کے دل نے بڑی شدت سے ارمان کی سلامتی کیلئے دعا کی تھی. اس کا ضبط جواب دے رہا تھا. اسے لگ رہا تھا کہ اب وہ مزید نہیں چل پائے گی جب شہروز نے آگے بڑھ کے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور سامنے کا منظر دیکھ کر پریشے کے کھڑے کھڑے کتنے ہی ٹکڑے ہوئے تھے. اسے ایسا محسوس ہوا تھا کہ اس کے دل کو کسی نے

کند چھری سے کاٹ دیا ہو اور اب اس میں سے بھل بھل خون بہہ رہا ہو. پریشے نے اپنے بے جان ہوتے قدموں سمیت بے اختیار دیوار کا سہارا لیا تھا.

****

شہروز کے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے پر جو منظر پریشے کی آنکھوں نے دیکھا تھا اس سے پریشے کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی. ارمان پٹیوں میں جکڑا, آنکھیں بند کیے ہسپتال کے بیڈ پر چت لیٹا ہوا تھا. اس کے چہرے پر تکلیف کے واضح آثار تھے. اسے سر، بازو, کمر، اور ٹانگ پر کافی چوٹیں آئیں تھی. چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ رہا تھا. سارہ تو بے تابانہ انداز میں اپنے بھائی کی جانب بڑھی تھی جبکہ پریشے منہ پر ہاتھ رکھ کر بمشکل اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹ رہی تھی. ارمان کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے اندر سے باقی ماندہ ساری توانائی جاتی رہی تھی اور وہ اسی طرح دروازے کو تھامے نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی. پریشے کی غیر ہوتی حالت پر شہروز نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر اٹھایا تھا جو ارمان کی فکر میں گھلتی تقریباً آدھی رہ گئی تھی. جبکہ سارہ کی حالت بھی اس سے کچھ کم نہ تھی. ارمان دوائیوں کے زیر اثر بے ہوش تھا جب تک شہروز پریشے کو صوفے پر بیٹھا کر سب کو مطلع کرنے کی غرض سے باہر آ چکا تھا. واپسی پر وہ پھل، جوس اور دیگر کھانے کی اشیاء ساتھ لایا تھا.

صبح سے دوپہر ہو چکی تھی اور انہوں نے پانی کا ایک قطرہ تک منہ میں نہیں رکھا تھا. اوپر سے سارہ کی جو حالت تھی اس کے پیش نظر کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا تھا. شہر وز نے سارہ کو بہلا پھسلا کر کھلا دیا تھا جبکہ پریشے ہنوز انکاری تھی. اس کی حالت کے پیش نظر شہر وز نے زبردستی نہیں کی تھی. کچھ ہی دیر گزری تھی کہ "ملک ولاز" سے تقریباً سبھی ہسپتال کے اس پرائیویٹ کمرے میں موجود تھے جہاں ارمان داخل تھا. اتنی دیر میں ارمان کو ہوش آ چکا تھا اور ڈاکٹر اس کا ایک بار پھر چیک اپ کر کے جا چکے تھے.

دادی جان نے تو آتے ہی ارمان کا صدقہ نکالا تھا.

"اب کیسا محسوس کر رہے ہو؟" دادا صاحب نے شفقت سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا

"میں بالکل فٹ ہوں پریشانی والی کوئی بات نہیں." ارمان نے ایک نظر سب کے متفکر چہروں پر ڈالی تو لہجے میں بشاشت بھرتا ہوا بولا جس کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا کیونکہ اس کے چہرے اور لہجے دونوں سے تکلیف کا بخوبی اندازہ ہو رہا تھا.

"یہ سب ہوا کیسے؟" شہر وز نے متفکر انداز میں استفسار کیا.

" موٹر وے پر تعمیراتی کام چل رہا ہے جس کے باعث دو طرفہ ٹریفک کے لئے ون وے روڈ کھولا گیا تھا(ارمان بتاتے بتاتے رکا, اپنی سانس ہموار کی اور ایک بار پھر سلسلہ

کلام جوڑا)سامنے سے جو ٹرک آ رہا تھا اس کی بریکس فیل تھیں. ساتھ والی گاڑی کو بچانے کے چکر میں گاڑی آؤٹ آف کنڑول ہو گئی. اوپر سے کچھ بارش کی وجہ سے سڑک پر پھسلن تھی دونوں ہی گاڑیاں ٹرک میں جا ٹکرائیں."

"اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ارمان سلامت ہے...... میں نے کتنی دفعہ کہا ہے کہ صدقہ دے کر نکلا کرو. اللہ جانے کس کی بری نظر لگی ہے."

ارمان کی روداد سن کر دادی جان نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو ارمان نے ذرا کی ذرا اک نظر اس دشمن جاں کو دیکھا جو سرخ چہرہ اور متورم بھیگی پلکیں جھکائے گم صم سی بیٹھی تھی. ایک ذرا سی جھلک میں ارمان نے اس کا تفصیلی جائزہ لے لیا تھا. پریشے کو اس حال میں دیکھ کر ارمان کے دل کو کچھ ہوا تھا. ہسپتال میں بیک وقت اتنے سارے افراد کو زیادہ دیر تک رکنے کہ اجازت نہیں تھی لہذا مجبوراً سب کو وہاں سے جانا پڑا تھا. سارہ کی حالت کے پیش نظر دادی جان اسے اپنے ساتھ گھر لے گئیں تھیں جبکہ پریشے نے وہاں سے ہلنے سے بھی انکار کر دیا تھا. سب اس کی حالت سمجھتے تھے لہذا کسی نے بھی اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی تھی. چونکہ ایک اٹینڈنٹ کو مریض کے ساتھ رکنے کی اجازت تھی اس لیے پریشے نے ضد کر کے شہروز کو بھی باقی سب کے ساتھ ہی بجھوا دیا تھا. مگر جانے سے پہلے شہروز اسے اپنے ساتھ لگا کر پیار کرنا نہیں بھولا تھا.

سب جا چکے تھے اور ارمان بھی دوائیوں کے زیر اثر دوبارہ سو چکا تھا. وہ کرسی اس کے بیڈ کے پاس رکھتے ہوئے وہیں آ بیٹھی تھی. آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب ایک بار پھر جاری ہو چکا تھا. دونوں بازؤں کو ٹانگوں کے گرد لپیٹے، دونوں پاؤں اوپر کیے، چہرہ گھٹنوں پر ٹکائے وہ یک ٹک ارمان کو دیکھے جا رہی تھی اور یونہی بیٹھے بیٹھے اس کی آنکھ لگ گئی تھی.

****

وہ دوائیوں کے زیر اثر گہری نیند سو رہا تھا جب کسی کی دبی دبی سسکیوں پر اس کی آنکھ کھلی. ذہن پر زور دیا تو اس نے اپنے آپ کو ہسپتال کے پرائیویٹ کمرے میں چت لیٹا پایا. گردن موڑ کر اس نے آواز کی سمت کا تعین کرنا چاہا تو پریشے کو جائے نماز پر دعا کے انداز میں ہاتھ اٹھائے پایا. دوپٹے کے ہالے میں اس کا پاکیزہ اور معصوم حسن اور بھی نمایاں ہو رہا تھا. رونے کی وجہ سے اس کا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا. وہ کافی دیر تک دعا مانگتی رہی اور وہ یونہی یک ٹک اسے دیکھتا رہا. دعا مانگ کر، چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے بعد جب اس نے سرسری سے انداز میں چہرہ موڑا تو ارمان کو مکمل یکسوئی سے اپنی جانب دیکھتے پایا. نظریں ملنے پر ارمان نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا تو

وہ جائے نماز تہہ کرتی اس کے پاس آ بیٹھی. کچھ ثانیے یونہی ایک دوسرے کو دیکھتے گزر گئے جب پریشے نظریں جھکاتے ہوئے ہولے سے شکوہ کیا

"میں نے آپ سے کہا بھی تھا کہ ناراض ہو کر مت جائیں!"

"تو تم نے کونسا منالیا تھا."جواباً ارمان نے بھی شکوہ پیش کیا تو پریشے نے اس الزام پر تڑپ کر ارمان کی جانب دیکھا. کچھ بولنے کے لیے لب وا کیے پھر ساتھ ہی بند کر لیے. اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتی وہ بری طرح اپنے ہونٹ کچل رہی تھی.

"کیوں اتنا ظلم کر رہی ہو اپنی جان پر؟ "پریشے کی اس حرکت پر ارمان اسے ٹوکے بغیر نہ رہ پایا.

وہ چپ تھی. ارمان اس سے کچھ سننا چاہتا تھا. کچھ ایسا کہ جسے سن کر اس کی روح اندر تک سیراب ہو جائے پر وہ تو چپ کا بکل مارے بیٹھی تھی جس پر ارمان کی زبان پر کھجلی ہوئی.

"ویسے مجھے پتہ ہوتا کہ میرے پاس آنے کی قیمت ایک ایکسیڈنٹ ہے تو میں بہت پہلے ہی کروالیتا!!"

ارمان کے کہنے کی دیر تھی کہ پریشے نے دھواں دھار رونا شروع کر دیا. ایک پل کے لیے تو ارمان بھی بوکھلا گیا. وہ پریشان سی صورت لیے اسے روتے دیکھ رہا تھا جب پریشے

نے روتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما.

"میں اب کبھی آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی......میں بہت بری ہوں, میں نے آپ کو ناراض کیا اور پھر آپ کے ساتھ یہ سب ہوا ....سب میری وجہ سے ہوا ہے ....میں اب......"پریشے نے زار و قطار روتے ہوئے کہا. رونے کی شدت کی وجہ سے اس کی بات بھی ادھوری رہ گئی تھی. وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی. یہ وہ غبار تھا جو کل سے اب تک جمع ہو چکا تھا اور اب یوں نکل رہا تھا. ارمان تو اس کی حالت پر گنگ ہی رہ گیا تھا اس پر مستزاد وہ ارمان کے ایکسیڈنٹ کو اپنا ہی قصور سمجھ رہی تھی.

"شش!.....پریشے میری بات سنو!......ادھر....مجھے دیکھو.......ہاں.......اب میری بات سنو!"ارمان نے ایک ہاتھ بمشکل آگے بڑھاتے ہوئے اسے چپ کروا کے اس کی توجہ خود پر مبذول کروانی چاہی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب رہا.

"پہلی بات تو یہ کہ یہ ایکسیڈنٹ تمہاری وجہ سے نہیں ہوا......... گوٹ اٹ؟؟ دوسری بات..... میں تم سے بالکل بھی ناراض نہیں ہوں اور نہ ہی ہو سکتا ہوں ..... انڈرسٹینڈ؟؟ تیسری اور سب سے اہم بات.. تم اب جا کے تو دکھاؤ کہیں!!"

ارمان اپنی گمبھیر آواز میں ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کی برین واشنگ کرتا آخر میں شرارت سے اسے دھمکا گیا تو نا چاہتے ہوئے بھی پری کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی. نم آنکھوں سے مسکراتی ہوئی وہ ارمان کو اپنے دل کے بہت قریب لگی. ارمان نے بری فرصت سے اس دھوپ چھاؤں کے منظر کو دیکھا تھا.

"پریشے تم وہ انعام ہو جو مجھے بحکم اللہ, بابا کے فیصلے پر سر جھکانے سے ملا ہے..... پہلے دن سے ہی تم نے اپنی بے لوث چاہتوں کا حصار کچھ یوں میرے گرد باندھا ہے کہ میں تا عمر اس سے نکلنا نہیں چاہتا. تم نے میری الجھی الجھی سی بے ترتیب زندگی کو ایک نئے احساس سے روشناس کروایا ہے اور وہ احساس "محبت" کا ہے جو مجھے تم سے ہو گئی ہے اور میں گوڈے گوڈے اس میں ڈوب چکا ہوں اور اپنے گوڈے گٹے تڑوا بیٹھا ہوں."

ارمان نے ایک جذب کے عالم میں, پریشے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے, دل کی پوری گہرائیوں سے اعتراف کیا اور ماحول کو ذرا رنگ دینے کے لیے جب اس نے اپنے مخصوص لہجے میں ریحان کی نقل اتاری تو پریشے جو ارمان کے اظہار محبت پر پھول سی کھل اٹھی تھی اس کے آخری جملے پر کھل کھلا کر ہنسی تھی اور پھر ہنستی ہی چلی گئی تھی جس میں ارمان کی بھی ہنسی شامل ہو گئی تھی.

اگلی صبح ارمان کے جاننے والوں کا ایک تانتا سا بندھ گیا تھا. ارمان کے دوست احباب اور آفس سٹاف سے لے کر پریشے کا میڈیکل سٹاف تک ارمان کی عیادت کے لیے موجود تھا. "ڈاکٹر پریشے" کے شوہر ہونے کی حیثیت سے ارمان کو کچھ زیادہ ہی وی-آئی-پی پروٹوکول دیا جا رہا تھا. ٹھیک دو دنوں کے وقفے کے بعد پریشے نے ارمان کو ہسپتال سے ڈسچارج کروالیا تھا اور اب گھر پر اس کی خوب خاطر مدارت کر رہی تھی. اس نے ارمان کے پرہیزی کھانے سے لے کر نہلانے دھلانے تک ہر چیز کا خیال رکھا تھا. وہ باقاعدگی سے نہ صرف اسے ایکسر سائز کروا رہی تھی بلکہ ہر روز شام میں اسے ٹہلانے کی غرض سے لان میں بھی لے جایا کرتی تھی. غرض یہ کہ پریشے کی محبت، توجہ اور لگن سے ارمان ہفتوں میں ہی مکمل صحت یاب ہو چکا تھا.

****

دادا صاحب نے ارمان کے صحت یاب ہونے پر "ملک ولاز" میں "غسل صحت" کی تقریب منعقد کروائی تھی. جس میں دوست احباب اور رشتہ داروں سمیت سبھی دعوت میں مدعو تھے. "ملک ولاز" کے وسیع و عریض لان میں سارے انتظامات کروائے گئے تھے. ارمان کالے رنگ کی شلوار قمیض پر سفید واسکٹ میں ملبوس,

پشاوری چپل پہنے, خوشبوؤں میں بسا, نکھرا نکھرا سا تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہا تھا جب پاس کھڑے اس کے جگری دوست "وہاج" نے اس کی نک سک سی تیاری پر چوٹ کی.

"اتنی تیاری کی کیا ضرورت تھی؟......... نظر لگوا کر پھر سے بستر پر پڑنے کا ارادہ ہے کیا؟"

"جب تجھ جیسا" نظر بٹو "ساتھ ہو تو کسی کی نظر لگ سکتی ہے کیا؟" ارمان کہاں باز رہنے والا تھا اس نے دو بدو حساب چکتا کیا تو وہاج ارمان کی حاضر جوابی سے محظوظ ہوتا ہوا دل کھول کر ہنسا. یہ نوک جھوک شاید یوں ہی جاری رہتی مگر ریحان کے ارمان کو اشارے سے بلانے پر وہ وہاج سے ایکسکیوز کرتا لان کے قدرے پر سکون گوشے میں چلا آیا جہاں ریحان پہلے سے ہی اس کا منتظر تھا.

"ہاں بھئی!!........ کیا بنا؟ ارمان نے چھوٹتے ہی استفسار کیا.

"Mission Accomplished"!!

ریحان نے رازدارانہ انداز میں ایک آنکھ دباتے ہوئے جواب دیا تو وہ خوش دلی سے اس کے ساتھ مصافحہ کرتا دوبارہ سے سب کے درمیان جا کھڑا ہوا.

****

پریشے تقریب میں شرکت کیلئے الماری میں سر دیئے لباس کا انتخاب کر رہی تھی جب اس کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجائیں!" مصروف سے انداز میں اجازت دی گئی۔

"بھابھی!!" سحر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو الماری کے پٹ وا کیے کھڑی پریشے اس کی جانب متوجہ ہوئی جو ہاتھ میں ایک بڑا سا باکس تھامے کھڑی تھی جسے ایک خوبصورت سے ربن سے باندھا گیا تھا۔ پریشے کی استفہامیہ نظروں پر وہ پراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔

"ارمان بھائی نے آپ کے لیے بھجوایا ہے۔" سحر نے پریشے کو مطلع کرتے ہوئے باکس کو بیڈ پر احتیاط سے رکھا۔

"میرے لیے ؟؟..... کیا ہے اس میں ؟" پریشے نے حیرانگی سے بھرپور متجسس انداز میں پوچھا۔

"آپ خود ہی دیکھ لیجیئے!! میں چلتی ہوں مجھے دادی جان بلا رہی ہیں۔" سحر جلدی سے کہتے ہوئے جھپاک سے کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ وہ متحیر سی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ پر آبیٹھی۔ باکس کسی مشہور برانڈ کا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے ربن کھینچ کر جیسے ہی باکس کھولا اسے ایک خوشگوار حیرت کا جھٹکا لگا۔ باکس کے اندر آتشی گلابی اور گولڈن

امتزاج کی نفیس سی کامدار فراک، گولڈن رنگ کی نفیس باریک ہیلزاور اسی طرح کی ہم رنگ جیولری موجود تھی. جوڑے کے اوپر موجود ایک کارڈ پر خوبصورت سی چند سطریں جگمگا رہی تھیں. جسے پڑھ کر پریشے کے لب خود بخود مسکراہٹ میں ڈھل گئے تھے.

For Mrs Arman Malik!

Desperately waiting to see my Beautiful Wife in this attire.

With love

Arman

اور شادی کے بعد یہ پہلا تحفہ تھا جو ارمان نے بذات خود پریشے کے لیے خریدا تھا. وہ بغیر وقت ضائع کیے باکس میں سے جوڑا نکال کر تیار ہونے چل دی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ نیچے ارمان اس کا بے صبری سے انتظار کر رہا ہے.

****

پریشے تیار ہو کر لان میں پہنچی تو سب ارمان کو چھوڑ کر اس کی جانب متوجہ ہو گئے.

ارمان کے دیئے گئے جوڑے میں, وہ نفاست سے کیے گئے لائیٹ سے میک اپ میں

اتنی حسین لگ رہی تھی کہ دادی جان نے جو نوٹ ارمان پر وارنے کے لیے نکالے تھے وہ بے اختیار پریشے پر سے وار دیئے تھے.

"پری تم تو واقعی "پری" لگ رہی ہو!!" سارہ نے پریشے کی تھوڑی کو محبت سے چھوتے ہوئے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے جھینپ گئی. ادھر ریحان اور وہاج کے نرغے میں کھڑے ارمان کی متلاشی نگاہیں پریشے پر پڑیں تو وہ واپس پلٹنا ہی بھول گئیں. ارمان کے یک ٹک پریشے کو گھورنے پر پاس کھڑے وہاج نے اسے بے اختیار ٹوکا.

" بس کر دے ندیدے!"

" تیری باری آئے گی نہ تو تجھ سے پوچھوں گا. ابھی چپ کر جا میرا مزہ نہ خراب کر.

" ارمان کے بے باک انداز پر دو ٹوک کہنے سے وہاج نے ہنستے ہوئے بے ساختہ کانوں کو ہاتھ لگا کر "لاحول" پڑھا تھا.

تقریب میں ارمان کی صحت و سلامتی کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ کالے بکروں کے صدقات, زکوۃ اور خیرات بھی ادا کیے گئے. اس کے علاوہ تقریب میں لنچ کا بہترین انتظام کروایا گیا تھا. سب کھانے میں مصروف ہوئے تو ارمان دوستوں سے فارغ ہوتا ہوا فیملی ٹیبل پر جا بیٹھا. جہاں سارہ، شہروز، ریحان، سحر اور پریشے پہلے سے ہی موجود تھے. ارمان کو ٹیبل کی طرف آتا دیکھ ریحان پریشے کی ساتھ والی نشست چھوڑ کر, معنی

خیزی سے کھانستا ہوا سحر کی ساتھ والی نشست پر جا بیٹھا. ارمان نے اس کی سمجھداری سے متاثر ہوتے ہوئے دونوں بھنویں اچکائیں تھیں.

ویٹر سب کو سرو کر کے جا چکا تھا اور اب سب ہلکی پھلکی گفتگو کے دوران کھانا انجوائے کر رہے تھے. لیکن ارمان کی تو رت ہی نرالی تھی. وہ پریشے کے دائیں جانب کرسی سے ٹیک لگائے, ٹانگ پر ٹانگ جمائے, بڑی فرصت سے اسے دیکھنے میں مصروف تھا. جبکہ اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں, ارمان کی خود پر مسلسل بولتی نگاہوں سے پزل ہوتی, وہ بمشکل کھا پا رہی تھی. کچھ دیر مزید ارمان کا ارتکاز نہ ٹوٹا تو وہ بے ساختہ چہرہ موڑ کے دبے دبے لہجے میں ارمان کو ٹوک گئی.

"کیا کر رہے ہیں ارمان!! سب دیکھ رہے ہیں....."

"میں بھی دیکھ رہا ہوں...... مگر اپنی بیوی کو!!"

ارمان پریشے کی حالت سے خاصا حظ اٹھا رہا تھا. ارمان کے کہنے پر پریشے نے ایک نظر سب کو دیکھا جو کھانا کھانے میں مصروف نظر آرہے تھے یا ایسا بس ظاہر کر رہے تھے. بہر حال جو بھی تھا وہ اپنے بھائی کی موجودگی میں شرم سے دوہری ہو رہی تھی. پریشے نے بڑی ہی بے چارگی سے التجائیہ نظریں لیے ارمان کی جانب دیکھا تو وہ مسکراہٹ دباتا, ٹیک چھوڑ کر آگے کو جھکا اور رازداری اس کے کان میں بولا.

"ویسے ساری غلطی تمہاری ہے."

پریشے بولی کچھ نہیں بس سوالیہ نظروں سے ارمان کی جانب دیکھا جس پر ارمان مزید گویا ہوا.

"کس نے کہا تھا اتنی خوبصورت لگو کہ شوہر کی نگاہیں ہی نہ ہٹ پائیں."

ارمان کی بات پر پریشے کے چہرے نے ایک شرم گیں مسکراہٹ کا احاطہ کر لیا تھا اور اب وہ اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اپنی پلیٹ پر جھک گیا تھا.

****

تقریب بخیر و عافیت انجام پائی تھی. تقریب کے اختتام تک شام ہو چکی تھی. پریشے سارہ کو کمرے تک چھوڑ کر جیسے ہی چینج کرنے کی غرض سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی، ریحان پیچھے سے اسے آوازیں دیتا، حواس باختہ سا دوڑا چلا آیا.

"کیا ہوا خیریت؟؟" پریشے نے متحیر انداز میں ریحان سے دریافت کیا جو جھک کر لمبے لمبے سانس کھینچ رہا تھا.

"وہ...... وہ...... ارمان بھائی کو گولی لگ گئی!!" ریحان نے دونوں ہاتھ کمر پر جما کر، سانسیں ہموار کرتے ہوئے اطلاع دی تو پریشے کے تو پیروں تلے زمین ہی کھسک گئی.

"کہاں ہے ارمان؟......کیسے لگ گئی گولی؟؟"پریشے نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ریحان سے پوچھا

"وہ اوپر چھت پر ان کے دوست ہوائی فائرنگ کر رہے تھے تو........"

ریحان کا جملہ ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ پریشے نے اپنی ہیلز سمیت سرپٹ دوڑ لگا دی تھی. وہ ارمان کو کھونے کا حوصلہ نہیں رکھتی تھی. ابھی تو وہ موت کے منہ سے بچ کے آیا تھا اور اب پھر سے؟ اس کے آگے وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی. وہ گرتی پڑتی, سیڑھیاں چڑھتے ٹیرس تک پہنچی تھی اور ٹیرس کا دروازہ کھولتے ہی جو منظر اس کو دیکھنے کو ملا تھا, اس کی آنکھوں نے اس پر یقین کرنے سے انکار کر دیا تھا.

"ملک ولاز" کے روف ٹاپ گارڈن کو جابجا ننھی ننھی شمعوں سے روشن کیا گیا تھا. نیچے فرش پر راہداری کی صورت میں گلاب کی پتیاں ایک ترتیب سے بکھیری گئی تھیں.

روف ٹاپ گارڈن کے وسط میں بنے شیڈ کے نیچے, دو کرسیوں کے درمیان گول میز پر کینڈل سٹینڈ کے ساتھ ایک خوب صورت سا گلدستہ پڑا ہوا تھا. جلتی بجھتی شمعوں اور گلاب کی پتیوں کی مہک نے ماحول پہ ایک سحر سا طاری کر دیا تھا. ماحول اتنا فسوں خیز اور رومان پرور تھا کہ وہ سب بھلائے یک ٹک اس منظر کو دیکھتی چلی گئی. اپنی حیرانگی پر قابو

پاتے ہوئے وہ متجسس سی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی جیسے ہی آگے کی جانب بڑھی تو ارمان کو بڑی فرصت سے ٹیرس سے نیچے دیکھتا پایا. ارمان کو صحیح سلامت اپنے سامنے دیکھ کر اس نے بے اختیار سکھ کا سانس لیا تھا اور اب اسے ریحان کی کارستانی کچھ کچھ سمجھ آنا شروع ہو چکی تھی.

وہ اپنا واسکٹ اتار کر کرسی کی پشت پر لٹکائے, کالی شلوار قمیض میں ملبوس, دونوں ہاتھ پیچھے کی جانب باندھے, پورے شان کے ساتھ دلکشی سے مسکراتا ہوا پیچھے کی جانب مڑا تو پریشے کو اپنے سامنے ایستادہ پایا. ارمان نے آگے بڑھ کے اس کے آگے اپنا بھاری مردانہ ہاتھ پھیلایا تو پریشے نے بغیر کچھ کہے, چپ چاپ اپنا نازک سا ہاتھ اس کی چوڑی ہتھیلی پر رکھ دیا. وہ اسے لئے میز کی جانب بڑھا تو پریشے ایک خواب کی سی کیفیت میں گھری ارمان کے ہمراہ شیڈز تک چلی آئی. ارمان نے پریشے کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے میز پر سے گلدستہ اٹھا کر بہت ادب سے اس کے آگے پیش کیا تو ایک خوبصورت سی مسکان پریشے کے چہرے کا حصہ بن گئی.

"آئی ایم سوری!!" پریشے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ پورے دل سے بولا

"سوری.....پر کس لیے؟" پریشے کے چہرے پر تعجب تھا.

"پچھلے دنوں میں نے تمہیں بہت تنگ کیا ہے.....بہت روڈ رہا ہوں تم سے ....مگر میں بھی کیا کرتا؟ مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میں کیوں تمہیں لے کے اتنا چڑچڑا ہو رہا ہوں؟ جبکہ تم مجھ سمیت مجھ سے جڑے تمام لوگوں کا اتنا خیال رکھ رہی تھی. مجھے سوچنا چاہیے تھا. خود خیال کرنا چاہیے تھا ......اوپر سے ایکسیڈنٹ کے بعد تم میری وجہ سے اتنی پریشان رہی. میرے لیے تمہیں راتوں کو اٹھنا پڑتا تھا، میری ڈائیٹ، میری ایکسر سائز سب کچھ اتنے اچھے سے مینج کیا تم نے....... سمجھ ہی نہیں آرہی کہ معافی مانگوں کہ اتنی چاہتوں اور محبتوں کے لیے شکریہ ادا کروں. پر سچ تو یہ ہے کہ میں جتنا بھی کہوں جتنا بھی کروں وہ کم ہو گا."

ارمان اس کی آنکھوں میں دیکھتا، ایک جذب کے عالم میں پوری ایمانداری کے ساتھ اعتراف کرتا اسے سب سے پیارا لگا تھا. ارمان کو نہ صرف اپنی غلطی کا احساس تھا بلکہ وہ پریشے کی چاہت اور دن رات کی گئی خدمت کو پورے دل سے تسلیم بھی کر رہا تھا اور ایک لڑکی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ اس کا جیون ساتھی احساس کرنے والا ہو. جو نہ صرف اس کی ہر کاوش کو سراہے بلکہ اسے لے کر اپنی چاہت و فکر کا اظہار بھی کرے. جو نہ صرف اپنی غلطیوں کو تسلیم کرے بلکہ انہیں سدھارنا بھی جانتا ہو. اگر یوں قدر کرنے والے شوہر مل جائیں تو ہر لڑکی کی گئی

خدمتوں اور چاہتوں کا صلہ شوہر کے بہترین رویئے اور اخلاق سے ہی وصول ہو جاتا ہے. پریشے ارمان کے جواب میں کیا کہتی الٹا ارمان کی اتنی چاہت پر اس کی آنکھیں بھر آئیں تھیں جنھیں ارمان نے بڑی عزت و چاہت سے اپنی انگلیوں کی پوروں سے سمیٹ لیا تھا.

"ویسے تم نہ بڑی چالاک ہو.........کیسے مجھ سے سارے اقرار کروا تی رہی ہو اور خود اپنے جذبات کے اظہار کیلیئے ایک لفظ بھی نہیں بولا تم نے. "

ارمان نروٹھے پن سے بولا تو پریشے ہاتھ سے گلدستہ میز پر رکھتے ہوئے، ارمان کے دونوں ہاتھ تھام کر بڑی محبت سے اس کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتے ہوئے گویا ہوئی.

"مجھے اپنی "چاہتوں کے حصار میں" قید کر لیں ارمان! میں ان سے کبھی آزاد نہیں ہونا چاہتی. "

اور کیا ہی خوبصورت اظہار محبت تھا. روایتی اظہار محبت یعنی "آئی لو یو" سے ہٹ کر.

ارمان اس کے اس انداز پر نہال ہوتا ہوا دو قدم آگے بڑھا کر سارا فاصلہ سمیٹتے ہوئے ,اس کے سر سے سر جوڑے، آنکھیں بند کیے اس کے قریب ہو گیا. ایسے کہ دونوں کے ماتھے ایک دوسرے کو ٹچ کر رہے تھے. چاہتوں نے بڑی ہی خوبصورتی کے ساتھ

ان کے گرد اپنا حصار مضبوط کر لیا تھا. وہ دونوں رومان پرور ماحول میں, ایک دوسرے میں کھوئے, ایک دوسرے کو پورے دل سے محسوس کر رہے تھے.

اور ارمان کی خاص ہدایات پر کھڑکی سے تقریباً باہر کی جانب لٹکے ریحان نے بڑی ہی مہارت سے یہ منظر کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کر لیا تھا. دراصل یہ ساری پلاننگ ارمان کی تھی جس میں اس نے اپنے ساتھ سحر اور ریحان کو بھی گھسیٹ لیا تھا. جبکہ گھر کے تمام افراد اس واقعے سے لاعلم تھے. پریشے تک جوڑا پہنچانا، روف ٹاپ کی سجاوٹ، پریشے کو جھوٹ بول کر اوپر لے کر آنا اور تو اور فوٹو گرافی میں بھی سحر اور ریحان نے ارمان کا بھرپور ساتھ دیا تھا. سحر اور ریحان کو روف ٹاپ کے اس حصے میں آنے کی اجازت نہیں تھی. ارمان نے ریحان کو اپنے اور پریشے کے Candid shots لینے کا حکم صادر کیا تھا اور اب سین کچھ یوں تھا کہ ریحان کھڑکی سے تقریباً آدھا باہر کو لٹکا Candid shots لینے میں مصروف تھا جبکہ سحر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑے کھڑی تھی مبادا وہ کہیں گر ہی نہ جائے.

****

ایک دوسرے کی سنگت میں یہ نو ماہ کیسے گزرے کچھ پتہ ہی نہ چلا. سارہ نے اللہ کے فضل و کرم سے دو جڑواں بچوں کو جنم دیا تھا. ایک لڑکا اور ایک لڑکی.

لڑکے کا نام ارحم رکھا گیا جبکہ لڑکی کا نام آئمہ. اور اب تمام لوگ ارحم اور آئمہ کے عقیقے پر "احمد ہاؤس" میں جمع تھے. سارہ تو دو بچوں کو ایک ساتھ سنبھالنے پر اچھا خاصہ بوکھلائی ہوئی تھی. ایک کو چپ کرواتے تو دوسرا رونے لگ جاتا تھا اور دوسرے کو چپ کرواتے تو پہلا رونے لگ جاتا. ایسے میں پریشے اور سحر باری باری دونوں بچوں کو سنبھال رہی تھیں. جبکہ لڑکے تو ارحم اور آئمہ کو دیکھنے کی حد تک ہی پاس آرہے تھے. جب انہیں پکڑنے کا کہا جاتا تو یہ کہہ کر بھاگ جاتے کہ

"اتنے نازک سے تو ہیں..... نہ بابا نہ! ہم نہیں پکڑتے. کہیں ہم سے بازو وغیرہ نکل گئی تو؟"

"اچھا بچو!! جب تمہارے ہوں گے ناں تو پوچھوں گی."

سارہ نے ارمان کے گریز پر اسے لتاڑا جو دور سے کھڑا بچوں کو پیار کر رہا تھا.

"نہ جی نہ!! میں ان پنگوں میں نہیں پڑنے والا." سارہ کی بات پر ارمان بدک کر بولا تو وہاں بیٹھیں سحر اور پریشے بھی ان کی جانب متوجہ ہو گئیں.

"کیوں جی؟؟میرا اسٹیٹس اپ گریڈ کروانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے آپ کا؟.........
کیا مجھے چاچو بننے کا کوئی حق نہیں؟"ریحان خالصتاً ڈرامائی انداز میں بولا تو سب کے
چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی.

"شاباش ہے!!!! تمہارا اسٹیٹس اپ گریڈ کروانے کے چکر میں ہم مارے جائیں؟
"ارمان ریحان کے سر ہو گیا.

"بہت اچھے!! تو ہم مارے گئے ہیں کیا؟"سارہ کو ارمان کی یہ بات ذرا نہ بھائی

"میرا مطلب ہے کہ ان چکروں میں انسان باؤنڈ ہو جاتا ہے اور ویسے بھی ابھی بہت
وقت پڑا ہے تب تک کیوں نہ لائف کو انجوائے کیا جائے؟"ارمان نے تو گویا ناک
سے مکھی اڑائی

"سن لو اپنے میاں کے نیک خیالات!"

سارہ نے ارمان کی بات سے خائف ہوتے ہوئے پریشے کو درمیان میں دھکیلا تو وہ بس
مسکرا کر رہ گئی.

****

تو" مسز ارمان ملک "شام کا کیا پلان ہے آپ کا؟"

آفس جانے سے قبل ارمان پر روز کی طرح شوخیاں سوار تھیں اس لیے اب بھی پریشے کے کندھے پر بازوں کا گھیرا بناتے ہوئے اس نے استفسار کیا.

"شام کی شام کو دیکھیں گے...... ابھی آپ آفس کے لیے نکلیں آگے ہی بہت دیر ہو چکی ہے."پریشے نے ارمان سے اپنا آپ چھڑواتے ہوئے اسے دروازے کی طرف دھکیلا.

"ویسے حد ہی ہو گئی......" تم وہ پہلی بیوی ہو جو اپنے خاوند کو زبردستی آفس جانے کے لیے کہہ رہی ہے."ارمان مصنوعی نروٹھے پن سے بولا

"ارے آپ جلدی جائیں گے تو جلدی آئیں گے ناں؟؟ ویسے بھی آج میں کافی مصروف ہوں....اسی لیے چلیں آپ نکلیں آفس کے لیے ورنہ مزید لیٹ ہو جائیں گے."پریشے نے ارمان کو بیگ تھماتے ہوئے لاؤنج کے دروازے سے باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا اور لاؤنج میں شیشے کے بنے سلائیڈنگ ڈور کے پاس آ کھڑی ہوئی جہاں سے باہر کا منظر صاف دکھائی دیتا تھا. وہ ارمان کی حالت پر محظوظ ہوتے ہوئے مسلسل ہنس رہی تھی جبکہ ارمان یوں اپنے گھر بدر ہونے پر ہکا بکا کھڑا تھا.

" ہنس لو "مسز ارمان ملک !"....میری حالت پر جتنا ہنسنا ہے ناں ہنس لو...اب میں بھی تب تک نہیں آؤں گا جب تک تم خود مجھے فون کر کے نہیں بلاتی....ہونہہ .....اللہ حافظ !"

ارمان خالصتاً ڈرامائی انداز میں دھمکی دیتا گاڑی بھگا لے گیا. جبکہ پریشے ارمان کی حرکتوں پر مسکراتے ہوئے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئی. عموماً سات بجے تک ارمان کی آفس سے واپسی ہو جاتی تھی مگر اب نو بج رہے تھے اور ارمان کا کوئی اتا پتہ نہیں تھا. اسے لگا کسی ضروری میٹنگ کی وجہ سے لیٹ نہ ہو گئے ہوں پر جب انتظار کرتے کرتے گھڑی نے دس بجائے تو پریشے صحیح معنوں میں گھبرا اٹھی. کیونکہ عموماً وہ اتنا لیٹ ہوتے نہیں تھے اور اگر کبھی ہو بھی جائیں تو فون پر اطلاع کر دیتے تھے. پریشے کے ذہن سے یہ بات گول ہو چکی تھی کہ "ارمان صاحب "اس کی کال کے منتظر ہیں. بالآخر پریشے نے ارمان کو فون کیا جو کہ تیسری چوتھی بیل پر اٹھا لیا گیا.

"ارمان کہاں رہ گئے ہیں آپ؟؟ کتنی دیر ہو گئی ہے آپ ابھی تک گھر نہیں آئے ....خیریت ہے ناں؟"ارمان کے کال اٹھانے پر فکر مندسی پریشے نے چھوٹتے ہی استفسار کیا

"یاد آگئی آپ کو میری بیگم صاحبہ ؟؟ .... میں ابھی آفس میں ہوں....بہت مصروففففففف !!!!" ارمان نے ڈرامائی انداز میں بات کے اختتام پر "مصروف" پر زور دیتے ہوئے اپنی نہ ہونے والی مصروفیت کی اہمیت جتائی

"ٹھیک ہے ارمان !! آپ کل کر لیجیئے گا کام .ابھی تو آجائیں.......دیکھیں ناں کتنی دیر ہو گئی ہے ."پریشے کا لہجہ ہنوز فکر مند تھا.

"دیکھو اب تم مجھے بلا رہی ہو میں خود سے نہیں آرہا. یاد رکھنا یہ بات......ٹھیک ہے نہ ؟"ارمان کا لہجہ جتاتا ہوا تھا.

"جی جی ٹھیک ہے !! میں یاد رکھوں گی مگر آپ پلیز آجایئے ." پریشے نے یقین دہانی کرائی

"لو آگیا !!!"

جواباً ارمان نے کہا مگر اب کہ آواز بہت قریب سے آتی معلوم ہوئی تو پریشے نے متحیر زدہ ہو کر ایک دم پلٹ کر دیکھا جہاں بڑے مزے سے ارمان دندناتا ہوا سیڑھیوں سے اتر رہا تھا.پریشے نے ہاتھ میں پکڑا ہوا فون بند کیا.

"آپ..... آپ چھت پر کیسے آئے ؟"پریشے کی حیرانگی سوا تھی

"سیڑھیوں سے......" بڑے مزے سے جواب آیا

"میرا مطلب آپ چھت پر؟ آپ تو آفس تھے ناں؟ کیا مطلب؟؟"وہ حیران پریشان سی بے ربط جملے ادا کرتی آخر میں جھنجھلا گئی.

"میں ناں دراصل سات بجے ہی آگیا تھا. گاڑی گھر کے باہر پارک کی, لیونگ روم کے دوسرے دروازے سے ہوتا ہوا چپکے سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گیا, وہاں بیٹھ کر تمہاری کال کا انتظار کیا اور اتنی دیر تک فورٹ نائٹ کھیلتا رہا." ارمان بڑے مزے سے اپنی کارستانی سنا رہا تھا

"کیا؟؟ آپ اتنی دیر سے اوپر تھے؟ مطلب.....اب میں کیا کہوں آپ کو؟........ آپ اتنی دیر سے میری کال کا انتظار کر رہے تھے؟"پریشے ارمان کے بچگانہ پن پر ششدر تھی

"ہاں ناں اور کیا!!" ارمان دانت نکوستے ہوئے بڑے فخر سے اعتراف کر رہا تھا.

"آپ کو مزہ آتا ہے ناں مجھے تنگ کرنے میں؟"پریشے نے ایک آبرو اچکا کر پوچھا

"مزہ نہیں.......بہت مزہ آتا ہے!!"ارمان کا چھت پھاڑ قہقہ گونجا تھا.

وہ پریشے کی حالت سے جتنا حظ اٹھاتا کم تھا پر وہ بھی کیا کرتا؟ اسے پریشے کو تنگ کرنے میں مزہ ہی بہت آتا تھا.

"آپ ناں بالکل بچے ہیں..."پریشے افسوس سے سر ہلا کر بولی

"تو اگر میں بچہ ہوں..... تو تم تو بڑی ہو ناں؟؟ تم اس بچے کی ضد پوری کر دیا کرو ناں!"

ارمان نے ایک جھٹکے سے پریشے کو اپنے بازؤں کے حلقے میں لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے گال پر ہلکی سی جسارت بھی کر ڈالی. پریشے تو اس اچانک افتاد پر بوکھلا ہی گئی. ارمان کی شوخیاں اور شرارتیں دن بدن بڑھتی ہی جا رہی تھیں اور کچھ ایسی ہی شوخی ارمان پر اس وقت سوار ہو رہی تھی. اس سے پہلے ارمان مزید پھیلتا وہ اپنا آپ اس سے چھڑوا کے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکی تھی. جبکہ ارمان اسے اونچی آواز میں وارننگ دیتا اس کے پیچھے ہی بھاگا تھا.

کئی روز سے پریشے کی طبعیت ناساز رہنے لگی تھی مگر اس نے اس بات کی بھنک بھی ارمان کو نہیں پڑنے دی تھی مبادا وہ کہیں پریشان نہ ہو جائے جبکہ وہ خود اپنے معاملے میں برابر لاپرواہی برت رہی تھی. نتیجتاً ایک دن ارمان کے لیے کچن میں چائے بناتے ہوئے بے ہوش ہو کر گر پڑی. پانی پینے کی غرض سے جب ارمان کچن میں آیا تو پریشے کو فرش پر بے سدھ پایا. وہ پریشے کی بے ہوشی اور زرد پڑتی رنگت سے گھبرا کر اسے ہسپتال لے آیا تھا. پریشے کو جب ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک پرائیوٹ ہسپتال

کے کمرے میں چت لیٹا پایا. جبکہ پاس پڑی کرسی پر براجمان ارمان اسے ہوش میں آتے دیکھ فوراً اس کی جانب لپکا تھا اور اس کے اٹھنے کی کوشش ناکام بنائی تھی.

"کیا کر رہی ہو... لیٹی رہو!!" ارمان نے اسے کندھوں سے تھام کر دوبارہ لیٹاتے ہوئے کہا

"نہیں میں ٹھیک ہوں ارمان!!" پریشے نے ارمان کو تسلی دینے کے انداز میں کہا جو مطلق پریشان نظر آرہا تھا. اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے لیڈی ڈاکٹر کمرے میں داخل ہوئیں تھیں.

"کیسا محسوس کر رہی ہو پریشے؟" ڈاکٹر نے پریشے کا جائزہ لیتے ہوئے استفسار کیا.

"پہلے سے بہتر محسوس کر رہی ہوں مگر سر ہنوز بھاری ہے." پریشے نے ایک ہاتھ سے سر کو دباتے ہوئے جواب دیا.

"کتنے دنوں سے ایسا محسوس کر رہی ہیں؟" لیڈی ڈاکٹر نے پھر دریافت کیا.

"ایک ہفتے سے." پریشے نے ایک نظر ارمان کو دیکھ کر ہچکچاتے ہوئے جواب دیا کیونکہ ارمان پریشے کی اس حالت سے بالکل بے خبر تھا اور ارمان کا متوقع ردعمل سوچ کر پریشے کو ابھی سے پریشانی ہو رہی تھی.

"یہ کچھ ٹیسٹ ہیں. یہ کروالیں پھر رپورٹس چیک کروانے آجایئے گا."

لیڈی ڈاکٹر پریشے کو ٹیسٹ لسٹ تھما کر چلی گئیں جبکہ ارمان حیرت اور افسوس سے کھڑا پریشے کو دیکھتا رہا.

"ارمان میں وہ....."

پریشے ارمان کو اپنی صفائی میں کچھ کہنے ہی جا رہی تھی کہ ارمان نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی.

"تم ایک ہفتے سے اس حالت میں ہو اور تم نے مجھے بتانا تک ضروری نہیں سمجھا؟؟

" ارمان کا لہجہ دھیما مگر افسوس سے پر تھا.

"میں نہیں چاہتی تھی کی آپ پریشان ہو جائیں...."

پریشے شرمندہ شرمندہ سی سر جھکائے وضاحت دے رہی تھی.

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم اس قسم کی باتیں مجھ سے چھپاؤ گی....... کیا میں اس قابل نہیں؟؟"

ارمان کے لہجے میں دکھ بول رہا تھا. اس کی قابل والی بات پر پریشے نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا تھا. اس سے پہلے وہ اپنی صفائی میں کچھ کہتی ارمان فوراً بول پڑا.

"تمہارے کچھ ٹیسٹ کروانے ہیں جلدی سے باہر آ جاؤ میں انتظار کر رہا ہوں."

ارمان یہ کہہ کر رکا نہیں بلکہ کمرے سے نکلتا چلا گیا. وہ پریشے کی اس حرکت پر دل گرفتہ تھا اور پریشے یہ بات اچھے سے جانتی تھی. وہ خود کو کمپوز کرتے ہوئے اٹھی اور باہر آ گئی جہاں ارمان اس کا انتظار کر رہا تھا. مطلوبہ جگہ سے ٹیسٹ کروانے کے بعد وہ گھر واپسی کے لیے روانہ ہوئے. راستے میں پریشے نے ارمان سے بار بار بات کرنے کی کوشش کی مگر لفظوں نے اس کا ساتھ نہ دیا. ارمان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر اس کی ساری ہمت جاتی رہی تھی.

****

"ارمان پلیز مجھ سے خفا مت ہوں. آپ کی خاموشی مجھ سے دیکھی نہیں جاتی. میں نے تو بس اس لیے نہیں بتایا تھا کہ آپ پریشان ہو جائیں گے ورنہ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا ...... سچ میں!!"

وہ رات کو جب کمرے میں آیا تو پریشے اس کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی. اس کو ارمان کی خاموشی اندر ہی اندر کھائے چلی جا رہی تھی. اس لیے وہ جلد از جلد یہ بات کلئیر کرنا چاہتی تھی. اور اب نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو وہ بات کرتے کرتے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی اور پریشے کو یوں روتا دیکھ ارمان اپنی ساری ناراضگی بھلائے اس کی جانب لپکا تھا.

"میری جان!!! مجھے بتاتو دیا ہوتا.... دیکھو نہ تمہارے اس طرح نہ بتانے سے مجھے زیادہ پریشانی ہوئی ہے..... جس طرح تم نے اپنے معاملے میں لاپرواہی برتی ہے اللہ نہ کرے کوئی بڑی بات ہو جاتی تو؟؟" ارمان پریشے کو محبت سے ساتھ لگائے اسے معاملے کی باریکی کا احساس دلا رہا تھا.

"آئی ایم سوری!!" پریشے روتے ہوئے بس اتنا ہی کہہ سکی

"اچھا اب روؤ تو مت! میرے دل کو کچھ ہوتا ہے اور رہی بات ناراضگی کی تو وہ میں بالکل بھی نہیں ہوں."ارمان نے نرمی پریشے کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا جس کی رونے کی وجہ سے ناک سرخ پڑ چکی تھی.اس روئی روئی سی صورت میں وہ اسے پہلے سے بھی بڑھ کر حسین لگی تھی.ارمان کا دل تو اسے بے ایمانی پر اکسا رہا تھا مگر وہ پریشے کی طبیعت کا خیال کرتے ہوئے اپنی خواہش دل میں دباتا گہری سانس بھر کر رہ گیا.

"اچھا اب تم آرام کرو. صبح ہم اکھٹے چلیں گے رپورٹس لینے. دیکھنا انشاءاللہ سب بہتر ہو گا."

ارمان اس کی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کرتے ہوئے لائیٹ آف کر کے لیٹ گیا. سارا دن کی تھکاوٹ اور پریشانی کے باعث وہ لیٹتے ہی سو چکا تھا جبکہ پریشے کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی. دراصل ڈاکٹر نے پریشے کو جو ٹیسٹ کروانے کے لیے دیئے تھے

ان میں سے ایک پریگنینسی ٹیسٹ بھی تھا. پریشے خود بھی ایک ڈاکٹر تھی اور اپنی بدلتی کیفیات سے نابلد نہیں تھی اور آج جب ڈاکٹر نے اسے ٹیسٹ کروانے کے لیے کہا تو اسے اپنی حالت کے پیش نظر یقین ہو چکا تھا مگر وہ پھر بھی رپورٹس کے ذریعے ایک بار کنفرم کر لینا چاہتی تھی مگر ان سب میں پریشانی کی بات یہ تھی کہ ارمان اس قدم کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں تھا اور اب پریشے نہیں جانتی تھی کہ اگر رپورٹس پازیٹو آئیں تو ارمان کا کیا ردعمل ہو گا اور اسی پریشانی کے عالم میں وہ رات بھر صحیح سے سو بھی نہ پائی تھی. حتی کہ پریشانی کہ یہ تحریر صبح ناشتے کے وقت بھی اس کے چہرے پر رقم تھی جسے ارمان نے فوراً بھانپ لیا تھا.

"پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں ہے. دیکھنا سب ٹھیک ہو گا. تم ایسے ہی اتنا پریشان ہو رہی ہو. میں شام میں جلدی آ جاؤں گا تو پھر اکٹھے رپورٹس لینے چلیں گے."

ارمان پریشے کو تسلیاں دیتا آفس کے لیے نکل چکا تھا جبکہ پریشے ارمان کے آفس نکلنے کے فوراً بعد ہی ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال چلی آئی تھی. وہ بہت بے چین تھی اس کی کیفیات عجیب سی ہو رہی تھیں. وہ چاہتی تھی کہ ارمان سے پہلے اسے رزلٹ کا پتہ چلے لہذا وہ رپورٹس لے کر سیدھا گھر کو آئی تھی.

****

ارمان ہسپتال جانے کی غرض سے شام میں جلدی گھر آ چکا تھا اور اب پریشے کو لاؤنج میں معمول کے مطابق نہ پا کر اسے تھوڑی حیرانگی ہوئی تھی.

" صاحب جی آپ کے واسطے پانی لاؤں؟" فاطمہ نے معمول کے مطابق ارمان کی آفس سے واپسی پر رٹا رٹایا سوال دہرایا

" نہیں کچھ نہیں" (پھر کچھ توقف کے بعد استفسار کیا) "تمہاری بیگم صاحبہ کہاں ہے ہیں؟"

"وہ تو جی! صبح سے ہی اپنے کمرے میں ہیں." فاطمہ نے اطلاع دی

"صبح سے؟ خیریت ہے نا؟ طبیعت تو ٹھیک ہے اس کی؟ تم نے پوچھا نہیں؟" ارمان نے پریشانی کے عالم میں پے در پے در پر سوال کر ڈالے.

"میں اندر پوچھنے گئی تھی پر انہوں نے باہر بھیج دیا. جب سے ہسپتال سے واپس آئی ہیں کمرہ بند کئے بیٹھی ہیں." فاطمہ نے ساری تفصیلات سے آگاہ کیا تو وہ تشویش کے عالم میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے کی جانب چل دیا. ناب گھما کر دروازہ کھولا تو کمرے میں گپ اندھیرا پایا. صرف سائیڈ لیمپ کی مدھم سی روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی جس میں کھڑکی میں کھڑی پریشے کا ہیولہ صاف دکھائی دے رہا تھا.

"خیریت ہے پریشے؟اتنااندھیرا کیاہواہے....فاطمہ بتارہی تھی کہ تم صبح سے اندر ہو.

". کمرے کی لائٹ آن کرتے ہوئے ارمان نے پریشے سے استفسار کیا لہجے میں واضح فکر مندی تھی جبکہ پریشے ہنوزاسی پوزیشن میں کھڑکی کی جانب رخ کئے کھڑی تھی.

اسے ایک ہی پوزیشن میں خاموش کھڑا دیکھ ارمان نے دوبارہ سوال کیا تھا.

"تم میرے بغیر ہی رپورٹس لینے چلے گئی......"وہ باتیں کرتا ہوا آہستگی سے چلتا اس کے قریب آیا تو پریشے کی فق ہوتی رنگت پر اس کا جملہ ادھورا ہی رہ گیا

" پری!! تم ٹھیک ہونا؟؟" ارمان کے چہرے پر فکر مندی کے واضح آثار تھے.

"ارمان!.....میں وہ......وہ میں......ارمان!"گھبراہٹ کے مارے پریشے کے منہ سے بے ربط جملے ادا ہورہے تھے.

" ہاں پری میں سن رہا ہوں تم بولو... لیکن تم اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو؟"

"ارمان وہ میری رپورٹس....." پریشانی کے عالم میں اس نے پھر جملہ ادھورا چھوڑ دیا.

" ہاں بولو کیا ہوا ہے؟" ارمان نے پریشے کی ہمت بندھائی کیونکہ اس کی فق ہوتی رنگت, بے ربط جملے اور گھبراہٹ نے ارمان کو اندر سے دہلا دیا تھا.

"پری اب مجھے ڈر لگ رہا ہے خدارا کچھ تو بولو!! ایسا کرو یہاں بیٹھو اور پانی پیو." ارمان نے اسے دونوں شانوں سے تھام کر بیڈ پر بٹھایا اور سائیڈ ٹیبل سے گلاس اٹھا کر اس کے آگے کیا۔ جسے وہ تھام کر ایک ہی سانس میں ختم کر گئی. ارمان پریشے کی گھبراہٹ پر دنگ رہ گیا لیکن پھر بھی اس کی ہمت بندھاتے ہوئے ارمان نے ایک بار پھر رپورٹس کی بابت دریافت کیا.

"دیکھو میں تمہارے ساتھ ہوں. مجھے بتاؤ کیا بات ہے؟

"ارمان جو ہم نے کل ٹیسٹ کروائے تھے نہ؟ وہ پریگنینسی ٹیسٹ تھے."

اس کے بعد دونوں کے درمیان مکمل خاموشی چھا گئی. ارمان اس کے بولنے کا منتظر تھا جب کہ وہ ایک نظر ارمان کی سنجیدہ صورت دیکھ, خود کو کمپوز کرتے ہوئے دوبارہ گویا ہوئی.

"اور میری رپورٹس پوزیٹو آئی ہیں جس کا مطلب ہے کہ میں امید سے ہوں...."

"کیا؟؟؟ کیا واقعی؟؟ "ارمان کی حیرت سوا تھی. اس نے جیسے ہی پریشے کو تھام کر اس کی بات کی تصدیق چاہی تو پہلے سے ہی گھبرائی بیٹھی پریشے بالآخر رو پڑی.

"تم سچ کہہ رہی ہو نہ؟"ایک بار پھر تصدیق چاہی گئی

ارمان کے یوں سنجیدگی سے استفسار کرنے پر پریشے کے رونے کی شدت میں مزید اضافہ ہو چکا تھا اور اب وہ منہ پر ہاتھ رکھے روتی چلی جا رہی تھی .اس بات سے بالکل بے خبر کے ارمان پر تو شادی مرگ کی کیفیت طاری ہو چکی ہے اور وہ تو خوشی سے دیوانہ ہوئے جا رہا ہے .

"تو اس میں رونے والی کیا بات ہے ؟؟....پاگل لڑکی !!" ارمان نے خوشی سے کھلکھلاتے ہوئے اس کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی تو وہ رونا دھونا سب بھول کر ارمان کو حیرت سے دیکھنے لگی .

" تو کیا آپ خوش ہیں ؟"

"آف کورس میری جان !! میں خوش نہیں بلکہ بے حد خوش ہوں .... لیکن تمہیں دیکھ کر ایسا لگ نہیں رہا ."

ارمان نے پریشے کے رونے پر چوٹ کی تو وہ جلدی سے آنسو پونچھتے ہوئے فٹ سے بولی

"نہیں ارمان میں بھی بہت خوش ہوں مگر آپ تو ان سب کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں تھے نہ ؟"

بالآخر پریشے کا ڈر اس کی زبان پر آیا تو ارمان نے نہ سمجھی سے اس کی جانب دیکھا اور پھر سنجیدگی سے استفسار کیا

"کیا ہمارے درمیان اس متعلق کوئی بات ہوئی تھی؟"

نہیں تو!!"دو لفظی جواب آیا

"تو پھر تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں ان سب کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں تھا؟"

ارمان نے ایک آبرو اچکاتے ہوئے پریشے سے بازپرس کی

"آپ ہی نے تو اس دن ارہم اور آئمہ کے عقیقے پر بولا تھا کہ میں ان پنگوں میں نہیں پڑنے والا."

پریشے نے اسے عقیقے والی بات کا حوالہ دیا تو وہ ایک منٹ کے لیے خاموش سا ہو گیا.

اسے اس بات کا اندازہ تک نہیں تھا کہ اس کی کہی گئی ایک چھوٹی سی بات یوں پریشے کے ذہن میں اٹک کے رہ جائے گی.

"وہ تو میں نے ایسے ہی شغل میلے میں کہہ دیا تھا. مجھے نہیں پتا تھا کہ تم اسے اپنے دل پر ہی لے لو گی. ہاں!! یہ بات سچ ہے کہ میں بچے کی وجہ سے ایک جگہ باؤنڈ ہونے سے ڈرتا ہوں پر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ میں "ہماری فیملی "نہیں چاہتا.....

انشاءاللہ!! تم میرا ساتھ دو گی تو زندگی کے اس نئے باب میں, میں تمھارے سنگ چیزوں کو بیلنس کرنا سیکھ جاؤں گا."ارمان نے پریشے کے دونوں ہاتھوں پر اپنے ہاتھوں کا ہلکا سا دباؤ دیتے ہوئے اس کے تمام ترخدشات کی نفی کی تھی.

" انشاءاللہ !!"

پریشے آسودگی سے مسکراتے ہوئے پورے دل سے بولی تو ارمان جو اسے دیکھ کے مسکرا رہا تھا دفعتاً اس کے ہونٹ سکڑے, نظریں جھکیں اور کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد وہ گہری سانس لیتا, دھیمی آواز میں گویا ہوا.

"آج بابا جان ہوتے تو کتنے خوش ہوتے نہ؟(پھر کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولا) میرا دل کرتا ہے کہ وہ کہیں سے واپس آ جائیں... میں ان کے ساتھ لگوں اور ان کو بتاؤں کہ میں کتنا خوش ہوں.... کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ میں اگر بابا جان کے فیصلے پر سر نہ جھکاتا تو شاید اتنا خوش اور مطمئن کبھی نہ ہوتا جتنا کہ آج ہوں. صرف ان کے صحیح انتخاب اور دعاؤں کی بدولت آج میں اتنا خوشحال ہوں.... تم بتاؤ میں کیسے ان کا شکریہ ادا کروں؟ کیسے انہیں یہ بتاؤں کہ ان کا ارمان اب خود "بابا" بننے والا ہے؟"

وہ پریشے کا ہاتھ تھامے افسردہ سا اپنے دل کی بات کہہ رہا تھا. پریشے کو وہ اس وقت کسی بچے سے کم نہیں لگا. دراصل موقع ہی کچھ ایسا خوشی کا تھا کہ اسے اپنے والد کی کمی محسوس ہو رہی تھی اور یہ ایک قدرتی سی بات ہے کہ جب انسان بہت زیادہ خوش یا اداس ہو تو اسے اپنے قریبی رشتے بہت یاد آتے ہیں خاص طور پر وہ جو ہمیشہ کے لئے بچھڑ چکے ہوں. ارمان کے جذبات بھی کچھ اسی طرح کے ہی ہو رہے تھے.

"جیسے والدین کی دعائیں بچوں کو لگتی ہیں نہ؟ ٹھیک اسی طرح بچوں کی دعائیں بھی والدین کو لگتی ہیں پھر چاہے وہ حیات ہوں یا وفات پا چکے ہوں. آپ ہر نماز میں ان کی مغفرت اور ان کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کیا کریں. والدین کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کی اولاد ان کے پیچھے سے ان کے لیے دعا گو ہو."

پریشے کے منہ سے نکلا ہر لفظ ارمان کے لئے باعث راحت تھا. ارمان نے بے ساختہ اپنے دل میں رب کے حضور سجدہ شکر ادا کیا تھا کہ رب نے کیسے اسے اپنے والد کے ایک فیصلے پر سر جھکانے کے عوض اتنا خوبصورت جیون ساتھی عطا کیا تھا. وہ جتنا اپنے والد کے اس فیصلے پر شاداں و فرحاں ہوتا کم تھا.

"مجھے میری زندگی کا سب سے قیمتی اور خوبصورت تحفہ دینے کا بے حد شکریہ!!"

ارمان نے محبت سے کہتے ہوئے نہایت عقیدت سے پریشے کے ماتھے اپنی محبت کی مہر ثبت کی تو وہ آسودگی سے مسکراتی ہوئی اس کے چوڑے سینے میں آسمائی. دونوں ایک دوجے کے ساتھ لگے, چاہتوں کے ان حسین لمحوں کو محسوس کرتے ہوئے آنے والی ساعتوں کے منتظر تھے جہاں عنقریب ان کی محبتوں اور چاہتوں سے بھرپور یہ چھوٹی سی کائنات مکمل ہونے جا رہی تھی.

****

والدین کا اپنی اولاد کے لیے انتخاب کبھی برا نہیں ہوتا بہ شرط یہ کہ نصیب اچھا ہو. اور جب آپ اللہ کی رضا سمجھ کر بڑوں کے فیصلوں پر سر جھکا دیتے ہیں تو اللہ آپ کے اسی جھکے سر کی لاج رکھ لیتا ہے, آپ کی الجھی بے ترتیب زندگی کو ترتیب دے دیتا ہے, آپ کی بے مقصد زندگی کو مقصد دے دیتا ہے اور آپ کو بہترین سے نوازتا ہے. اور ایسی جگہ سے نوازتا ہے کہ انسانی عقل دنگ رہ جائے پر شرط یہ ہے کہ آپ توکل کریں کیونکہ وہ بہتر لے کے بہترین سے نوازتا ہے. (بے شک)

****

❤️ ختم شدہ ❤️

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پرپوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین